The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

ارواح سے مدد مانگنا ص ۵۷ ضیاء القلوب

دلائل الخیرات مولنا گنگوہی اور حاجی صاحب مریدوں کو اجازت دیتے رہے ص ۸ المہند ارشاد مرشد ۶۳

مخدوم جہانیاں ص ۲۸ ارشاد مرشد

داتا مرتے نہیں بلکہ اور باطن میں تحریر امتحان حیات ہیں ص ۲۷ ضیاء القلوب

پیروں سے باطنی تعلق ص ۹۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک تصور ص ۱۱ ضیاء القلوب

رابطہ شیخ برطبق حمد ص ۵۸ ضیاء القلوب

ارواح مشائخ کی فاتحہ اور ختم شریف ص ۴۲ ضیاء القلوب

مشکل را فیض اوراد ۹۵ ارشاد مرشد

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

المهند على المفند

کا اردو ترجمہ

مسمّٰی بہ

عقائد علمائے دیوبند

حافظ محمد مقصود الفضل نقشبندی مجددی
دارالعلوم ... گوجرانوالہ
محلہ شاہ صدیق وزیر آباد

مصنفہ

مولانا خلیل احمد صاحب رح

ناشر
مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء ... کراچی

چاند کتاب محل اردو بازار ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

الحمد للہ والمنۃ کہ

مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کے رسالہ حسام الحرمین

کے ابطال اور اسکے الزامات و افترات کا راز آشکار کرنے کے لئے

رسالہ

المہند علی المفند

کا اردو حصہ

مسمٰی بہ

عقائد علمائے دیوبند

اور

علمائے حرمین کی تصدیقات معہ فوائد مفیدہ

مرتبہ

رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

باہتمام احقر

محمد عبد المنان عفی عنہ نعیم تھانوی۔ دفتر رسالۃ الابلاغ

متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی نمبر

قیمت

مسلمانوں کا عروج و زوال

[illegible]

فلاح دین و دنیا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

دنیا یونہی چلی آئی اور یونہی چلے گی۔ اسلام ہی کی تیرہ صدیاں نہیں بلکہ سابقین کے حالات بھی اسپر شاہد ہیں کہ جب کبھی فرعونی قوتوں نے طاغوتی طاقتوں نے حق اور حقانیت کی مخالفت کیلئے جال پھیلائے اور دین کے مٹانے کے واسطے اپنے مکر و فریب کاریوں کی گھاٹیاں بنائیں تو قدرت کے زبردست ہاتھ نے ان ناحق کوششوں اور بے ایمانوں مجرموں اور بد عہدوں کی تمام کوششیں رائیگاں کر دیں وہ انکے سارے مکر وہ فتن انہی پر الٹائے اور بے ایمانی کے صلہ میں دنیا اور آخرت کا گھاٹا انکو نصیب ہوا سید رسل فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس و اعلیٰ پر مکہ کے کافروں اور منکروں نے مدینے کے یہودیوں اور منافقوں نے طائف کے بدبختوں اور بے ایمانوں نے کیا کچھ حملے نہیں کئے کیسے کیسے الزام نہیں لگائے کس کس طرح نہیں ستایا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جال و فریب کو انہیں پر الٹ دیا اور انکو صرف آخرت ہی میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی ذلیل و خوار کیا ابوجہل مارا گیا اور ابولہب خوار ہوا کعب و ولید فنا ہو گئے ابن ابی اور اسکے یہودی بد سواری کی زمین پر خاک آلودہ ہو کر گر پڑے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سر بلند اور اونچا کیا اور دنیا نے ساری عزتیں اسکے قدموں کے نیچے پائیں اور اسی کے لئے تمام فتح و نصرت اور کامیابیوں میں برتری نصیب ہی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوارج و شیعہ کے رافضیوں مصر کے باغیوں نہروان کے خوارج اور شام کے ناصبیوں نے سادات مہاجرین پر حضرت انصار پر اہل بیت عظام پر ناپاک و گندے افترا کئے اور جھوٹ اور بہتان انکے ذمے باندھے لیکن ہوا ابن سبا یہودی اور شقی قرار پایا ابن ملجم اور اسکے ساتھی ذلیل ہوئے مصر کے باغی اور خدا کے دشمن دنیا میں [illegible] ابوبکر و عمر کی عثمان و علی کی عظمت اور عائشہ کی آسمانی برأت انکے نام پر سلامتی اتری اور وقار کا سکہ تمام عالم پر چل گیا لوگوں کے قلوب انکی عظمت اور جلال کے سامنے جھکے اور جھکتے رہیں گے۔ رضی اللہ عنہم۔ عراق کے ایک جابر حکمران اور بادشاہی غرور کرنیوالے منصور نے امام ہمام سید ابوحنیفہ النعمان کو کوڑوں سے پٹوایا اور قید خانہ میں ڈالا لیکن کیا دنیا نے نہیں دیکھا کہ منصور کی شاہی مٹ گئی پر ابوحنیفہ کی عالمگیر فرمانروائی قلوب کو تا ہنوز مغلوب کئے ہوئے ہے کیا ایسا نہیں ہوا کہ کچھ ہی دنوں بعد اسی منصور کا پوتا ہارون تخت حکومت پر براجمان ہوا مگر قدرت کے زبردست ہاتھ نے لوگوں کی قسمتوں کے فیصلے انسانوں کے سیاہ و سفید کی کنجیاں اسی ابوحنیفہ کے خلف رشید قاضی ابویوسف کے ہاتھ میں دیدیں امام احمد کا نام اور سر بلند ہو کر رہا جسکو جیل خانے کی اندھیری کوٹھری میں بند کیا گیا تھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین شیخ الطائفہ محی الدین ابن عربی پر مخالف وقت نے [illegible] اور دنیا کے ہر کونے [illegible] مجرم ناکام اور باغی سرنگوں ہوئے اور اسکے بالمقابل مثنوی اور معنوی فتوحات کیا اور احیاء العلوم آجتک مردہ قلوب کو زندہ کر رہی ہیں اور بغداد و سرہند میں سونے والوں کی قبریں آج بھی زیارت گاہ عالم بنی ہوئی ہیں۔ غرض جس نے آسمان کی طرف تھوکا اور خاک اڑائی اسکی اپنی ہی پیشانی خاک آلود ہوئی پھر جب ہر زمانہ میں ایسا ہوتا چلا آیا ہے تو یہ فرعونی کوششیں کیونکر اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہو سکتی تھیں اس زمانہ میں بھی کچھ ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ کے دوستوں پر سید حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی جانشینوں پر اسلام اور اسلامیات کی خدمت میں ساری عمریں جوانی کی ساری بہاریں [illegible] کی تمام منزلیں کھپا دینے والوں پر حدیث اور فقہ کے ائمہ پر اسلام اور قرآن کی عزت و ناموس کے حفاظت کرنیوالوں دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں اللہ کے ذکر سے زبان تر رکھنے والوں پر قسم قسم کے حملے کئے جھوٹ اور افترا کے ان پر پل باندھے انکی نیک اور پاک زندگی کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کی ان کی عبارتوں کے غلط مطلب سمجھا کر انکی کتابوں میں تحریف اور کتر بیونت کر کے لغو فتوی لکھ کر جھوٹے فتوے کا [illegible] اور حجت الاسلام شاہ ولی اللہ دہلوی کی ذریت طیبہ کو کافر قرار دیکر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا اور نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس فریب اور بے ایمانی میں سب سے آگے قدم اس شخص کا رہا جو لوگوں سے اپنے کو اعلیحضرت کہلاتا تھا اور دنیا اسکو احمد رضا خان کے نام سے پکارتی تھی خانصاحب بریلوی نے اپنی جوانی اور بڑھاپے کی ساری منزلیں اللہ کے دوستوں کی بدگوئی میں خرچ کیں اور انکو کافر [illegible] رسول بنا کر خود اپنی ہی بے ایمانی [illegible] کا دور الم نشرح کیا۔ یہ تو کچھ بھی نہ تھا اور مدینے کی زیارت کیلئے جانا نصیب ہوا [illegible] بیٹھے بیٹھے اپنے تئیں محب رسول اور عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد المصطفیٰ کہکر مرید [illegible] پاش [illegible] دال کی [illegible] کرتے رہے۔ مگر [illegible] خدا کے دوستوں کو بدنام کرنے کی غرض سے ایک تکفیر کی دستاویز حجاز میں جا پہنچا کہ مکہ اور مدینہ پاک کے مشائخ اور علماء کو دھوکہ دیکر جھوٹ بول کر [illegible] صرف غلط مسائل منسوب کر کے ان [illegible] سے تصدیق [illegible] اور اسکے بدلے میں [illegible] شقاوت اور آخرت کی محرومی خرید لی [illegible] ولی اللہی جماعت ہی کو سر بلند کیا انہیں کو [illegible] اسی جماعت کو فروغ اور ترقی دی اسی جماعت کے علوم کی دنیا میں شہرت ہیں اور رہی ہیں انہیں کی خانقاہوں سے اللہ اللہ کی آوازیں آتیں اور آرہی ہیں اور انہیں کی قائم کی ہوئی مدارس سے حدیث اور فقہ کی [illegible] انہیں کی تبلیغی خدمات سے دین کے دفاتر اور کتب خانے مرتب ہوئے اور [illegible] ہیں انہیں کے تبلیغی کارناموں سے [illegible] کے ایوان منہدم ہوئے اور انہیں کے فیض یافتہ شش جہت میں پھیلے اور پھیل رہے ہیں اور انہیں کی دینی اور اسلامی خدمتوں سے اقصائے عالم میں ہنگامہ برپا ہو رہا ہے اور انہیں کی پاک زندگی کا سورج آسمان عزت پر چمکا اور چمک رہا ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ منکروں نے جن کو گھٹایا وہی بڑھے جن کو پست کرنا چاہا وہی سربلند ہوئے۔ ادھر خانصاحب بریلوی جھوٹا فتوی لیکر ہندوستان پہنچے اور ادھر قدرت کا زبردست ہاتھ اپنے دوستوں کی حمایت کے لئے بڑھا تحقیق حال کیلئے [illegible] عقائد حقہ کی ایک سرزمین سے مولانا سے جلیل امام العلوم والمعارف استاذ الاساتذہ [illegible] حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں آپہنچا اور حضرت [illegible] خانصاحب بریلوی کی جعلی دستاویز کا تبصرہ فرمادیا اور بریلوی خانصاحب کی پوری حقیقت ظاہر کر دی جو عربی زبان میں المہند [illegible] کے نام سے معروف ہے جسپر ہندوستان کے اہل علم کے سوا [illegible] اور مصر و شام [illegible] کے علماء حقانی کی [illegible] ثبت ہیں۔ المہند نے دجال کا فریب کھولدیا اور بے ایمانی ظاہر کر دی اور سارے الزاموں کی قلعی کھولدی۔ المہند عربی اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوتا رہا لیکن اب پھر کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو چاند پر خاک ڈالنے کی کوشش میں ہیں خواہ علی پور کے [illegible] پیر جماعت علی ہوں یا لاہور کے دلدار علی خانصاحب [illegible] فرما

حامد علی ہوں یا بقول خود سگِ بارگاہ رضوی حشمت علی ہوں سب کے سب حشمت خان بریلوی کے سبق کو دوہرا رہے ہیں اسلئے المہند کا صرف اردو ترجمہ شائع کرنیکی ضرورت پیش آئی بلا تردید کہا جا سکتا ہے کہ زیر خاص موضوع پر المہند سے زیادہ مکمل اور مدلل کوئی رسالہ ابتک شائع نہیں ہوا امید ہے کہ ناظرین اسکی قدر کرینگے اور حق تعالیٰ شانہٗ سے امید ہے کہ وہ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے گا۔ فقط

ضروری التماس جماعت کے اہل دل حضرات اگر کچھ نسخے خرید فرما کر غربا پر تقسیم فرماویں تو غربا بھی اس سے نفع اٹھا کر ان کے لئے صدقہ جاریہ کا سبب بن جائیں گے۔

یا فتاح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے علمائے کرام اور سرداران عظام تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق و رسالے ایسے لائے جنکا مطلب انگریزی زبان ہونیکے سبب ہم نہیں سمجھ سکے اس لئے امید کرتے ہیں کہ ہمیں حقیقت حال اور قول کی مراد سے مطلع کروگے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل السنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے

عقیدہ دربارہ سفر زیارت روضہ اقدس حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال اول ودوم کیا فرماتے ہو شد رحال میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیلئے۔ تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان باتوں میں کون امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنیوالا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت علیہ السلام کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی۔ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سفر کرنا چاہئے۔ **الجواب**

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور اسی سے مدد و توفیق درکار ہے اور اسی کے قبضہ میں تحقیق کی باگیں۔ حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اور طریقہ ہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ علیہ حضرات نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشتیہ اور سلسلۂ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور دوسری بات یہ کہ ہم دین کے بارے میں کبھی کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی یا اجماع امت یا قول کسی امام کا اور باینہمہ ہم دعوے نہیں کرتے قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش سہو و خطا سے مبرا ہیں۔ پس اگر ہمیں ظاہر ہو جائے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں تو اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی اور پھر رجوع کا

اعلان کرتے ہیں چنانچہ ہمارے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے اقوال میں رجوع ثابت ہو چکے کہ امام حرم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں دو قول جدید و قدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث سے تتبع کرنیوالے پر ظاہر ہے پس اگر کسی عالم کا دعوے ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے تو اسپر لازم ہے کہ اپنا دعوے ثابت کرے علماء کرام کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فروعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے ائمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کریگا تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل اور زبان سے غلطی قبول کرینگے اور قلب اور اعضاء سے شکر یہ ادا کریں گے۔ تیسری بات یہ کہ ہندوستان میں لفظ وہابی کا استعمال اس شخص کے لئے تھا جو ائمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر اس میں وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں اور بدعات سیئہ اور رسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اسکے نواح میں مشہور ہے کہ جو مولوی اولیا کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت کرے وہ بھی وہابی ہے گو وہ کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو۔ اسکے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے سنت پر عمل کرتا ہے اور بدعت سے بچتا ہو اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم احیاء سنت میں سعی کرتے اور بدعت کی آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اس لئے شیطانی لشکر کو ان پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی ان پر بہتان باندھے طرح طرح کے افترا کئے اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا۔ حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دئے ہیں جن و انس سے شیطان کہ ایک دوسرے کی طرف جھوٹی باتیں ٹالنے کو ہے دھوکہ کے لئے (ملمع کی ہوئی) اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو ان کے افترا کو۔ پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے پھر کیا مشابہ کہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جاوے پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا۔ ہم پر جھوٹے بہتان باندھتے اور ہماری جانب [illegible] [illegible] آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا جایا کرے تو آپ اسکی طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں لاویں اور اگر قلب مبارک میں خلجان پیدا ہو تو ہم کو لکھ بھیجا کریں ہم صحیح واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے۔ اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام میں سے ہیں۔

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

جواب کی توضیح

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان آپ پر قربان اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شد رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر وہاں جب حاضر ہوگا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت ہو جاویگی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اسکی موافقت خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہو رہی ہے' جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا اور کوئی حاجت اسکو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اسکا شفیع بنوں اور ایسا ہی عارف ملا جامی سے منقول ہے کہ انہوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز مذہب عشاق سے زیادہ ملتا ہے۔ اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنیوالے کو صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر حدیث کو دلیل لانا کہ کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی' بلکہ صاحب فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالۃ النص جواز پر دلالۃ کر رہی ہے کیونکہ جو علت تینوں مساجد کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنٰے ہونیکی قرار پائی ہے وہ ان مسجدوں کی فضیلت ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعہ شریفہ میں موجود ہے اس لئے کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضائے مبارک کو مس کئے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے چنانچہ ہمارے فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کیوجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنٰے ہو گئیں تو بدرجہ اولیٰ ہے بقعہ مبارکہ فضیلت عامہ کے سبب مستثنٰی ہو ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ نسبت کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ زبدۃ المناسک کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث پر ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جسمیں مولانائے وہابیہ اور انکے موافقین پر قیامت ڈھادی اور قطعی دلائل ذکر فرمائے ہیں اسکا نام ہے احسن المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال وہ طبع ہو کر مشتہر ہو چکا ہے اسکی طرف رجوع کرنا چاہئے واللہ اعلم بالصواب۔

عقیدہ اولیاء کرام کے توسل اور واسطے سے بارگاہ احکم الحاکمین عز و جل میں دعا کرنا

سوال۔ کیا وفات کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء و صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز۔

جواب۔ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و صلحاء و اولیاء و شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے [illegible]

اور حاجت براری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اسکی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اسکو بیان فرمایا جو چھپا ہوا آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اسکی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

فائدہ۔ ہمارے اکابر مرشد العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی شیخ المشائخ قطب العالم مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی اور حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہم نے اپنے بزرگان سلسلہ کے شجرے تصنیف فرمائے ہیں جو انکے متوسلین میں شائع اور معمول بہا ہیں نیز علامہ تھانوی کی مؤلفہ قربات عند اللہ اور مناجات مقبول اسپر شاہد و عادل ہیں کہ ان بزرگوں کے یہاں توسل اولیاء کرام حضرت حق تعالیٰ شانہ سے دعا کرنا جائز اور معمول بہا ہے مناجات مقبول کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

صدقہ اپنی عزت و جلال کا صدقہ پیغمبر کا ان کی آل کا
اپنے پیغمبر کا صدقہ اے خدا نام جن کا ہے محمد مصطفیٰ

حضرت موسےٰ کا صدقہ اے کریم
جو ہیں پیغمبر ترے اور ہیں کلیم

عقیدہ درباره حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال۔ کیا فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب۔ ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونیکے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباہ الاذکیا بحیاۃ الانبیاء میں تصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اسکی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اسکا نام آب حیات ہے۔

عقیدہ دعا کیوقت قبر شریف کی طرف توجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بنانا

سوال۔ کیا جائز ہے مسجد میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر حق تعالیٰ سے دعا مانگے۔

جواب۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے فرمایا ہے کہ معلوم کرو [illegible]

www.nafseislam.com

www.nafseislam.com

کہ ہمارے بعض مشائخ ابو اللیث اور انکے پیرو کرمانی و سروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنیوالوں کو قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا چاہئے جیسا کہ امام حسنؒ نے امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اسکے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابو اللیث کی روایت نامقبول ہے اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہرہ کیطرف منہ کرکے اسطرح کہو آپ پر سلام نازل ہو اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات نازل ہوں پھر اسکی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جسکو مجد الدین لغوی نے ابن مبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب ابو ایوب سختیانی مدینہ آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا کہ میں ضرور دیکھوں گا کہ کیا کرتے ہیں سو انہوں نے قبلہ کیطرف پشت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کیطرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام کیا۔ پھر اسکو نقل کرکے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے ہاں پہلے انکو تردد تھا پھر علامہ نے یہ بھی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے الغرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں۔ مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کیوقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہئے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام سے مروی ہے جبکہ انکے کسی خلیفہ نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا اور جسکی تصریح مولانا گنگوہی اپنے رسالہ زبدۃ المناسک میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ بھی صفحہ نمبر ۳ و ۴ میں گذر چکا ہے۔

عقیدہ درود شریف اور دلائل الخیرات وغیرہ کے متعلق

سوال۔ کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات وغیرہ اوراد پڑھنے کی بابت۔

جواب۔ ہمارے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب طاعت ہے خواہ دلائل الخیرات پڑھکر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جسکے لفظ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں اگرچہ غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا خود ہمارے شیخ مولانا گنگوہی و دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرمایا ہے کہ مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل کو ورد کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدوں کو اجازت دیتے تھے۔

عقیدہ در بارہ تقلید

سوال۔ تمام اصول و فروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب اور تم کس امام کے مقلد ہو۔

جواب۔ اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس و ہوا کے اتباع کرنیکا انجام الحاد و زندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول اور فروع میں امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

تعالیٰ عنہ کے مقلد ہیں خدا کرے کہ اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اسی بحث میں ہمارے مشائخ کی بہتیری تصانیف دنیا میں مشتہر اور شائع ہو چکی ہیں۔ **فائدہ۔** الحمد للہ کہ ہمارے بزرگوں کی متعدد تصانیف در بارہ وجوب تقلید شخصی مطبوعہ موجود ہیں اور مدت سے ہندوستان میں شائع ہیں۔ علامہ تھانوی کی الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد حضرت گنگوہی کی سبیل الرشاد و ہدایۃ المعتدی توثیق الکلام وغیرہ کتب اس باب میں قابل قدر تصانیف ہیں پھر آئے دن ہندوستان کے غیر مقلدوں سے ہماری جماعت کے اہل علم برابر مناظرہ کرتے رہتے ہیں اور انکی تردید میں تحریراً اور تقریراً مصروف ہیں۔

عقیدہ در بارہ بیعت و جواز افادہ قبور مشائخ

سوال۔ کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے بیعت ہونا تمہارے نزدیک جائز ہے اور اکابر کے سینہ اور قبور سے باطنی فیضان پہنچنے کے قائل ہو یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو دنیا سے بے رغبت ہو آخرت کا طالب ہو نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو خوگر ہو نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اپنی نظر اسکی نظر میں محدود رکھے اور صوفیہ کے اشغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فنا تام کے ساتھ مشغول ہو اور اسکی نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جسکو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اسکو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اسکے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو یہ ایسے لوگ ہیں جنکے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں، والحمد للہ علی ذالک۔ اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام الناس میں رائج ہے۔

فائدہ۔ دیباچہ کتاب میں حضرت مولانا سہارنپوری قدس سرہ نے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ ہم اور ہمارے یہ جملہ متعلقین بحمد اللہ سلاسل حضرات صوفیہ میں منسلک ہیں اور رشد و ہدایات میں مصروف ہیں ہمارا بحمد اللہ بزرگوں کی [illegible] اللہ اللہ کے ذکر سے ہر وقت آباد ہیں اور مسائل تصوف اور تزکیہ باطن میں حضرت حکیم الامت مد ظلہ کی کثیر تصانیف عالم اس باب میں ایسی شہرت پذیر ہیں کہ جنکی دلیل کی ضرورت نہیں [illegible] کے تراجم حضرت حاجی صاحب کی ارشاد مرشد حضرت گنگوہی کی امداد السلوک [illegible]۔

عقیدہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق

سوال۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور انکے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اسکے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب ہے۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

جواب۔ ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اسی تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم ان کی تکفیر صرف اسلئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اسکے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اسکے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلہ مشائخ میں نہیں ہے۔ نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہوگا یا حق پھر اگر ناحق ہو تو بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہونا ہے اور اگر ایسی تاویل سے ہو جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہو۔ باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو معاذ اللہ کہ ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک فسق اور دین میں اختراع ہے ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔ ہاں جب دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائیگا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کرینگے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

عقیدہ دربارہ استواء علی العرش وغیرہ

سوال۔ کیا کہتے ہو حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا کیا جائز سمجھتے ہو باری تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے۔

جواب۔ اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص و حدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت و شرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تاکہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً ممکن ہے کہ استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت اور مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ و عالی ہے۔

عقیدہ دربارہ افضلیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال۔ کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ کوئی … ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل بھی ہے۔

جواب۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالیٰ سے قرب و منزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہو سکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء و رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین و ایمان ہے جس کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عقیدہ دربارہ ختم النبوت

سوال۔ کیا کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حالانکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور حد درجہ تواتر کو پہنچ گیا آپ کا یہ ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اسپر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وجود جائز سمجھے اسکے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور کیا تم میں اور تمہارے اکابر میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔

جواب۔ ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور نیز اجماع امت سے سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اسلئے کہ منکر ہے نص قطعی صریح کا ہاں ہمارے شیخ و مولوی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظر سے عجیب و غریب تحقیق فرما کر آپ کی خاتمیت کو تام و تمام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت بلحاظ ذات جس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شئے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اسپر جو بالذات ہو اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ ہی کی نبوت کے واسطے سے ہے اور آپ ہی فرد اکمل و یگانہ اور دائرہ رسالت و نبوت کے مرکز اور عقد نبوت کے واسطہ ہیں پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی و زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت محض زمانہ ہی کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ اس لئے یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہو بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور درجہ کا شرف و فضل اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت ذاتاً و زماناً دونوں اعتبار سے ہو ورنہ محض زمانہ کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت مرتبہ کمال کو نہ پہنچے گی اور نہ آپ کو جامعیت و فضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان و عظمت کے بیان سے مولانا کا انکشاف ہے جیسا کہ ہمارے سادات محققین نے تحقیق کی ہے مثل شیخ عبدالقدوس اور شیخ اکبر و تقی سبکی نے ہمارے خیال میں علماء متقدمین اور ان کے متبعین تک بہتیروں کا ذہن اس میدان سے … نہیں گیا ہے۔ ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر و ضلال ہو گیا اور یہ اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے افسوس صد افسوس کہ ایسا کرنا پرلے درجہ کا افتراء اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے جس کا باعث محض کینہ و عداوت و بغض ہے اہل اللہ اور ان کے خاص بندوں کے ساتھ۔ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء و اولیاء میں۔

فائدہ۔ مسئلہ ختم نبوت کی بحمد اللہ جیسی خدمت اس زمانہ میں ہماری جماعت کے اہل قلم نے کی ہے اس کی نظیر علمائے متقدمین میں بھی شاذ و نادر ہی کسی نے کی ہوگی حضرت الانوری قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم …

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

کی تحذیر الناس اس باب میں بے نظیر کتاب ہے نیز ہمارے عنایت فرما مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی کی ختم نبوت دو سہ مجلدات نے جیسی قیامت غلام احمد قادیانی اور احمد رضا خاں بریلوی پر ڈھائی ہے اسکی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے اس بسیط کتاب میں صدہا آیات و احادیث نیز دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی دنیا میں نہیں آسکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طریق سے خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھنے یا کہنے کا اتہام اور اسکی حقیقت

سوال۔ کیا تم اسکے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر بس ایسی ہی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے، اور کیا تم میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے۔

جواب۔ ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اسکا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اسکے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گذشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدہ واہیہ کا خلاف صریح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام امت پر بتصریح اس قدر بیان کرچکے اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کیلئے ثابت نہیں ہوسکتے، اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہمیں یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے وہ بے اصل ہے اور اسکی طرف توجہ بھی مناسب نہیں اسلئے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنیٰ مسلمان بھی تردد نہیں کرسکتا۔ اسکے باوجود بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقعہ اور محل بتانا چاہئے تاکہ ہم ہر سمجھدار اور منصف پر اسکی جہالت و بدفہمی والحاد و بددینی ظاہر کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی تحدید و وسعت

سوال۔ کیا تم اسکے قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہوا یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و حکم وغیرہ کے اتنے علوم عطا ہوئے ہیں جنکے پاس تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

جواب۔ ہم زبان سے قائل اور دل سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جنکو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ و اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی انکے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث ہونے والے تمام واقعات میں ہر ہر جزئی کی اطلاع تام و علم تفصیلی محیط حاصل ہو

کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب ہے تو آپکے علم و معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آجائے اگرچہ آپکے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا جس سے ہدہد کو آگاہی ہوئی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہدہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جسکی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا سے ایک پکی خبر لیکر آئی ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے شیطان لعین کے علم کی نسبت

سوال۔ کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اسکا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لئے نہ معلوم ہونا کہ آپنے اسکی جانب توجہ نہیں فرمائی آپکے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان پیدا نہیں کرسکتا جبکہ ثابت ہوچکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال کا حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا جیسا کہ ایسے بچے کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچے کا علم اس متبحر و محقق مولوی کے زیادہ ہے جسکو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہدہد کا سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنیوالا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز حکماء کا اسپر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس بڑے طبیب ہیں جنکو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور مزے اور کیفیت سے زیادہ واقف ہیں تو افلاطون و جالینوس کا ان ردی حالات سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونیکو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے۔ حالانکہ انکا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے۔ ہمارے دیار کے مبتدعین سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام شریف و ادنیٰ اور اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے اور یوں کہتے ہیں کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی یا کلی ہوں آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بنا پر اس علم کلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا ذرا غور تو فرمائیے ہر مسلمان کو فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بنا پر لازم آئیگا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئیگا کہ سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور

www.nafseislam.com

افلاطون وجالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ شاہ چھوڑا ہے کہ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہو جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کہ ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ ڈالیں اور دجال اور مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں، سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادث جزئی میں تھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اسکا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے چنانچہ اسکی تصریح ایک نہیں بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف بہتان باندھے اسکو لازم ہے کہ شہنشاہ روز جزا سے خائف بنکر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت دیگر انسان اور چوپاؤں سے اور حفظ الایمان کی عبارت کی تشریح

سوال۔ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے اس قسم کی خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں جو تم تحریر کئے اسکا کیا حکم ہے۔

جواب۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی بدعتیوں کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنے بدلے اور جھوٹا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جوان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبور کی تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ شرک کا وہم ہوتا ہے چنانچہ قرآن شریف میں صحابہ کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی یا امتی کی ممانعت ہے۔ بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں معنی غیب مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اسکے حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو اسی بنا پر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ" نیز ارشاد ہے "اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی جمع کرلیتا" اور اگر کسی تاویل سے اس اطلاق کو جائز سمجھا جائے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق مالک معبود وغیرہ ان صفات کا جو باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے خدا تعالیٰ سے عالم الغیب کی نفی صحیح ہو سکے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب نہیں ہے پس کیا دیندار کو اس نفی اطلاق کی اجازت دے سکتا ہے حاشا و کلا۔ پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اس سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض غیب کوئی غیب کیوں نہ ہو۔ پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم الغیب کا

اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہو تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اسکو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر اسکو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائیگی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکیگی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔ خدا تم پر رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرما بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی پاؤ گے حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور زید و عمر و بہائم کے علم کے برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر الزام آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے سب کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جسکا بدعتیوں نے مولانا پر افترا باندھا جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔

فائدہ۔ موجودہ زمانہ کے بدعتین کو اس مضمون کی وجہ سے حضرت تھانوی پر بڑا غیظ ہے لیکن یہ عقلمند لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اسی قسم کا مضمون شرح مقاصد اور شرح طوالع الانوار میں بھی موجود ہے جو اہل سنت کی مشہور اور متداول کتابیں ہیں اور یہی وہ کتابیں ہیں کہ جنکی طرف عقائد اہل سنت میں مراجعت کی جاتی ہے۔ الزام اگر یہ ہے تو شرک ہے اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کسی پر بھی نہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو ان مسکینوں پر رحم فرما کر انکی خلاصی کی صورت بیان فرمائی ہے۔ ورنہ بدعتیوں کے قول پر تو یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں ہر شخص عالم الغیب ہو اور ہر شخص کو عالم الغیب کہنا جائز ہو اور بہائم بھی ان بدعتیوں کے قول کے موافق نعوذ باللہ عالم الغیب ہوں۔ خدا کے بندو اپنی حالت پر رحم کرو اور خدا کے رسولوں کی بدگوئی سے اپنے لئے ابدی لعنت نہ خریدو۔ جو مضمون الزام کا آجکل اہل بدعت نے تراشا ہے تو جہاں تک ہم اور ہمارے اکابر اس تصور سے بھی بری ہیں خود شیخ تھانوی قدس سرہ نے اپنے رسالہ بسط البنان میں صراحتہً فرمایا ہے کہ جو شخص فقیر حقیر آدم سید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو کسی مخلوق کے برابر یا مماثل بتائے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر باوجود ان تصریحات کے یہ فرقہ ضالہ مرغ کی وہی ایک ٹانگ کہے جاتا ہے خدا ان کو ہدایت کرے۔ ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا تھانوی قدس سرہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

عقیدہ دربارہ میلاد شریف

کیا تم اسکے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح اور بدعت سیئہ و حرام ہے یا کچھ اور۔

جواب۔ حاشا ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے انکا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپکے بول و براز و نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور ہے اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کرکے ہم نقل کرتے ہیں تا

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس شریف کس طریق سے جائز ہے اور کس طریق سے ناجائز تو مولانا نے اسکا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقہ کے خلاف نہوں جنکے خیر ہونیکی شہادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہوم نہوں ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہوں جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہو بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اسکے ناجائز بدعت ہونیکا حکم نہ دیگا الخ اس سے معلوم ہوگیا کہ ہم ذکر ولادت شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اسکے ساتھ مل گئے ہیں۔ جیسا ہندوستان کی مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہو کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو اسپر طعن و تکفیر ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شائد ہی کوئی مجلس میلاد خالی ہو۔ پس اگر کوئی مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔ پس ہم پر یہ بہتان بھی جھوٹے ملحد دجالوں کا افترا ہے خدا انکو رسوا و ملعون کرے خشکی و تری و نرم و سخت زمین میں۔

فائدہ۔ ہمارے اطراف میں اکثر میلاد پڑھنے والے کون لوگ ہیں؟ میراثی اور ڈوم داڑھی منڈے بے نمازی جنہیں جنابت اور طہارت کی بھی خبر نہیں۔ منہ میں سگرٹ کا دھواں اور چہرہ پر پھٹکار یہ لوگ ساری ساری رات گلے ذالا کر گاتے رہتے ہیں۔ خود نماز نہیں پڑھتے اور سننے والوں کی بھی نمازیں غارت کرتے ہیں ایسے میلاد کو اگر منع نہ کیا جائے تو اور کیا اسکو واجب قرار دیں؟ پھر طرفہ یہ کہ عورتیں بھی میلاد پڑھتی ہیں۔ ان بے حیا مرد و عورتوں کو اور انکے تلوے سہلانیوالے بدعتیوں کو کچھ بھی غیرت اور شرم نہیں آتی خالق کو کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

عقیدہ دربارہ تشبیہ ذکر ولادت بذکر جنم اشٹمی کنہیا

سوال۔ کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر کنہیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ بھی بدعتی دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محبوب ترین مستحب ہے۔ پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے۔ پس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے کی گئی ہے جسکو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۸ پر نقل کیا ہے۔ وہ حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرماویں آپکی مراد اس سے کوسوں دور ہیں جو آپ کی طرف منسوب ہوا۔ چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہوجائیگا

اور حقیقت حال پکار اٹھے گی جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کیوقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہوا اسکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پرفتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین کرکر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت کی گذشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا تو یہ شخص غلطی پر ہے یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہو اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنہیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اسی دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنہیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہل ہند کی مشابہت کرتا ہے امام حسین اور انکے تابعین شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً و فعلاً عاشورہ کے دن میدان کربلا میں ان حضرات کے ساتھ کی گئیں چنانچہ نعش کفناتے اور قبور کھود کر دفناتے ہیں جنگ و جدال کے جھنڈے چڑھاتے کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوحہ کرتے ہیں، اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہو جس نے ہمارے ملک میں انکی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے قیام کی وجہ یہ بیان کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرین مجلس اسکی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیہودگی ہے کیونکہ یہ وجہ نفس ولادت شریفہ کے وقت کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت بار بار نہیں ہوتی۔ پس ولادت شریفہ کا اعادہ ہندوؤں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ اپنے معبود یعنی کنہیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اتارتے ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہو کہ ہر سال شہادت اہل بیت کا قولاً و فعلاً تصویر کھینچتے ہیں۔ پس معاذ اللہ یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی نقل ہوگیا اور یہ حرکت بیشک شبہ ملامت کے قابل اور حرمت و فسق ہو بلکہ اُنکا یہ فعل اُنکے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل اتارتے ہیں اور یہ لوگ فرضی خرافات کو جب چاہتے ہیں کر گذرتے ہیں اور شریعت میں اسکی کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کرکے اسکے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے الخ پس اے صاحبان عقل غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو بدعتی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدے پر انکار فرمایا ہے جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے ہیں۔ اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں۔ لیکن ظالم لوگ اہل حق پر افترا کرتے اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

فائدہ۔ ہم اور ہمارے اکابر حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاپوش مبارک کی بھی اہانت کو موجب کفر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ ولادت با سعادت سے متعلق کلمات تحقیر و تشنیع استعمال کرنا۔ یہ بھی ہم پر اور ہمارے بزرگوں پر ان جاہل بدعتیوں کا افترا ہے۔ خدا ان کو ہدایت کرے۔

عقیدہ دربارہ امکان کذب باری تعالےٰ

سوال۔ کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہو اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہوتا۔ یا یہ ان پر بہتان ہے اور اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب ہے جو وہ کہتا ہے کہ مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

جواب۔ علامۂ زماں یکتائے دوراں شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف جن مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں اور ان کی تکذیب مولانا کا وہ فتویٰ کر رہا ہے جو جلد اول فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے تحریر اسکی عربی ہے جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔ سوال کی صورت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ فتویٰ دو اجر ملے گا۔

الجواب۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو۔ اسکے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون ہے اور کتاب سنت و اجماع امت کا مخالف ہے۔ ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون وہامان و ابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے۔ اسکے خلاف کبھی نہ کرے گا لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ہے عاجز نہیں۔ ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کریگا نہیں، وہ فرماتا ہے۔

"اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیتے ولیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ بھروں گا جن و انس دونوں سے"

پس اس آیت سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا۔ ولیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے مجبوری نہیں۔ کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہی عقیدہ تمام علماء امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ وان تغفر لھم کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ شرک کا نہ بخشنا وعید کا مقتضیٰ ہے پس اسمیں لذاتہ امتناع نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے۔ حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی اعانت و توفیق درکار ہے۔ علامہ رشید احمد صاحب کا جواب مذکور بالکل حق ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا۔ وصلی اللہ علیٰ خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت امیدوار لطف خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما۔ لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بابصیل نے حق تعالیٰ انکو اور انکے مشائخ اور جملہ مسلمانوں کو بخشدے۔ [illegible] محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ [illegible] درود و سلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے کافی ہے اور اسی پر اعتماد ہے بلکہ حق یہی ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے۔ اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اسکے پاس مولانا کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے۔ اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اسمعیل استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اسکے چیلے کیونکہ تحریف و تلبیس و دجل و مکر کی اس کو عادت ہے اکثر مہریں بنا لیتا ہے

مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اسی لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت چھپا ہوا ہے [illegible] امت کو کافر کہتا ہو جیسے محمد عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے خدا اسے بھی انہیں کی طرح رسوا کرے۔

عقیدہ دربارہ امکان و وقوع کذب کلام باریتعالیٰ

سوال۔ کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے یہ کیا بات ہے۔

جواب۔ ہم اور ہمارے مشائخ اسکا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے اسکے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اسکے خلاف عقیدہ رکھے یا اسکے کسی کلام میں کذب کا وہم بھی کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

عقیدہ دربارہ امکان کذب بسوئے اشاعرہ

سوال۔ کیا تم نے کسی اپنی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر تمہارے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے واقعی امر ہمیں بتاؤ۔

جواب۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقی و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ کیا اسکے خلاف پر اسکو قدرت ہے یا نہیں سو وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اسکی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے انکا مقدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق کرے اور ہم یوں کہتے ہیں ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں۔ البتہ اہل سنت والجماعت اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے نزدیک انکا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں۔ پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا تحت قدرت اگر جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں اور ذاتاً محال ہے تو ہم نے ان کو علماء کلام کے ذکر کئے ہوئے چند جواب جن میں یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ و خبر وغیرہ کا خلاف تحت قدرت ماننے سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ بھی بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً مقدور اور عقلاً و شرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اسکی تصریح کر چکے ہیں۔ پس جب انہوں نے یہ جواب دیکھے تو کتابوں میں فساد کے ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری عز اسمہ کی جانب نقص سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے اور شہرت پاکر اپنا الّو سیدھا کرنے کو [illegible] یہاں تک پہنچی کہ اپنی طرف سے فعلیت کذب کا توڑ وضع کر لیا اور خلاف ملک علام کا بھی خوف نہ کیا اور اہل حرمین کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انہوں نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات انکی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اس کی مثال [illegible] معتزلہ اور اہل سنت والجماعت کیسی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب [illegible] مطیع کو سزا [illegible] قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب عدل و تنزیہ رکھا اور

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اہل سنت والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پرواہ نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام کہکر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدیس و تنزیہ کو یوں ثابت کیا کہ نیکوکار کے لئے عذاب اور بدکار کے لئے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ سے ماننے کو نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ شنیعہ کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو جواب دیا کہ وعدہ و خبر و صدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے حالانکہ صرف شرعاً یا شرعاً و عقلاً دونوں طرح وقوع ممتنع ہے نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق و فلسفہ کی بلا ہے پس بدعتیوں نے تنزیہ کے لئے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام و کامل قدرت کا اسمیں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل سنت والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام ہو یہ ہے وہ مختصر مضمون جس کا ہم نے براہین میں بیان کیا ہے۔

اب اصل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات بھی سن لیجئے شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلا توبہ مر جائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ معاف کرے اسکی دو وجہ بیان کی ہیں اول یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی اور وعید فرمائی ہے۔ پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کر دے تو وعید کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خبر و وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف ہوتا ہے نہ کذب کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز تو لازم آئے گا اور یہ بھی محال ہے کیونکہ ہم اسکا محال ہونا نہیں مانتے اور محال کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ خلف و کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جنکو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے۔ اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں ایک نظام اور اسکے تابعین جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ جہل اور کذب و ظلم و نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اسکی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز ہوگا اور صدور ناجائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے بے پرواہی کے سبب صدور ہوگا تو لازم آئیگا سفہ اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جانب نسبت کر کے کسی شے کا قبیح ہم تسلیم ہی نہیں کرتے اس لئے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ قبیح ہی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق یا امتناع صدور کے منافی نہیں ہو سکتا ہے کہ نفی تحت قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور مفقود ہونیکے سبب امکان وقوع ممتنع ہو سائرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ کمال ابن ہمام حنفی اور انکے شاگرد ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ نے بتصریح قرار دیا ہے کہ پھر صاحب العمدہ نے کہا حق تعالیٰ کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم و سفہ اور کذب پر قادر ہے کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اسکے ساتھ صحیح نہیں۔ اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر تو ہے مگر کرے گا نہیں۔ صاحب العمدہ نے جو معتزلہ سے نقل کیا ہے وہ الٹ پلٹ ہو گیا۔ کیونکہ اسمیں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود انکا وقوع

نہ کیا جاوے یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہو بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی ہے۔ بیشک ظلم و سفہ و کذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے ہے ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے شایاں نہیں پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو حق تعالیٰ کی تنزیہ عن الفحشاء میں زیادہ دخل ہے آیا اس صورت میں کہ جس افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار و ارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں۔ پس جس صورت کو تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اسکا قائل ہونا چاہئے اور وہ وہی ہے جو اشاعرہ کا مذہب ہو یعنی امکان بالذات و امتناع بالاختیار۔

محقق دوانی کی شرح عقائد عضدیہ کے حاشیہ کلنبوی میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص و عیب ہو اشاعرہ کے نزدیک مسلم نہیں اور اس لئے شریف محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اس طرح کہ کلام الٰہی میں کذب وقوع نہیں ہے اور اسپر علماء و انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ علوم عادیہ یقینیہ باوجود امکان نقیض بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں الا صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر الاصول اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح منصوص ہے اور لب یعنی جبکہ وہ افعال حق تعالیٰ پر محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً محال ہے۔ نیز اگر فعل باری کا قبیح کے ساتھ اتصاف محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی۔ اور اشاعرہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً محال نہیں چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی نہیں کہ وقوع مقدور نہ ہو مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے مگر عقلاً محال نہیں ہے کہ موجود نہ ہوں اور لب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان کذب کے سبب اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئیگا۔ اس لئے کہ عقلاً کسی شے کا جواز ان شئے سے اسکے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آئے گا اور یہی استحالہ وقوعی و امکان عقلی کا خلاف معتزلہ و اہل السنۃ میں ہر نقص میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کا اس پر قدرت ہی نہیں۔ جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے یا نقص کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اسکے یقین ہے کہ کریگا نہیں جیسا کہ اہل سنت کا قول ہے یعنی امر … سے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر … میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں … ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ نے کی ہے جنکی نصوص بیان کو بخوف طول کے اندیشہ سے اعراض کیا اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کے متولی ہیں۔

فائدہ۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے جو خبر ابو لہب وغیرہ کافروں کے متعلق قرآن شریف میں دی ہے وہ بلاشبہ ایسا ہی کرے گا اور ان کافروں کو جہنم میں داخل کرے گا لیکن اسکو

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

قدرت اور اختیار ضرور ہے کہ اگر وہ چاہے تو ان کو معاف بھی کر دے گا معتزلہ اور ان کے مقلد ہندوستانی
بتدعین یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کو کافروں کے بخشدینے کا کوئی اختیار اور قدرت نہیں اس واسطے کہ
جو خبر اُسنے دیدی ہے اُسکے خلاف کرنے پر اگر اسکو قدرت ہو تو اُسکے کلام میں کذب کا احتمال پیدا ہو جائیگا۔
علماء اہل سنت والجماعت علامہ سید سند، علامہ تفتازانی، امام رازی، قاضی عضد، شیخ ابن ہمام صاحب
فتح القدیر اور امامین جلالین شیخ ابوالحسن اشعری و شیخ ابو منصور ماتریدی نے اپنی تصانیف شرح مواقف شرح
مقاصد تفسیر کبیر وغیرہ میں اسکا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں کذب کا واقع ہونا بے شک محال اور
ممتنع ہے لیکن کلام کلام ہونے کی حیثیت سے اور خبر خبر ہونے کی حیثیت سے ضرور احتمال کذب رکھتی ہے اللہ حق تعالیٰ شانہ نے جو خبر
دی ہے اُسکے خلاف کبھی بھی نہیں کرے گا لیکن اپنی قدرت اور اختیار سے کر سکتا ضرور ہے وہ مجبور اور
بے بس نہیں، یہ ہے اس مسئلہ کا حاصل کہ ہم نے علماء اہل سنت کا طریقہ قبول کیا ہے اور ان بتدعین نے
جنکے اکابر معتزلہ خذلہم اللہ کہ خدا کا نعوذ باللہ غیر قادر غیر مختار بے بس اور مجبور ہونا لازم آتا ہے ہم پر اور صرف
ہم پر نہیں بلکہ اکابر علماء اہل سنت پر تو یہ لوگ امکان کذب کے اعتراض کا ڈھونگ رچا کر زمین و آسمان
ایک کئے ڈالتے ہیں۔ لیکن ان بد زبان نادانوں کو معتزلہ اور خوارج کا مذہب اختیار کر کے اور حق تعالیٰ شانہ کو
بے بس اور مجبور کہتے ہوئے کچھ بھی شرم و حیا نہیں آتی اور اسی پر مستحق ہونے کے ایسے لمبے چوڑے دعوے
تو یا ان کے علاوہ دنیا میں کوئی بھی اہل سنت نہیں۔ بھلی کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح وحی ہونیکا
مدعی ہے، کیونکہ لوگ تمہاری طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اسکی تعریف کرتے ہو تمہارے
مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھو گے تاکہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور
جن لوگوں کے متوحش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے شک پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے۔ جواب
ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں
جب تک اسکی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا اور تمام مذاہب کو بدلائل
باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اسکے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض
ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اسکے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعوے
کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر
ہوا تو ہمارے مشائخ نے اسکے کافر ہونے کا فتویٰ دیا قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد
گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مگر چونکہ
مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلا کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء و اشراف و قاضی و مفتی
کو ہم سے متنفر بنائیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ اُن تک ہندی
رسائل و کتابیں پہنچتی بھی نہیں اس لئے ہم پر یہ جھوٹے افترا باندھے۔ سو خدا ہی سے مدد کا خواستگار ہوں اور اسی پر اعتماد
ہے اور اُسی کا تمسک ہے کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے سو اگر آپ حضرات
کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اسپر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک
حق ہو وہ ہمیں بتائیے ہم انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے۔ اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہو گا
تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جاوے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ سب
تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا اور اللہ کا درود و سلام نازل ہو اولین و آخرین کے سردار
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد و صحابہ و ازواج و ذریات سب پر۔ زبان سے کہا اور قلم سے لکھا
خادم الطلبہ کثیر الذنوب والآثام خلیل احمد نے۔ خدا ان کو توشہ آخرت کی توفیق دے۔

یوم دوشنبہ ۱۸، ماہ شوال ۱۳۲۵ھ

تمام شد

خلاصہ تصادیق علماء ہندوستان

تصدیق زبدۃ المحدثین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب مدرس اول مدرسہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جسکو پیشوا علماء امام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے واقعی جو کچھ
صحیح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی اور یہی ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اسمیں کچھ تردد نہیں

صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب امروہی

مجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام و افضال کا مورد اور محققین زمانہ کا پیشوا ہے پس حق یہ ہے کہ
جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اسکے آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے اور یہی حق
صریح ہے جس میں شک نہیں اور یہ سب ہمارے مشائخ و پیشوایان کا عقیدہ ہے۔ پس جس نے ہم پر یا ہمارے
باعظمت مشائخ پر کوئی قول جھوٹا باندھا تو وہ بلاشبہ افترا ہے۔

عمدۃ الفقہاء حضرت مولانا المولوی عزیز الرحمن صاحب

مولانا الحاج حافظ خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع سہارنپور نے مسائل کی تحقیق میں جو کچھ
لکھا وہ سب حق ہے میرے نزدیک میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے اللہ انکو جزائے خیر دے قیامت کے دن۔

کلمات حکیم الامۃ حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

تصدیق شیخ الاتقیاء حضرت مولانا الحاج الحافظ الشاہ عبد الرحیم صاحب

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ اور یہی میرا اور میرے مشائخ
کا عقیدہ ہے اسی پر اللہ ہم کو جلاوے اور اسی پر موت دے۔

تسطیر امام الفضلاء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن صاحب

یہ تحریر حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا۔

www.nafseislam.com

تحریر شریف جامع الکمال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب

یہی ہے حق اور صواب۔

تحریر ذوالفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمن صاحب نائب مہتمم مدرسہ دیوبند

سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اسکے مطابق ہے جو سنت و کتاب کہہ رہی ہے اور اور ہم اسکو دین قرار دیتے ہیں اللہ کیلئے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا۔

تحریر بقیۃ السلف حضرت مولانا الحاج المولوی محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

تحریر جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب

قول حق اور کلام صادق ہے اور یہی ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ کا عقیدہ ہے۔

تحریر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب سابق مدرس دیوبند

مولانا خلیل احمد صاحب نے جو واقعی تحریر فرمایا ہے وہ اس قابل ہے کہ اس پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا۔

تحریر فاضل بے نظیر جناب مولانا المولوی عبد الصمد صاحب مدرس دیوبند

یہ سارے جوابات اس لائق ہیں کہ اہل حق ان کو عقیدہ بنا دیں اور مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم کریں اور یہی ہمارے اور ہمارے مشائخ کے عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ انہیں چلاوے اور ہمارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت میں ہمارے بزرگ استادوں کے ساتھ۔

تحریر شمس فلک الشریعۃ البیضا حضرت الحاج الحکیم محمد اسحاق صاحب نہٹوری ثم دیوبندی

جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب میں تصدیق کرتا ہوں۔

تحریر شریف ذروۃ سنام الدین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین صاحب سابق مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ

مجیب نے درست بیان کیا۔

تحریر مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند دہلی

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اسکے ارد گرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

تحریر جامع العلوم جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مجیب نے درست بیان کیا جواب صحیح ہے۔

تحریر شریف عمدۃ الاقران والا ماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی قدس سرہ

یہ سوالات کے جوابات صادق اور صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے ہم زبان اسکے مقر اور بدل اسکے معتقد ہیں۔

تحریر ذوالمجد ان حضرت جناب مولوی سراج احمد صاحب امام و خطیب مدرس مدرسہ سردھنا ضلع میرٹھ

بے شک اس میں نصیحت ہے اسکے لئے جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کان لگا کے۔

تصدیق جناب مولانا مولوی محمد قاسم صاحب مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

جواب صحیح ہے۔

تحریر مخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحاق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب حق و صحیح ہے۔

تحریر طبیب الامراض الروحانیہ جناب حکیم محمد مصطفٰی صاحب

بے شک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔

تصدیق حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب گنگوہی

العبد محمد مسعود احمد بن حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز۔

تحریر شریف منطقۃ بروج الفضائل جناب مولانا مولوی محمد یحیٰی صاحب سہسرامی مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے یہ جوابات دیکھے تو انکو پایا قول حق واقع کے مطابق اور کلام راست جس کو ہر زائغ و مخالف قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہیں پرہیزگاروں کے لئے جو حق کو مانتے اور گمراہوں کو گمراہ کرنے والوں کی واہیت سے منہ پھیرتے ہیں۔

تحریر ناشر العلوم والفنون جناب مولانا المولوی کفایت اللہ صاحب گنگوہی مدرس سہارنپور

یہ تحریر پاکیزہ اور مختصر شیفتہ ہے ہر باب میں صواب اور یہ فضل اللہ ہے جسکو چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے وہی ہدایت دیتا ہے جسے چاہے سیدھے راستہ کی۔

خلاصہ تصدیقات

علماء و کبراء حرمین شریفین سے مقدم حضرت شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل کی تصدیق شریف و تحریر شریف ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے

تقریظ

مرقومہ شیخ اعظم صاحب فضیلت تامہ پیشوائے علماء و مقتدائے فضلاء مشائخ کرام کے سردار اور باعظمت اصفیاء دین مستند محترم اہل زمانہ و قطب آسمان علوم و معرفت حضرت مولانا شیخ محمد سعید بابصیل شافعی شیخ علماء مکہ مکرمہ و امام و خطیب مسجد حرام و مفتی شافعیہ۔

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد والصلوٰۃ کے واضح ہو میں نے بڑے زبردست و نہایت سمجھدار عالم کے یہ جوابات جو سوالات مذکورہ کے متعلق انہوں نے لکھے ہیں غور کے ساتھ دیکھے پس ان کو نہایت درجہ درست پایا حق تعالیٰ جواب لکھنے والے میرے بھائی اور عزیز یگانہ شیخ خلیل احمد کی تحریر پر شکور فرماوے اور ان کی صلاح و جلالت دارین میں دائم رکھے اور ان کے ذریعہ سے گمراہ اور حاسدوں کے سروں کو قیامت تک بجاہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم توڑتا رہے اللہم آمین۔

تقریظ

مقتدائے جلالت و فاضل با عظمت چشمہ علوم و خزانہ فہوم روشن سنت کے زندہ کرنیوالے تاریک بدعت کے مٹانیوالے مولانا شیخ احمد رشید خان نواب مکی

میں نے ان لطیف شرعیہ کے جوابات علیہ کو خوب غور سے دیکھا جو ایسے شخص کے لکھے ہوئے ہیں جو بڑے صاحب فضل عالم اور فضلاء کی آنکھوں کی پتلی اور صاحب کمال انسان ہیں آنکے ہمعصروں میں منتخب اور سلف کا نمونہ ہیں شرک کے اکھیڑنے والے بدعتوں کے مٹانیوالے کجی و گمراہی والوں کو تباہ کرنیوالے اور بد دین سرکش بدعتیوں کی گردنوں پر اللہ کی تلوار بنے ہوئے ہیں۔ محدث یگانہ اور فقیہہ یکتا یعنی سیدی و مولائی و ملاذی حضرت حافظ حاجی شیخ خلیل احمد صاحب حق تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ انکی تائید ہوتی رہے پس اللہ ہی کیلئے خوبی ان فاضل ادیب اور صاحب معرفت عاقل ماہر کلام کی شرع شریف کی حمایت اور دین متین کی حفاظت اور مذہب حق کی نگہبانی کے لئے تیار ہوئے اور حق کا ستارہ اونچا کر دیا ہدایت کے نشان بلند کئے اسکی بنیاد مضبوط کی اسکے ستون مستحکم کئے اور اسکی دلیل واضح کر دی کتنا سلیس بیان اور کس قدر صاف زبان اور کیسی فصیح تقریر ہے کہ واقعی پردہ اٹھا دیا اور اندھاپن مٹا دیا دشمنوں کی زبان بندی کر دی اور انکو ذلت و ہلاکت کے کپڑے پہنا دئے اور طالبان ہدایت کے لئے حق کے راستے روشن کر دئے۔ گندے کو پاک سے جدا اور درست و صحیح کو ظاہر کر دیا اور حدیث و قرآن کی موافقت کی اور مضامین عجیبہ بیان فرمائے واقعی اسمیں اہل عقل کے لئے پوری نصیحت ہے اہل شک کا شک زائل کر دیا اور غلط ملط کرنیوالوں کی گرہ کھول دی۔ تحریف کرنے والوں کا گروہ منتشر بنا دیا اور فتنہ پردازوں کا اجتماع متفرق اور ملحدوں کی جماعت کو تباہ کر دیا۔ بد عقیدوں کے جھنڈے اکھاڑ دئے اور گمراہوں کے لشکروں کو توڑ دیا اور گمراہ کرنیوالوں کی سپاہ کو بھگا دیا۔ دین کے دشمنوں کو پاک کیا اور تغیر و تبدل کرنیوالوں کو خوار کیا شیطان کے بھائیوں کو ذلیل بنایا اور مشرکوں کے کردار باطل کر دئے پس گنہگاروں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ اللہ رب العالمین کا شکر ہے اور کیوں نہو اللہ کا گروہ ہمیشہ غالب ہی رہا ہے۔ پس اللہ کے لئے ہے مولانا کی خوبی کہ جو جواب دیا درست و صحیح دیا اللہ ان کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہتر جزا عطا فرماوے آمین ثم آمین ایک بار آمین کہنے پر راضی نہونگا یہانتک کہ ہزار بار آمین نہ کہی جاوے۔ یوم پنجشنبہ ۱۹ ذالحجہ ۱۳۲۵ ہجری (مہر)

تقریظ پیشوائے اتقیاء سالکین و مقتدائے فضلاء عارفین جنید زمانہ شبلی وقت مخدوم الانام چشمہ فیض برائے خواص و عوام جناب مولانا شیخ محب الدین صاحب مہاجر مکی حنفی

تمام جوابات صحیح ہیں لکھا اس کو ولی کامل شیخ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ کے خادم محب الدین مہاجر مکہ معظمہ نے

تقریظ جو نیکوکار پرہیزگاروں کے سردار اولیاء اور عارفین کے پیشوا دائرہ فنون عربیہ کے مرکز اور آسمان علوم عقلیہ کے قطب جناب مولانا شیخ محمد صدیق افغانی نے تحریر فرمائی

جو کچھ مولانا شیخ خلیل احمد صاحب نے اس رسالہ میں لکھا ہے وہ حق صحیح ہے جس میں کچھ شک نہیں اور حق کے بعد کچھ نہیں بجز گمراہی کے اور یہی عقیدہ ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رضی اللہ عنہم کا ہے چونکہ شیخ العلماء حضرت محمد بابصیل تمام علماء مکہ مکرمہ کے سردار اور انکے امام ہیں لہذا ان کی تصدیق و تقریظ کے بعد کسی عالم کی علماء مکہ مکرمہ میں سے تقریظ کی حاجت نہیں مگر تاہم مزید اطمینان کیواسطے جن بعض علماء مکہ معظمہ کی تصدیقیں بلا جد و جہد حاصل ہو گئیں وہ ثبت کر دی گئیں اور اسی وجہ سے اس تنگی وقت میں جو کہ بعد از حج قبل از روانگی مدینہ منورہ جو تصدیقیں میسر ہو گئیں انہیں پر اکتفا کیا گیا حالانکہ مخالفین نے اپنی سعی مخالفت وغیرہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اسی وجہ سے جناب مفتی مالکیہ اور انکے بھائی صاحب نے بعد اسکے تصدیق کر دی تھی مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریر کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا اتفاق سے انکی نقل کر لی گئی تھی سو پیش ناظرین ہے۔

تقریظ مولانا العلام الامام الہمام الفقیہ الزاہد الفاضل جناب حضرت مولانا الشیخ محمد مفتی المالکیہ ادامہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریف اللہ کو جس نے اپنے متقی بندوں میں جسکو چاہا دین کا منارہ قائم کرنے کی توفیق بخشی کہ شریعت محمدیہ کے ہر مخالف اور جھوٹی نسبت کرنیوالے کا قلع قمع کرے۔ اما بعد میں اس تحریر پر اور جو کچھ ان چھبیس سوالات پر تقریر ہوئی ہے سب پر مطلع ہوا تو میں نے اسکو لکھا ہوا حق پایا اور کیوں نہ ہو یہ تقریر ہے دین کے بازو مسلمانوں کی پناہ کی کہ جنکا عذب بیان آیات محکمین کا واضح کرنیوالا ہے یعنی بزرگ حاجی خلیل احمد جو ہدایت کی معراج پر سوار چڑھے اور صاحب نصیب ہیں اللہم آمین حکم کیا اسکے لکھنے کا محمد عابد حسین مفتی المالکیہ نے (مہر)

تقریظ الشیخ الاجل والبحر الاکمل حضرت مولانا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم شریف برادر کہ مفتی صاحب ممدوح انار اللہ برہانہ

تمام حمد اللہ کیلئے ہے اسکی نعمتوں پر اور درود و سلام سردار انبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی اولاد کرام و صحابہ عظام پر اما بعد کہتا ہے بندہ فقیر محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم کہ عالم محقق مولوی حاجی حافظ خلیل احمد نے ان چھبیس سوالوں پر جو کچھ لکھا ہے وہ تمام محققین کے نزدیک حق ہے کہ باطل اسکے آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے پس اللہ انکو جزائے خیر دے اور ہمیں اور انکو ہمیشہ نیک اعمال و حسن شمائل کی توفیق بخشے آمین اللہم آمین لکھا محمد علی بن حسین مالکی مدرس حرم نے

خلاصہ تصادیق علماء مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً حضرت مولانا سید احمد برزنجی شافعی مفتی آستانہ نبویہ دامت فیوضہم

نے اسکی تصدیق میں ایک رسالہ تحریر فرمایا اسکے اول و وسط و آخر کا خلاصہ یہ ہے۔ مولانا ممدوح نے تحریر

www.nafseislam.com

فرض نہ کیا کریں جنکو عوام لوگ کیا سمجھیں گے بڑے علماء میں سے بجز ایک دو خاص الخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہ
سمجھ سکتے اسلئے کہ جب کہیں گے کہ اللہ کی دی ہوئی خبر اور وعید کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے اور

رسالہ میں یوں تحریر فرمایا ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم سب تعریف ربا ہے اللہ کو جسکے لئے اسکی ذات وصفات پر تمامی اس سے لازم آیا اس کلام لفظی میں جو اللہ کی جانب منسوب ہے کذب کا امکان بالذات نہ بالوقوع اور اسکو پھیلائیں گے
کمال مطلق ثابت ہو منزہ ہو حدوث اور اسکی علامات سے حکیم ہے اپنے افعال میں سچا ہے اپنے اقوال میں منزہ ہے اسکی تمام لوگوں میں عوام کے ذہن فوراً اسی طرف آئیں گے کہ یہ لوگ کلام خداوندی میں کذب کے جواز کے قائل ہیں۔ پس
اور عالی ہو اسکی شان واجب ہے ہمپر اسکا شکر اور اسکی حمد اور درود وسلام ہمارے سردار مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنکو ہر وقت ان عوام کی حالت ان دو امر میں متردد ہوگی یا تو جس طرح انکی سمجھ میں آیا ہے اسی کو قبول کرکے مان لیں گے۔ پس
بھیجا اللہ نے دنیا جہان کیلئے رحمت بنا کر اور انکا وجود بنایا اتمام اسکے پچھلوں کیلئے نعمت اور ختم کیا انکی نبوت ظہر والحاد میں گر پڑینگے اور یا یہ کہ اسکو قبول نہ کرینگے اور پوری طرح انکار کریں اور اسکے قائل پر طعن وتشنیع کرینگے اور ان کو کفر و
رسالت پر جملہ انبیاء کی نبوت اور رسولوں کی رسالت کو اور سلام انکی اولاد واصحاب پر تمام ان لوگوں پر جو انکے طریقہ کی طرف نسبت کرینگے اور یہ دونوں باتیں دین میں فساد عظیم ہیں۔ پس اس وجہ سے ان پر واجب ہو کہ ان مسائل میں
پر چلیں قیامت کے دن تک۔ امابعد ہمارے پاس تشریف لائے مدینہ منورہ اور آستانہ نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم میں جناب علامہ فاضل اور محقق غور وخوض نہ کریں۔ ہاں اگر کوئی ضرورت ہی سخت پیش آجائے تو مجبوری ہے کہ ایسے شخص کو مخاطب بنا کر مطلب سمجھا دیں
ہند کے مشہور علماء میں سے ایک مولانا شیخ خلیل احمد صاحب بہترین خلق سید الانام والمرسلین سیدنا ومولانا محمد علیہ افضل الصلوٰۃ صاحب دل ہو کہ توجہ کا کان لگا کر سنے اور ہم کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنے ارشاد اور ہدایت سے اس راستے چلنے کی
والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہونیکے وقت اور ایک رسالہ پیش فرمایا جس میں ان سوالات کے جوابات تھے جو لائے جسمیں اس بڑے خطرہ میں واقع ہونے سے نجات ہو صحیح ومستقیم صورت ہو اور اللہ کا شکر ہے جو پالنے والا ہے تمام جہان کا
مذہب دریافت کرنا اور انکے صاحب فضل مشائخ کے عقیدوں کی حقیقت وہابیت ظاہر کرنیکے لئے انکی جانب کسی عالم کی طرف سے اور فرمایا آپنے رسالہ شریفہ کے آخر میں جسکی عبارت یہ ہے اور جب اس مقام تک تقریر پہنچ چکی تو اب ایک قول عام بیان
بھیجے گئے تھے اور شیخ ممدوح مجھ سے اس امر کے خواہاں ہوئے کہ میں ان جوابات میں نظر کروں چشم انصاف سے کرتے ہیں جو ان تمام رسالہ کے ان چھبیس جوابات پر مشتمل ہے جنکو علامہ شیخ خلیل احمد نے اسمیں نظر کرنے اور اسکے احکامات میں
اور حق سے انحراف کرنے سے بچکر اور زیادتی چھوڑ کر پس میں نے انکی خواہش کے موافق اور آرزو پوری کرنے کو ان غور کرنے کے لئے ہمارے سامنے کیا ہے کہ واقعی ہم نے ایسا بات بھی ایسی نہیں پائی جس سے کفر یا بدعتی ہونا لازم آئے

اوراق میں جہاں تک میری نظر پہنچی وہ تحقیقات جمع کردیں جنکو ان پیشوایان دین کے جلیل دانوں سے اظہار کیا ہے
جنکا اعتقاد کیا جاتا ہی۔ اللہ کی مضبوط رسی کے مضبوط تھامنے میں اور میں نے اسکا نام کمال التنقیح والتوضیح
الا انہام عما یجب اللہ القدیم رکھا اور اس رسالہ کے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہو کہ رسالہ میں جن سوالات کے جوابات
دئے ہیں اگرچہ قسم قسم کے اور فروع واصول کے مختلف احکامات کے متعلق ہیں مگر سب میں زیادہ اہم وہ مسئلہ ہو
جو حق تعالیٰ کے کلام نفسی ولفظی میں صدق کے ضروری ہونے سے متعلق ہے اور اسکے اہم ہونیکی وجہ سے اس
بحث پر گفتگو کو دوسرے جوابوں پر مقدم کرتا ہوں اور اللہ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور سب کی طرف سے توفیق
ہے اور اسی پر بھروسا اسکے بعد کلام لفظی ونفسی کی تحقیق اور اسمیں صدق وکذب کی تشریح اور علماء ومذاہب کی
تنقید واختلاف وغیرہ نقل فرمائے اور اپنے رسالہ شریفہ کے وسط میں پہلی بحث کے آخر یوں فرماتے ہیں اور جب
مخاطب اس شافی بیان پر مطلع ہوگیا اور کافی فہم سلیم کے ذریعہ سے اسکو سمجھ لیا تو معلوم کرے گا جو کچھ نقل
شیخ خلیل احمد نے تیئیسویں وچوبیسویں وپچیسویں سوال کے جواب میں ذکر کیا ہو وہ موجود ہے بہتیرے معتبر
اور متاخرین علماء کلام کی متداول کتابوں میں مثلاً مواقف اور مقاصد اور تجرید ومسایرہ وغیرہ کے شروحات
میں اور خلاصہ ان جوابات کا جنکو شیخ خلیل احمد صاحب نے ذکر کیا ہے۔ مذکورہ علماء کا اس بارہ میں مضمون یہ
ہے کہ کلام نفسی میں اللہ کے وعدہ اور وعید اور سچی خبر کا خلاف کرنا حق کی قدرت میں داخل ہے جو ان کے
نزدیک امکان ذاتی کو مستلزم ہے مع اس امر کے جزم اور یقین کے کہ اس خلاف کا وقوع ہرگز نہ ہوگا اور اس کے کہنے
سے نہ کفر لازم آتا ہے نہ فساد اور نہ دین میں بدعت اور نہ فساد اور کیسے لازم آسکتا ہے حالانکہ تو معلوم کرچکا ہے
کہ یہ مذہب بالکل موافق ہو انکے جنکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں چنانچہ مواقف اور اسکی شرح وغیرہ کی عبارتیں جنکو ہم نے ابھی
نقل کیا ہو دیکھ چکا ہے۔ پس شیخ خلیل احمد ان حضرات علماء کے دائرے سے باہر نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اسکے میں ان سے
اور تمام علماء ہند سے بطور نصیحت کہتا ہوں کہ سب علماء کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور انکے دقیق احکام میں

بلکہ ان تین مسائل کے علاوہ جنکو ہم نے ذکر کیا ہے کوئی مسئلہ ایسا بھی نہیں جسپر کوئی باریک بینی اور کسی انتقاد کی
گنجائش ہو اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوئی عالم جو کتاب تصنیف کرے اپنی تحریر میں کسی مقام پر لغزش کھا جاتا ہے
سالم نہیں رہ سکتا چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جو مولف بنا وہ نشانہ بنا۔ اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں
کوئی بھی ایسا نہیں جس نے دوسرے پر رد نہ کیا ہو یا جسپر رد نہ ہوا ہو بجز اس بزرگ قبر والے یعنی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور ہم کو اللہ کافی ووافی ہے اور سب تعریف اللہ کو جو رب ہے تمام عالم کا۔ ختم ہوئی اس رسالہ کی ترتیب۔ دوسری ۱۵
ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو۔

شیخ ممدوح کے اس رسالہ پر جو تنہا علیحدہ طبع ہوچکا ہے اور مختصر رسالہ میں جس کا مقصود وجہ مذکور پر تقریظ وتنقید
کرنیوالے اصحاب کی عبارت ومواہیر کا نقل کرنا ہے اس رسالہ کے اول وآخر و وسط تین مقامات لکھدیئے گئے ہیں
مفصلہ ذیل میں علماء کی مواہیر ثبت ہیں۔

المدرس بمدرسۃ الشفا المدرس فی الحرم النبوی صلے اللہ علیہ وسلم الحناسی الحنفی خادم العلم بالحرم الشریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

محمد موسی عمر ۱۳۲۲ | ملا محمد خان ۱۳۲۰ | راجی رحمۃ ربہ خلیل بن ابراہیم ۱۳۰۰ | عبد العزیز الوزیر التونسی

شیخ المالکیہ بحرم المدینۃ النبویہ خادم العلم بالمسجد الشریف خادم العلم بالمسجد النبوی صلے اللہ علیہ وسلم

السید احمد البرزنجی الشبراوی | عمر بن حمدان المحرسی | محمد زکی البرزنجی | محمد السوسی الخیاری

من مشاہیر علماء العرب خادم العلوم الشریف دمشق۔ خادم العلم والمدرس خادم العلم بالحرم الشامی
وخطیبا جامع السماوجی فی باب السلام الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(مہر) احمد بن المامون البلاخنش ۱۳۱۸ — (مہر) محمد توفیق — (مہر) موسیٰ کاظم بن محمد — (مہر) معصوم احمد سبیل ۱۳۰۲

خادم العلم بالمسجد الشریف من علماء العرب خادم العلم الشریف فی بلد المکی من بالحرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(مہر) احمد بن محمد خیر الحاج الجاسی — (مہر) عبداللہ القادر بن محمد بن سوکن الحرمی ولیہ — (مہر) ابن نعمان بن منصور ۱۳۲۶ — (مہر) ملا عبدالرحمن

الفقیر الیہ عز شانہ احقر الوری الشہیر بالفراء الدمشقی — خادم العلم بالحرم الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم — خادم العلم بالحرم الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم — خادم العلم بالحرم الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

یسین بن غنی عنہ ۱۳۲۲ — محمد عبد الجواد ۱۳۱۰ — احمد البساطی — محمد حسین الہندی ۱۳۲۱

خادم العلم فی الحرم الشریف النبوی صلی اللہ علیہ وسلم — الفقیہ النابلسی خادم العلم بالحرم النبوی صلی اللہ علیہ وسلم — خادم العلم بالحرم الشریف النبوی

احمد بن احمد سعد کامی ۱۳۲۲ — عبداللہ ۱۳۲۸ — محمد بن عمر القادری

نقل التقریظ جسکو بعد رسالہ الراجیہ پر تحریر فرمایا حضرت شیخ علامہ کرام اور مدینہ منورہ کے فقہا و علماء مروّجین سنت کے زندہ کرنیوالے اور شفاعت کے حقداروں کے سرداران باعظمت کے مقتدا اور جلالتماب صاحبان فضل کے پیشوا جناب شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی مالکی مدنی نے علامہ شیخ خلیل احمد کے رسالہ کو مطالعہ کیا جو کچھ اسمیں ہے اسکو بالکل مذہب اہل سنت کے موافق پایا اور کسی مسئلہ میں گنجائش نہ پائی بجز ذکر مولود شریف کے وقت مسئلہ قیام اور ان حالات میں جن سے تعرض کیا ہو اور حق وہ ہے جیسا کہ شیخ نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا بلکہ بعض کی تصریح بھی کردی ہے کہ مولود شریف اگر بیان غیر مشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب ہے اور شرعاً پسندیدہ چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہوا اور اگر منکرات سے سالم نہ ہو جیسا کہ استاذ نے ذکر فرمایا ہے کہ ہند میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے اور ہند کے علاوہ دوسری جگہ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہوگا بلکہ وہ باتیں جنکا ہند میں واقع ہونا بیان کیا گیا ہو دوسری جگہ ہم نے واقع ہوتے کبھی نہیں سنا تو اس حیثیت سے ان باتوں کی وجہ سے اسکی مجلس مولود سے ضرور منع کیا جائیگا ظاہر ہے کہ وجود اور عدم معلول کا مدار علت پر ہوگا کہ جہاں مولود میں کوئی امر نامشروع پایا جائیگا وہاں اسکا چھوڑنا بھی ضروری ہوگا جو نامشروع کا وسیلہ ہو اور جہاں کوئی امر ناجائز نہ ہو وہاں اس ذکر کو مسلمانوں کا شعار ہونا ظاہر کرنا مستحب ہوگا۔ اور بائیسویں سوال کا یہ مسئلہ کہ جو شخص معتقد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے [illegible] پس کبھی خواص امتی کسی بزرگ کیلئے کہیں نامعلوم حیثیت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرفتوح کے تشریف لانے کو کچھ بعید نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بیشک غلطی پر نہ سمجھا جائیگا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون ہیں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں مگر یہ ایسی معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع و نقصان کے مالک ہیں کیونکہ نفع اور ضرر پہنچانا بجز اللہ کے کسی کو نہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہو کہ کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مالک نہیں اپنے نفس کیلئے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا مگر جو کچھ اللہ چاہے اسی طرح پیدائش کے اور سرنو ہونے کا عقیدہ سو کسی بات کے قائل ہونے سے اسکا احتمال بھی نہیں ہوتا۔ ان استاذ کا یہ فرمانا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا ملحد اور مجوس کے ساتھ مشابہت کرنیوالا ہو سوا اسکے دکھ دینا تھا کہ کوئی اور عبارت اس سے بہتر ہوتی جو اسلام کے حکم کو قائم رکھتی کیونکہ میں کہتا ہوں کہ ان میں کہ اسمیں کچھ مشابہت ہو واللہ اعلم اور بیسویں سوال میں کلام کے مسئلہ کے متعلق میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں اختلاف کیونکہ اور مناسب ہے کہ ایسے مسئلہ میں بیہودوں کے ساتھ گفتگو اور خوض نہ کیا جائے اور استاذی یعنی اہل سنت کا کلام نقل ہی کیے ہیں اور جب کلام اہل السنۃ کے ناقل ہوئے تو بہر حال ہدایت پر ہوئے اسی وسیلہ میں سطور پر ہر وہ رائے جو چلنے کے لائق ہو مسئلہ اتفاقیہ میں ہو یا اختلافیہ میں تو اس رائے کو کون شخص گمراہی کہہ سکتا ہو نہیں ہرگز نہیں نہ وہ ضلال ہونہ ماحال وہ بدعۃ ہر وہ مسئلہ جسکے خلاف پر اہل سنت کا اجماع ہو نیزوں کی طرح ہلاک ہو اگر انسان اسمیں خوض کرے اگرچہ شیطان اسکو زینت بنا دے پس جب یہ مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کے درمیان دائر ہے تو مذہب حق ہوا چنانچہ واضح مبین میں مذکور ہے جان لے اے خوش طبع پسندیدہ طریقہ وہی ہو جسپر اشعریہ و ماتریدیہ ہوں کیونکہ یہ وہی ہے جسکو سرور طریقت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جو اس سے منحرف ہو وہ بدعتی ہو گیا ہے اچھا ہو وہ شخص جو طریقہ مذکورہ کا متبع ہو۔ مہر خلاصہ **تصادیق علماء مصر و جامع ازہر**

نقل التقریظ کی جو بیان فرمائی فضلا و علماء کے امام اور فقہاء عارفین کے پیشوا اور علماء متقین میں مستند اور حکماء محققین کے سردار اور اہل دنیا پر اللہ کی حجت اور مومنین پر سایہ خداوندی اسلام اور مسلمانوں پر اور رب العالمین کی حکمتوں کے خزانہ حضرت شیخ سلیم بشری جامع ازہر شریف کے شیخ العلماء نے ہیں اس باعظمت رسالہ پر مطلع ہوا پس میں نے اسکو صحیح عقیدوں پر مشتمل پایا اور یہی عقائد ہیں اہل السنۃ والجماعۃ کے البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت قیام کا اختیار اور اسکے کرنیوالے پر مجوس یا دوسروں سے مشابہت وغیرہ کی تشنیع مناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ بہت ائمہ نے قیام مذکور کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت و عظمت کی شان کے ارادہ سے مستحسن سمجھا ہے اور یہ ایسا فعل ہے جسکی ذات میں کوئی خرابی نہیں

(مہر) لکھا اسکو محمد ابراہیم قایاتی نے ازہری نے (مہر) لکھا اسکو سلیمان عبد نے ازہری نے (مہر)

خلاصہ **تصادیق علماء دمشق الشام** **نقل التقریظ** جو تحریر فرمائی فاضل تحریر علامہ کامل علماء شام کے آفتاب و فضلاء احناف کے ماہتاب فقہاء محدثین کے فخر اور مفسرین کے پشت پناہ جامع فضائل کے آباواجداد سے حضرت مولانا سید محمد ابوالخیر معروف بابن عابدین خلف علامہ احمد بن عبدالغنی بن عمر عابدین حسینی نقشبندی دمشقی اور وہ نواسہ ہیں علامہ اجل شیخ محمد صاحب فتاوی شامی کے رحمۃ اللہ علیہ مولوی فاضل مکرم محترم نے یہ رسالہ مجھے دکھایا پس میں نے اسکو مشتمل پایا اس تحقیق پر جو مقبول کرنیکے لائق ہو اور سہو کے وقت حق تعالیٰ اسکو محفوظ رکھے تعجب کی بات ہو جو اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہو اور وہ دلالت کرتا ہو مصنف کی وسعت معلومات پر (مہر)

نقل التقریظ جسکو تحریر فرمایا اجلیل الشان فاضل سردار فضلاء رشداء امام عاقل محقق وقت مدقق زمانہ [illegible] نے تمام اہل برکۃ بالیقین دوران جناب شیخ مصطفیٰ بن احمد الشطی حنبلی نے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جس نے اس امت محمدیہ کو خاص فرمایا اور انبیاء خصوصیتوں سے خصوصاً اس نعمت کے ساتھ کہ انہیں علماء ربانی اور فضلاء دینی بنائے اور لوگوں پر فرمایا انکی عزت تا قیامت اور بنایا انکے آخر کو اول کا اور آخر الرسل پر درود علیٰ سائر الانبیاء والرسل الصلوٰۃ والسلام [illegible] خدا بیشک عالم فاضل فہیم عقیل کامل اس رسالہ کے مؤلف نے بھی ہیں جو چند شرعی مسئلوں و مسلک کی بحثوں پر تحقیق دینی فرقوں کی تردید کیلئے علماء حنبلی مذہب کے موافق بعض مسائل ہیں اور یہ بدوات الشاء اللہ پسندیدہ موقع پر ہے پس اللہ بہتر جزا دے ان مؤلف کو انکی سعی کا اور ان پر احسان فرمائے اور ہم کو اور انکو ایسے اعمال کی توفیق بخشے جو ہمارے رب کو محبوب اور پسندیدہ ہوں اور میں امیدوار ہوں مصنف سے غائبانہ دعاء کا اپنے لئے اور اپنی اولاد اور مشائخ اور تمام علماء کیلئے اللہ ہم کو اور ان کو جمع فرمائے تقوی پر بجاہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ اجمعین آمین یا رب العالمین۔

نقل التقریظ جسکو اعلیٰ مرتبہ منقبتوں والے چمکتے مفاخر والے درست رائے روشن فہم والے جامع تحقیق و تدقیق حق اور [illegible]

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

حافظ محمد محمود الفضلی نقشبندی

www.nafseislam.com

کی تعلیم ہے حضرت شیخ محمد رشید عطار نے ستائش کی شاہنشاہ کی نعمتوں میں سے ہیں جو شاگرد رشید ہیں شیخ بدرالدین محدث شامی دامت برکاتہم کے میں مطلع ہوا اس لطیف جلیل پرچہ پر پایا اسکو جامع ہر اس کی عظمت مضمون کا جس میں رد ہے بدعتی دوا عیوں کے گروہ پر مؤلف جیسے علماء کو حق تعالیٰ زیادہ کرے اور انکی مدد فرمائے عنایت ربانیہ سے کیوں نہ ہو جس مضمون میں گفتگو کرتا اصول و فروع کے قابل توجہ مسائل میں اہم و ضروری ہے پس اللہ جزا دے اسکے مؤلف کو جو عالم فاضل اور انسان کامل ہیں بہترین جزا ہو جو عمل کنندہ کو اسکے عمل پر ملا کرتی ہے اور انکو شراب جنت سے سیراب کرے بار بار اور ہم امیدوار ہیں ان سے دعا حسن خاتمہ کے اور ان اعمال کی توفیق کے جس میں نجات اخروی حاصل ہو۔ محمد بن رشید عطار

تحریر بہ کمیل الفضلاء الاجلاء حضرت شیخ محمد یوشی جودی میں کہتا ہوں کہ میں ان سوالات وجوابات پر مطلع ہوا جنکو تحریر فرمایا ہے زبردست عالم صاحب فضل اور سردار کامل یکتائے زمانہ اور یگانہ وقت چشیدہ نے ہمرواج میرے شیخ اور میرے استاد اور معتمد اور لشت پناہ مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے پس ہم نے پایا ان کو اسکے موافق جس پر با عظمت گروہ یعنی اہل السنت والجماعت ہیں اور اسکے مطابق جس پر ہمارے مشائخ اعلام اور سرداران عظام ہیں حق تعالیٰ ان کی ارواح کو رحمت و مغفرت کی بارشوں سے سیراب کرے پس اللہ جزا دے ان فاضل مؤلف کو سنت کی طرف سے بہتر جزا والسلام۔

تحریر امام فضل وہمام اکمل حضرت شیخ محمد سعید حموی

میں نے جب نظر ڈالی اس رسالہ میں تو اسکو پایا مطابق اپنے اعتقاد اور اپنے مشائخ کے اعتقاد کے۔ (مہر)

تقریر بافضل صاحب الکمال حضرت شیخ علی محمد الدلال

نہیں پائی کوئی بات اس رسالہ میں ایسی نہیں پائی جو موافق ہو اہل السنت والجماعت کے عقیدہ نہیں ہے ہمارا اعتقاد اور ہمارے مشائخ کے اعتقاد کے

تحریر امام ربانی حضرت شیخ محمد ادیب حورانی مدرس جامع مسجد سلطانیہ حماۃ ملک شام

میں ان عمدہ جوابوں پر مطلع ہوا تو انکو موافق پایا اس طریقہ کے جس پر سنت اور دین والے ہیں اور مخالف پایا بدعتیوں کے عقیدہ کے

تحریر صاحب الفضل الباہر حضرت شیخ عبد القادر

ہم مطلع ہوئے اس رسالہ پر جو مشتمل ہے چند سوالات وجوابات اور خاص عقیدوں اور زیارت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سفر کرنے پر پس ہم نے انکو پایا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے بالکل خالی از خلل ہے جس پر کسی طرح کسی قسم کا رد نہیں ہو سکتا۔

تحریر علامہ وحید حضرت شیخ محمد سعید

میں مطلع ہوا ان بزرگ جوابات پر پس میں نے پایا مطابق اس اعتقاد برحق اور سچے قول کے جس پر علماء مسلمین و پیشوایان دین کا گروہ عظیم ہے اور یہ جوابات اس لائق ہیں کہ انکو پھیلایا جاوے تمام مسلمانوں میں اور سکھایا جائے سارے مومنین کو

تحریر الشیخ الانشاء الناظم المدرار حضرت الشیخ محمد سعید لطفی حنفی

میں مطلع ہوا ان فضیلت والے جوابوں پر پس ان کو پایا حق کے مطابق اور ہر باطل شبہ سے خالی۔

تحریر الشیخ الاوحد ذو الفضل المجید حضرت فارس بن محمد مدرس جامع مسجد حماۃ شام

میں اس مبارک رسالہ پر مطلع ہوا جو چھبیس جوابوں پر مشتمل ہے اور جب میں نے ان عمدہ عبارتوں اور خوشنما مضامین کو غور سے دیکھا ... اور اپنے اگلے پچھلے مشائخ کے عقیدوں کے موافق پایا۔

تحریر قدوۃ الزہاد والعباد حضرت الشیخ مصطفیٰ الحداد

میں اس رسالہ سے آگاہ ہوا جو ان چھبیس سوالات کو شامل ہے جن کے جوابات عالم فاضل شیخ خلیل احمد صاحب نے دیئے ہیں پس میں نے پایا کہ شیخ ممدوح نے ان مذکورہ جوابات میں صحیح طریق پر چلنے اور صریح حق کی موافقت کی اور اسکی عبارت سے باطل کو رد کیا۔ فقط

تمام شد

کتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی (دانش پرنٹنگ پریس کراچی)

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

کلیات امدادیہ

ضیاء القلوب
مادہ امداد عز
جہاد اکبر
مثنوی تحفۃ العشاق
ارشاد مرشد
رسالہ درد نامہ غمناک
گلزار معرفت
غذائے روح
رسالہ وحدۃ الوجود

مصنفہ
شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء کراچی

چاند کتاب محل اردو بازار مارکیٹ ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

شریعت اور طریقت

اس پُرفتن زمانہ میں بحالت دوسری عام غلطیوں کے ایک اہم اور بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے قول و فعل کی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا کسی نے چند ظاہری رسوم کو تصوف کا درجہ دیا اکثر لوگوں نے محض کثرت اذکار و وظائف کو تصوف سمجھ لیا غلط تصوف کے مسائل سمجھنے میں بعض اغلاط کیں جن سے ایک طرف لا دینیت کے عناصر کو درست سمجھا بعض تو کفر تک میں مبتلا ہو گئے اور دوسری طرف بعض حضرات نے بیان سے تجاوز کیا کہ اصل تصوف کو ہی بیکار کہہ بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کے مرتکب ہو گئے [illegible] مسائل تصوف کو کتاب و سنت سے خارج اور شریعت کے خلاف سمجھ کر تصوف کے نام سے ہی کوسوں دور رہ [illegible] برکات و فیوضات سے محروم ہی رہے بلکہ ان کی مخالفت میں [illegible] حضرات صوفیہ [illegible] حضرات اولیاء اللہ کے [illegible] علم تصوف کو شریعت [illegible] مسائل تصوف [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] شریعت اور طریقت مرتب کی ہے جس کے مضامین حضرت [illegible] کے ارشادات [illegible] شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، بیعت، اذکار، مجاہدات، ذکر، اشغال، مراقبات، احوال، تجلیات [illegible] حق [illegible] احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور [illegible] علمائے محققین و اولیائے کرام کی [illegible] کتب فقہ [illegible] ابواب و فصول کی صورت میں مرتب کی گئی ہے [illegible] اسلامی تصوف و سلوک کے اصول و فروع کا ایک جامع و مدلل ذخیرہ ہے [illegible] کا کوئی ایسا اہم مسئلہ ہو جس پر اس کتاب میں روشنی نہ ڈالی گئی ہو [illegible] اسلامی تصوف و سلوک سے متعلق ہر قسم کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تزکیہ نفس، تہذیب اخلاق اور اصلاح احوال کا طریقہ نہایت واضح اور آسان ہو جاتا ہے اور یہ حقیقت [illegible] ہے کہ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں۔ [illegible]

[illegible] مکتبہ تھانوی [illegible] مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

[illegible]

تعز من تشاء و تذل من تشاء

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ نسخہ مفیدہ مسمّٰی بہ

ضیاء القلوب اردو

مؤلفہ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی، "دفتر الابقاء"

متصل مسافرخانہ بندر روڈ، کراچی ۱

... محمد مقصود الأصلی نقشبندی

حیات اشرف

[illegible]

قیمت ... علاوہ ڈاک خرچ

شریعت اور طریقت

[illegible]

قیمت ... علاوہ ڈاک خرچ

مسلمانوں کا عروج و زوال

[illegible]

... علاوہ ڈاک خرچ

ضیاء الاستبصار

[illegible]

قیمت صرف تین روپے ۲/۰ علاوہ ڈاک خرچ

محمد عبد المنان

مکتبہ تھانوی ۔ دفتر الابقاء

متصل مسافرخانہ بندر روڈ، کراچی نمبر ۱

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

تعریف کے تمام مرتبے اُس یکتا کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور جہانے وجود میں قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور ہر شان کی نعت اس محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو دنیا کے وجود کا سبب ہے درود لکھیئے تو تمام مقام ہیں خدا اُن پر اور ان کے متعلقین اور دوستوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل و المناقب حسنا الشریعت و الطریقت مولانا و مرشدنا و ہادینا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہٗ کا ایک ادنیٰ خادم اور اُن کی درگاہ اقدس کا ایک کمترین خاک روب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے کہ میرے بعض مخلصین یاران طریقت علی الخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل حضرت حافظ محمد ضامن[1] شہید فاروقی چشتی کے لخت جگر ہیں باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندان چشتیہ صابریہ قدوسیہ جن اشغال میں مشغول ہوتے تھے اور جو اذکار و مراقبات اُن کے معمول بہا تھے اُن کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیجئے جس پر عمل کیا جائے اور آئندہ کے لئے کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاروب کشی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان جدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے کہ کجا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت حاصل کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلّم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ اس کمترین اور نالائق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی اصرار سے روگردانی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہ احدیت سے اعانت کا خواستگار رہا۔ اور بحکم الٰہی اس کی کتابت پر مامور ہوا کیونکہ عادت الٰہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے اُن لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلاسل چشتیہ قادریہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے متعلق تحقیقیں حاصل ہوئی ہیں ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کرتا ہوں، شاید میری یہ کوشش بارآور ہو۔ اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو خدا بہ فائدہ اور جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ[2]

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ چونکہ قادریہ حضرات و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اس وجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں۔ اور امتیازی فرق فنا ہو گیا

لہ خلیفۂ ثانی حضرت مرشد ۱۲ ؂ اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۱۲

یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مراد دونوں کی متحد ہے اس واسطے میں بھی دونوں سلسلوں کے اذکار مخلوط لکھتا ہوں۔ سالک اور سمجھدار پر فرق اور امتیاز خود ظاہر ہو جائیگا۔ اور اس کا نام ضیاء القلوب[1] رکھا و باللہ ولی التوفیق۔ مقدمہ جان تو خدا تیری طرف سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزن کی توفیق دیجاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے اور ضلالت گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یَجْتَبِیْ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے معاصی کو یاد کر کے عذاب سے ڈرتا ہے تمہیں لیکر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رُخ کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کی جبہ سائی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ تو اسکو بھی چاہیئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تاکہ شیطانی وساوس و ہوائے نفسانی سے اس کے التفات و توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کیلئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخہ کو استعمال کرے کیونکہ جب تک اندرونی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریا وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائیگا اور ان کی بجائے اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تحقیر نفس، کم خوری، کم آرام طلبی، کم گفتار وغیرہ) نہ پیدا ہوں گے اس وقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انہیں ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر کسی مرشد کامل کے آگے زانوئے ادب طے کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ دوسری جگہ فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ ان دونوں آیتوں میں صیغہ امر مستعمل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی حکم ہے۔ نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی فرمانبرداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف سے بھی ثابت ہے، کلام اللہ میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ... اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ۔ الحدیث۔ و نیز پیشوایان اسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص رب العالمین کی ہمنشینی کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات صوفیہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے اور چونکہ شیوخ قوم نائبین رسول ہیں اس لئے ان کی خدمت ضروری ہے۔ بنا بریں جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت پیر کامل کے صرف کر دیگا اور اپنے نفس کو ان کی یاد کی اسکو

لہ نام تاریخی مرغوب دل ۱۲ ؂ وصال الی اللہ ۱۲ ؂ خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو ۱۲ ؂ جس کا میلان میری طرف ہوا اس کی اتباع کرو ۱۲ ؂ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ در اصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۲ ؂ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ ؂ شیخ قبیلہ اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ فہمیدہ۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

دیدیگا اس کے متعلق قوی امید ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے۔ تنبیہ:۔ اس وقت ہم طریق سلوک کا مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے۔ اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنا بریں سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

پہلا طریقہ صلحاء و اخیار کا ہے	جس میں تمام شرعی فرائض، روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے
دوسرا طریقہ مجاہدات و ریاضات کرنے والوں کا ہے	اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام مجرد لیلہ کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں اس راہ میں اکثر ناکام المرام ہوتے ہیں۔
تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے	یہ تمام علائق دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور اتفاقی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں انکا مطمح نظر سوائے درود و اشتیاق ذکر و فکر کے

کچھ نہیں ہے۔ ان کے نقطۂ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور اپنے وقت کو موتوا قبل ان تموتوا[عہ] کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زیادہ جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے۔ اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں۔ اول توبہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کے وقت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و مافیہا سے کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کے وقت ہو جاتا ہے۔ تیسرے توکل یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کے وقت کر دیتا ہے۔ چوتھے قناعت یعنی جیسا کہ موت کے وقت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے ترک کر دے۔ پانچویں عزلت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کے وقت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کے وقت خدا ہی کی طرف توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے ساتویں صبر یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے آٹھویں رضا یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضا پر رضامند ہو اور اس کے ازلی احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کے وقت ہو جاتا ہے نویں ذکر یعنی اللہ کے ذکر کے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے۔ دسویں مراقبہ یعنی اپنی تمام قوت و طاقت کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کے وقت ہوتا ہے پس ہر طالب کو چاہیے کہ پہلے اتباع شیخ سے تمام بد اعتقادیوں کو کہ لوازم بادیت ہیں اپنے کو محفوظ رکھے اور اپنے کو کمالات و محاسن کا جامع بنالے اور دل میں سوائے خدا کے کسی کے خیال کو جگہ نہ دے۔

عہ مرنے سے پہلے اپنے کو مرا ہوا سمجھو ۱۲

اصل طریقہ بیعت یہ ہے

پیر کو چاہیے کہ جس وقت بیعت لینے لگے اپنے سامنے مرید کو با ادب بٹھائے اور خطبہ ذیل پڑھنا شروع کرے الحمد للہ نحمدہ[لہ] سے انما یبایعون اللہ تک پڑھ کر اپنا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھ دے اور پھر خود ید اللہ فوق ایدیھم[عہ] سے بارک اللہ لنا و لکم تک پڑھے اگر مرید ہونے والی عورت ہو تو چاہیے کہ طریقہ مذکورہ کے رومال یا چادر یا پگڑی کا ایک گوشہ اس کے ہاتھ میں دیدے اور پیر سے یہ کہلانا چاہیے کہ میں تمام ان چیزوں سے جو کفر و شرک کے حامل ہیں اظہار بیزاری کرتا ہوں اور اللہ اور اسکے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور دین اسلام کو اپنا دستور العمل بناتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں پر اظہار شرمندگی کرتا ہوں اور آئندہ سے پرہیز کا عہد کرتا ہوں اور محض خدا کی رضامندی کے لئے دنیا اور اس کی لذات کو ترک کرتا ہوں اسکے بعد پڑھے رضیت باللہ[سہ] الخ اسکے بعد کلمۂ شہادت پڑھے اور کہے کہ میں نے فلاں ابن فلاں پیر کے ہاتھ پر فلاں سلسلے میں بیعت کی اور دعا کرے یا الٰہا اس سلسلہ کے مقدس حضرات سے مجھ کو برکت اور فیض حاصل کر دے اور قیامت کے دن مجھ کو انہیں کے ساتھ اٹھا اس کے بعد پیر کو مرید کی حیثیت کے مطابق ذکر و تعلیم کرنا چاہیے۔ اور پیر کو چاہیے کہ سلوک طریقت کے آداب اسکو تعلیم کرے اور اس پر نظر التفات رکھے اور اس کے گوش گذار کر دے کہ اپنے مقصد میں کامیابی بغیر پابندی شرع کے نہیں ہو سکتی اسواسطے احکام شرع کی پابندی ضروری ہے اور اس کے عقائد کی اصلاح کرکے وہ بتا دے جو مکاشفہ خلاف شرع ظاہر ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور محرمات سے اجتناب و کبائر سے پرہیز کی تاکید کرے اور بتا دے کہ تمام اشغال با احکام شرعی مقید ہیں

لہ سب تعریفیں خدا ہی کیلئے ہیں ہم اس کی مدد مانگتے ہیں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں ہم خدا کے واسطے پناہ مانگتے ہیں نفسوں کی شرارتوں اور اپنے گناہوں کی برائیوں سے کیونکہ جسکو خدا ہدایت دیتا ہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو خدا گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی رہبر نہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ فرد ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اس تک رسائی کے وسائل بہم پہنچاؤ اور جہاد کرو تاکہ کامیاب ہو۔ یقیناً تم فلاح پاؤ گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۲ عہ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے جو شخص بیعت توڑے گا تو اس کا نقصان اسکو خود برداشت کرنا پڑیگا اور جو خدا کے وعدے کو پورا کریگا اسکو بڑا اجر دیا جائیگا اللہ ہم سب کو نفع دے اور بیعت مبارک کرے ۱۲ سہ خدا کو اپنا پروردگار سمجھتا اور اسلام کو دین سمجھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول جانتا ہوں ۱۲

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفٰی بما عٰھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما ۔ نفعنا اللہ وایاکم و بارک اللہ لنا و لکم ۔

سہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم ۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

پہلا باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات کے بیان میں

پہلی فصل ذکر و تلقین میں پیر کو چاہئے کہ مروجہ مشائخ کے ذکر کا ورد لئے ختم کے بعد متواتر تین روز ور حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار اور درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جہاں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دو زانو مؤدب بٹھائے اور خود بھی اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن بآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔ اور

توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اسکے دل کے مقابل کر اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے۔ اور یہ ضرب ایک سو ایک بار ہونی چاہئیں تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہئے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ دے اور مرید سنتا رہے۔ یہ عمل تین بار چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوخ سے حاصل ہوا ہے تجھکو دیدیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھنے کی تعلیم دے جس کی وسعت صرف لیٹنے اور کھڑا ہونے کو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو، مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک صاف ہو کر دو زانو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی کجی نہ ہو اور آنکھیں بند کئے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے رگ کیماس کو ایک سنگ سے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اس کی تحریک سے حرارت قلب پر اثر کرتی ہے، مگر دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و تذلل کیساتھ یا حی یا قیوم الخ پڑھے اس بعد تنہا بیٹھ کر جو پانچ کے طریقہ سے ذکر میں فکر اور ذہن حفظ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر یا خفیہ سے جس سے اسکو ذوق و انبساط پیدا ہوا اور لذت ذکر سے تجرد کی ہو مشغول ہونا چاہئے اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیلا شیخ سے استمداد کرے اور پیر نور کے تخیل میں مشغول ہو جائے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں دفع ہو جاویں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس

حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا مظہر بنے اور حقائق اشیاء اس پر منکشف ہو جائیں اور عالم ارواح سے ملاقات اور ذکر حقیقی شہود حق کا حاصل ہو جائے۔ **فائدہ**: جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان کر سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو اسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کیلئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں اور کبھی سر یا تحریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ اس کو تمام دنیا متحرک نظر آنے لگتی ہے۔ ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور تھوڑی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انکشافات قلبی ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے۔ مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہوئی تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذاکر پائیگا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہمسر ہو جائیں گے۔ اس ذکر میں ذاکر تمام اعضاء کا ذکر سنتا ہے۔

ایک فرقہ کا یہ خیال کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذاکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں، بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے۔ کیونکہ ہر ذاکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا۔ بلکہ اسی ذاکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو۔ اس ذکر کو اصطلاح صوفیا میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

ذکر کا بیان ابتدائے کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن ابتک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے ذکر اصطلاح صوفیا میں اسکو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے انا مع عبدی [۲] اور حکم سبحوہ بکرۃ و اصیلا [۳] پوری توجہ سے یاد الٰہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بے خبر ہو جائے اور الذین یذکرون اللہ [۴] کے زمرے میں داخل ہو جائے اور ذکر اس کی زندگی ہو جائے۔ جاننا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود سب سے ایک ہے کہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن جس عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے وہی ذکر کہا جا سکتا ہے خواہ وہ زبانی ہو یا ذرائع ...

[۱] ذاکر کو چاہئے کہ اس غیر اختیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف لگائے رہے ۱۲۔ [۲] انا مع عبدی اذا ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ و انا جلیس من ذکرنی ۱۲۔ جب میرا بندہ مجھکو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور جو مجھکو یاد کرتا ہے میں اس کا ہمنشین ہوں۔ [۳] خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲۔ [۴] الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبہم ۱۲ کہ جو خدا کو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جبتک کہ ذاکر اپنے کو مٹا نہ دے طالب خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے۔ جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائیگا تو اخلاق حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا خود بخود حاصل ہو جائیں گے اور اس پر انوار الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہجائیگا۔ شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ چونکہ حدیث میں افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ آیا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں۔ اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں۔

مراتب ذکر کے بیان میں!

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لا الٰہ الا اللہ دوسرے ملکوتی جیسے الا اللہ تیسرے جبروتی جیسے اللہ چوتھے لاہوتی جیسے ھُو ھُو۔ اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاہوتی اور ذکر زبان کو حسی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدہ کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

فائدہ ذاکر کو چاہیے کہ اس ذکر میں لا الٰہ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کردے اور الا اللہ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قائم کردے۔

فصل:۔ ذکر جہر نفی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضرات چشتیہ کی معمول ہیں۔ ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ الخ پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الخ اکیس بار پڑھ کر درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الخ بتعداد عروج و نزول کے طریقہ پر پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں

ملے خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں ہے ۱۲ ملے چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ سب ذکروں میں لا الٰہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے ۱۲ ملے اے اللہ تو پاک کر دے میرا دل اپنے غیر سے اور اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کردے ۱۲ ملے اپنے گناہوں کی بخشش اس خدا سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ثابت اور قائم ہے ملے صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور اس کے نبی ۱۲ ملے جو گھٹنے کے اندر کی طرف ہے ۱۲

ملے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ ۔ ملے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ملے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ۱۲

ہاتھ زانو پر رکھدے اور قبلہ رو ہو جائے اور لا الٰہ کہتے وقت کلمۂ شہادت کی انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھدے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور بسم اللہ کہہ کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تین بار اور کلمۂ شہادت ایک بار پڑھے اس کے بعد سر کو اتنا جھکائے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لا الٰہ کہتا ہوا سر کو داہنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو پیٹھ کی طرف یہ خیال کرکے جھکائے کہ میں نے ماسوی اللہ کو پس پشت ڈالدیا اور سانس توڑ کر الا اللہ کی ضرب پوری طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا ہے۔ اور موقع نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں۔ اسی طرح دو سو بار کہے اور اس کو چہار ضربی کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے لیکن مبتدی کو الا اللہ کہتے وقت لا معبود اور متوسط کو لا مقصود یا لا مطلوب اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہیے اس کے بعد تھوڑی دیر مراقبہ خیال کرے کہ فیضان الٰہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور داہنے میں نفسانی خطرہ اور داہنے شانہ میں ملکی خطرہ اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الٰہ خطرہ شیطانی کی اور داہنے گھٹنے پر پہنچتے تک نفسانی خطرہ کی اور شانے پر پہنچنے تک ملکی خطرہ کی نفی کرے اور الا اللہ سے رحمانی خطرہ کا اثبات کرے اور مرید کے غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہیے جس کو وہ سمجھتا ہو۔

نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ | ہر خطرہ اور ہر خیال کے علاحدہ علاحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے مرشد کو نفی کی تعلیم دینا چاہیے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پر عمل پیرا ہیں کہ لا الٰہ میں لا کو پوری طاقت سے کھینچ کر اور لفظ الٰہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا سا جھکا کر یہ خیال کرے کہ میں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کرکے اس کو پس پشت ڈالدیا اور پھر الا اللہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ما تقدم ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کئے گئے ہیں وہ یہاں بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں میں ذکر جہر یا بغیر جہر ذکر بآواز بلند کرتے ہیں چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

اثبات مجرد کے ذکر کا طریقہ | ذاکر کو چاہیے کہ اپنی کمر سیدھی کرکے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو داہنے شانے کی طرف لیجا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ

ملے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ ملے خدا کے پاس میرا کوئی نہیں ہے ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

کہتے وقت لا موجود ولیس موجود الا ھو کا تصور کرے۔ اسیطرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق کے ایک بار کلمہ شہادت و تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے۔ اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک ضربی کہتے ہیں

اسم ذات کے ذکر کا طریقہ اس کے بعد ثنی اللہ ثم ذرھم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے قلب لفظ اللہ کی ہ کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی ہ کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں جھکا کے سر اپنے شانے کی طرف لیجا کر اسمائے صفات امہات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح پر لگائے اور دوسرے لفظ اللہ کی ضرب تھمائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات دو ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر لو وقعہ اللہ اللہ اور دوسری ضرب اللہ کا نمبری اللہ ناظری اللہ معی میں سے کوئی اسم کہے گا اس طرح کہ پہلے ضرب کے بعد اللہ حاضری اور دوسری میں اللہ ناظری اور تیسری کے بعد اللہ معی اور پھر ہر ضرب میں اللہ شاہدی الخ وغیرہ دل کے طریقہ پر پڑھے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کے معنی کو سمجھتا جائے تاکہ ذکر کا شوق و اس میں لطف حاصل ہو اور سستی اور غفلت نہ پیدا ہونے پائے۔ اس کے بعد پھر طریقہ بالا پر کلمہ طیبہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے پھر سر کو داہنے شانے کی طرف جھکا کر لفظ اللہ کی ضرب متواتر قلب پر لگائے اور تین بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایک ایک دفعہ کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھ کر درود و استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھے اور مشائخ سلسلہ کی ارواح پر فتوحات ایصال ثواب کرے اس کے بعد جتنی دیر چاہے مراقبہ کرے اور جس ذکر میں اسکو لطف آئے صبح تک مشغول رہے اور اگر ہو سکے تو نماز فجر کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر ہو اور ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول ہو جائے یا اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ ذکر جہر یا مراقبہ میں حلقہ کر کے شریک ہو کر یہ ضروری ہے کہ الا اللہ میں لفظ اللہ اور لا الہ الا اللہ میں الا اللہ کا اعادہ بڑی آن و ادب کے اور ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات طریقت کی ارواح مقدسہ کو ایصال ثواب کرے اور فاتحہ پڑھے اور نذر دے۔

لہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ۱۲ لہ جو اس کے پستان کے نیچے ہے ۱۲ لہ الم تر میں ہے اللہ محمد کو کیسا
[illegible]
ایسا عمل ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس سے تعلق اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اسی ایصال ثواب [illegible]
[illegible] مراقبہ معراج صوفیہ میں اپنے
قلب کو غیر خدا سے صاف و پاک رکھنے اور کسی غیر خدا کا دل میں خیال نہ لانے کو کہتے ہیں اور [illegible] گردن جھکا کر
کہتے ہیں ۱۲ تمہید لہ اگر ذاکر ذکر جہری سے گھبرا جائے تو ذکر خفی کرے اور اس میں بھی لطف نہ آئے تو [illegible]
مشغول ہو اگر اس سے بھی دل کو لطف نہ آوے تو مراقبہ کرے ۱۲ تمہید
لہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی ۱۲

نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ یقولون ان فی جسد ابن آدم الخ چونکہ دل کو سات لطیفے چیزوں سے مناسبت ہے اس وجہ سے نفی و اثبات کے ذکر کے بھی سات مرتبے تجویز کئے گئے ہیں اور ہر درجہ میں نفی و اثبات ہے پس ذکر زبانی رہا اجسام سے تعلق ہے پس مرید کو اس طرح مشغول ہونا چاہیے کہ سوائے ذکر کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی سانس بغیر ذکر کے نہ نکلے جب سالک یہ حیثیت پیدا کر لیتا ہے تو عالم مادیت سے تجاوز کر کے مرتبہ لطیفہ پر پہنچ جاتا ہے۔ مرید کو چاہیے کہ اس ذکر نفی لا الہ کے ذکر و فکر میں اس درجہ منہمک ہو جائے کہ بجز الا اللہ کے اثبات کے تمام چیزوں کی نفی ہو جائے۔ اگر سالک کو یہ مرتبہ حاصل ہو جانا چاہیے تو وہ مرتبہ نفس سے خالی ہو کر دل کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ دل کا ذکر الا اللہ ہے اس واسطے اسکو الا اللہ کا تصور و حضور قلب سے کرنا چاہیے اور اپنی ذات و صفات کو جناب باری کی ذات و صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کر دے کہ لا الہ الا اللہ سے تمام اشیاء کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے تو مرتبہ دل سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم ذات کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہیے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے وہ بھی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جاوے اس کو پہنچنے پر سالک سراپا ذکر ہو جائیگا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پر پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد اسکو ھو ھو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور (یعنی اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا ہو جاتی ہے اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ خفی بی یسمع بی یبصر (یعنی اسکو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے) حاصل ہو جائیگا پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت ہے یعنی یاد آفتہ لا الہ الا ھو ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الہ الا اللہ کی تجلی ظاہر ہو جائیگا اس کے بعد عبادت میں اسکو کما حقہ مشغول ہونا چاہیے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہو کر طالبان حق کے لیے راہ نما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور شیخیت مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ:۔ وصال محبت حاصل ہونے پر جس قدر یہ ہوتی ہو اسی قدر آتش شوق بھڑکتی ہے اور خواہش وصل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال مردانگی سے بدو جہد کریگا اس کے حق خدا کے فضل و کرم سے ظفرمندی و کامیابی کی امید ہے۔

لہ ان فی جسد ابن آدم مضغۃ وفی المضغۃ قلب وفی القلب فؤاد وفی الفؤاد ضمیر وفی الضمیر سر وفی السر خفی وفی الخفی انا۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

پاس انفاس کا طریقہ انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس انفاس کی مدد کے انسان کا قلب کدورتوں اور تاریکیوں سے ہرگز صاف نہیں ہوسکتا۔ اور پاس انفاس اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ سانس لیتے اور سانس باہر کرتے وقت جہراً یا سراً دھیمے سے یا بلند آواز سے ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اِلَّا اللّٰہُ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت لَا اِلٰہَ کہے۔ لیکن ذکر سری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منھ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خودبخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

دوسرا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ہُو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کا عادی ہوجائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذاکر رہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور ما سویٰ اللہ سے قلب بالکل صاف ہوجائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کدورتوں سے پاک کرکے انوارِ الٰہیہ کا مہبط بنا دیتا ہے اس وجہ سے اس کو اصطلاح صوفیہ میں جاروب قلب کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ اگر ذاکر بالکل خالی الذہن اور دل مردہ ہو اور لذت ذکر سے بالکل ناآشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے مؤدب اور دوزانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر ٹھوڑی کو سینے سے لگانے کو کہے اور مرشد خود اپنا سینہ اس کے سینے کے مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے۔ اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خودبخود مرید لرزنے لگے گا یا بلبلا یا نعرہ لگائے گا اور جو ذکر کہ مرشد کے ذہن میں ہوگا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

مرید غبی کا دوسرا علاج اگر مرید غبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مربی کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مربی کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے۔ اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم بدلتا رہے اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مربی تصور کرنا چاہئے۔ اور اس کا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو

ملے پاس انفاس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہو اللہ یا ہو الظاہر و الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حق حق اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول رب سب کا حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید

ملے تاثیر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سرور یا لرزہ پیدا ہوجائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہوجائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہوسکے ۱۲ شہید

چاہئے کہ اس اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی کرسکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اس کو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور وہ نور الٰہی سے منور ہوجائے گا۔

اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا ورد ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ روزانہ کرلیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار ورد کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک بار ذاکر ہوجائے گا۔ وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہوجائیگا اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم سے کم بارہ[1] ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے (کہ یہ ادنیٰ رتبہ ہے) اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہوجائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترتیب کامل ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدی کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

اسم ذات مع الضرب کا طریقہ اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی چہار ضربی۔ یک ضربی کا طریقہ آنکھیں بند کرکے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا۔ دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب زانو پر لگائے اور دوسری دل پر۔ اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے، دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چہار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری زانو پر اور چوتھی دل پر۔

دوسرا طریقہ خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہوکر یک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں۔ یک ضربی اور دو ضربی تو طریقۂ بالا پر کرے لیکن سہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف اور دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چہار ضربی میں داہنے بائیں، سامنے اور دل پر بالترتیب لگائے اور پنج ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی داہنے بائیں آگے پیچھے اوپر آسمان کی طرف اور دل پر بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے نیچے اوپر اور دل پر بالترتیب لگائے اور ہر ضرب میں [illegible] (یعنی ہر سمت میں خدا ہی جلوہ گر ہے) کا تصور رہے اور مستغرق ہوجائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔ اگر آیۂ مذکورہ کے تصور کے ساتھ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقے سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو) کی کامل تصدیق ہوجاتی ہے۔

[1] بعضوں کے نزدیک مرید کو کم سے کم چھ ہزار بار اسم کا ورد کرلینا چاہئے ۱۲ شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

جہار ضربی کا دوسرا طریقہ قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بقبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف[1] اور کشف القبور حاصل ہو جائے گا۔

اسم ذات قلندری کا طریقہ اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اللّٰہ کی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستحکم پکڑے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے۔ یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

ذکر چاروب کا طریقہ بائیں گھٹنے سے لا الٰہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لا کر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا کمر کی طرف جھکا کر الا اللّٰہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے۔ اس ذکر میں دو زانو بیٹھنا چاہیے۔

ذکر حدادی کا طریقہ طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الٰہ کا دورہ داہنے شانے تک پہنچا کر دونوں گھٹنوں سے کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے الا اللّٰہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار[2] کے ہاتھوں کی حرکت ہتھوڑا اٹھاتے وقت ہوتی ہے۔ اسی طرح ہاتھوں کو حرکت دے تاکہ لطف حاصل ہو۔ شیخ جلال تھانیسری کے متعلق امام ابوالحفص سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے بہ بستہ یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

ذکر ارّہ کا طریقہ سانس کو الٹا کر کے پوری طاقت سے لا الٰہ کا دورہ داہنے کاندھے تک پہنچائے اور سر کو پیٹھ کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر الا اللّٰہ کی ضرب لگائے۔

ذکر ارّہ کا دوسرا طریقہ پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے لگا کر الٹی سانس میں پوری قوت سے لفظ اللّٰہ کو ناف سے کھینچ کر داہنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھئی لکڑی پر ارّہ[3] کھینچتا ہے اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے

[1] اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جس سے اس کے ایمان میں اور زیادہ تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید [2] غالباً اسی مناسبت سے یہ ذکر ذکر حدادی کہلاتا ہے ۱۲ شہید [3] غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر ارّہ کہتے ہیں ۱۲ شہید

اور صفات سے امہات[1] کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر ارّہ کھینچ رہا ہوں اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کاٹتے وقت اُس سے برادہ نکلتا ہے اسی طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر رہے ہیں اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہو جانا چاہیے کہ محویت کلی اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جاوے۔ اور ذاکر ہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے۔ احاطۂ تحریر میں آ سکتا۔

فائدہ: اذکار جہریہ میں غذا کو اعتدال سے کم نہ کرنا چاہیے کہ ضعف اور لاغری لاحق ہو جائے بلکہ معدہ کا چوتھائی حصہ خالی رکھنا چاہیے اور کھانے میں روغنیات اور مقویات کا استعمال کرنا چاہیے تاکہ دماغ کو خشکی اور یبوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ ربط قلبی رکھے۔ ان سب ذکروں سے ذکر دوامی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشے اور اس کا مونس رہے۔

شعر

کار کن کار بگذر از گفتار — کاندریں راہ کار دارد کار

دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک پیچھے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے۔ دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے۔ جب ذکر جہر میں ذاکر پورے شدت و ذوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروازہ کھل جاتا ہے لیکن پیچھے کا دروازہ صرف ذکر خفی (یعنی حبس دم) ہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصل حبس دم ہے۔ حضرات چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے حضرات نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے لیکن اس کی افادیت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے بجز اس کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اندرونی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہوتی ہے۔ [illegible] اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی پگھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان شیطان کی صورت بالکل اژدہے کی سی ہے اور اس کا جسم بہت سخت زہریلا اور خاردار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ

[1] باری تعالیٰ کے صفات امہات علم قدرت حیات سمع بصر ارادہ تکوین کلام ہیں ۱۲ اصطلاح ... شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور یقین کو لپیٹے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور تاریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفاس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ: جب کوئی برا خیال دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہوتا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں روکے اور کلمہ لَا اِلٰہَ کو دل سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اژدہے کی طرح بیٹھا ہے لَا اِلٰہَ کی قینچی سے میں نے اس کی دم پکڑلی اور داہنے شانے تک لائے پھر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب قلب پر لگائے اور خیال کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا اور وہ دل سے باہر ہو گیا۔ اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر چلتے چلا تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہوگا اور دل نور ذکر سے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے۔ اور بے حبس دم کے بھی یہ ذکر مفید ہوگا مگر کرنا شرط ہے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ: اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھہرا دے اور کلمہ لَا اِلٰہَ کو بائیں زانو سے شروع کر کے داہنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے اِلَّا اللّٰہُ کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے۔ پہلے دن میں دس سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ بدرجہ ایک دم زائد کرتا رہے اور اَللّٰہُ وِتْرٌ وَّ یُحِبُّ الْوِتْرَ (اللہ طاق ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے) کا لحاظ رکھے تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو شکست ہو۔ اور جب دم کشی کی عادت ہو جائیگی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت طاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذاکر ہو جائے گا اور عشق الٰہی کی آگ دل میں اور شدید ہو جائے گی مگر خطرہ کی مداخلت اور کشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے

فائدہ: حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا کر دے اور مرض اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔ اور نہ اس قدر سیر ہو کر کھائے کہ مضمحل ہو جائے

اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ: چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑ لے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لا کر ام الدماغ میں ٹھہرائے اور بغیر زبان کو حرکت دیئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لا کر لفظ اِلٰہَ کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب لگائے۔ اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آہستہ سے سانس باہر کرے اور باہر کرتے وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم (محمد خدا کے رسول ہیں خدا ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لَا مَحْبُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ (کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانسیں لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایکیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائیگا اور انوار مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ: شغل سہ پایہ یہ ہے اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے۔ اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (مددگار اور محمود شاہنشاہ) کا تصور کرے اور سانس کو روک کر ناف سے لیکر ام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اَللّٰہُ سَمِیْعٌ (خدا سنتا ہے) کہے اور بِیْ یَسْمَعُ (میرے ہی ذریعہ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر اَللّٰہُ بَصِیْرٌ (خدا دیکھتا ہے) کہے اور بِیْ یُبْصِرُ (میرے ہی ذریعہ سے دیکھتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اَللّٰہُ عَلِیْمٌ (خدا دانا ہے) کہے اور بِیْ یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے۔ پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اَللّٰہُ عَلٰی [illegible] اور ناف پر [illegible] عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار یہ شغل دہرایا کرے تو جلال الٰہی سے فیضیاب ہو جائیگا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب

لطیفہ: [illegible] یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط بدن میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح [illegible] دل میں
جب اس کی ہونی شروع کی جائیگی اور ام الدماغ تک پہنچائی جائیگی تو جو چیز [illegible] واقع ہوگی متاثر ہوگا اور حجابات اٹھ

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

شطاریہ اس کو ہشت رگی بھی کہتے ہیں۔ شعر

برزخ وذات وصفات شد بہ تحت و فوق ٭ می نماید طالبان را کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال ذاتی ہیں اوّل قرب نوافل۔ دوسرے قرب فرائض تیسرے نہ قرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذات باری کا تعین ہے۔

فائدہ:۔ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے قم باذن اللہ کہکر کسی مردہ کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا۔ اور بہت دور کی بات سن لینا یا دور کی چیز کا تماشہ کر لینا۔ اور قرب فرائض اسکو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اسکی نظروں میں سوائے وجود الٰہی کے کچھ باقی نہ رہے۔ اور فنافی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

شغل سلطانا نصیرا کا طریقہ | خواجہ معین الدین رح سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکا جس طرح چراغ یا تارے کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے۔ ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہو جائے گا اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق حاصل ہو جائیگا۔

شغل سلطانا محمودا کا طریقہ | جس طرح سلطانا نصیرا کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھووں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں۔ اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے۔ اور جب یہ نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے۔

شغل سلطان الاذکار کا طریقہ | سالک کو چاہیے کہ تنگ و تاریک حجرہ میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود و استغفار اور اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا

ط۱ صفات سے مراد صفات امہات ہیں جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے ذات مراد ہے۔ شہید۔ ع۲ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا۔

(بار الٰہا مجھ کو نور دے اور میرے واسطے نور کر دے اور میرا نور بڑھا دے اور خود مجھ کو نور کر دے) تین بار حضور قلب سے اور تصور معنی سے کہے اس کے بعد لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر اپنے بدن کو ہلکا کرے اور مردہ تصور کرے اور از سر تا پا متوجہ اور با ہمت ہو جائے اور جب سانس لے تو اللہ کا اور جب سانس باہر نکالے تو لفظ ہُو کا تصور کرے اور خیال کرے کہ سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ہر ہر بال سے لفظ ہُو نکل رہا ہو۔ اور اس ذکر میں اس طرح منہمک ہونا چاہیے کہ اپنا خیال بھی جاتا رہے اور ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (خدا زندہ اور قائم ہے) کا ہر وقت تصور قائم کرے اس کا نتیجہ چند روز کے بعد یہ ہوگا کہ جسم کا ہر ہر رواں اور ہر ہر بال ذاکر ہو جائے گا اور انوار تجلی سے منور ہو جائے گا۔

ذکر سلطان الاذکار کا طریقہ | حواس خمسہ کو روئی یا انگلی سے بند کر کے دم کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر ام الدماغ میں روکے اور وہاں سے دل مدوّر میں لیجا کر اسم ذات کے ذکر قلبی کے ساتھ قلب صنوبری سے آواز حدیث سننے کے ضمن میں اس نقطۂ درخشندہ کے خیال میں جو دل مدوّر کے ام الدماغ میں واقع ہے (بعضے اس کو لطیفہ اخفیٰ کہتے ہیں) شغل رکھے یہاں تک کہ یہ نقطہ اس قدر وسیع اور چوڑا ہو جائے کہ تمام جسم منور ہو جائے۔ اور اس کے بعد عرش سے زمین تک محض نور ہی نور دکھائی دے اور اس نور میں حق اور ملائکہ کی صورتیں دکھائی دینے لگیں۔ جب سالک اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت کو وجود عالم میں متصرف خود دیکھنے لگتا ہے۔ اس مقام میں سالک کو اپنی صفات کو صفات باری کہنا چاہیے فَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ (خدا جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے)

شغل سرمدی کا طریقہ | طریقہ بالا پر آنکھوں اور کانوں کو انگلیوں سے بند کرے اور حواس خمسہ کو جمع کر کے خیال کرے کہ دماغ کے اوپر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے اور اس کے سننے میں پوری ہمت سے مشغول ہو کسی نے کہا ہے۔

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسی است ٭ ہشدار گوش دل بہ پیام سروش دار

اگر کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے تو چند دن میں اس آواز کو معرفت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و غل مانع نہ ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں

ط۱ بلکہ بہتر یہ ہے کہ ذاکر کسی حوض میں غوطہ لگا کر اس عمل پر عامل ہو ۱۲ شہید ط۲ بعض لوگ اس ذکر کو محمود و سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں ۱۲ شہید ط۳ حواس خمسہ دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے اور چھونے کی قوت کو کہتے ہیں ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

صوت حسن وہیں کہتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ الْاٰیَۃَ (خدا کیلئے آوازیں پست ہوگئیں تو تم سوائے پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو) بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی اور اولیائے کرام بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے وصالِ حق حاصل کیا ہے۔ یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھنٹہ کی ایسی آواز آنے لگتی ہے۔ حضرت حافظؒ فرماتے ہیں۔ بیت

کس ندانست کہ منزل گہ آں یار کجا ست ॥ ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ ذکر کامل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہوتا ہے اور کڑک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کانپنے لگتا ہے اور بیخودی اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی دکھائی دیتی ہے لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے بلکہ نور ذات کی طرف خیال رکھنا چاہیے۔

شغل بساط کا طریقہ ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مدور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفیٰ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ شغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی شغل کی برکت سے حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم نقطۃ (علم ایک نقطہ ہے) اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے اور زبان کو تالو سے لگا کر ام الدماغ میں روک کر گردہ ہو کہ سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیل کر پیدا ہوگیا ہے گویا اس کا جسم فنا ہوگیا ہے اور اس کی جگہ یہ گردہ نور کر بے جہت اور بے کیف ذات کا عین ذات ہے) قائم ہوگیا۔ اور اس مرتبہ فنا کا نام رویت تجلی ذات اولی محمدی ہے اس شغل میں اگر زرد نور دکھائی دے نور نفس وناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نور ملکوت اور سبز نظر آوے تو نور جبروت اور اگر سیاہ نظر آوے تو نور لاہوت ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ

لہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس معشوق کے رہنے کی جگہ کہاں ہے لیکن وقت صرف گھنٹہ کی آواز آتی ہے ۱۲ شبیر کبھی بھی بجلی کی اور گرج کی اور کبھی ڈھول کی تھپیڑے کی اور کبھی دیگی سے ابلنے کی آواز اور اسی طرح کی مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شبیر اس مقام کو اصطلاح صوفیہ میں کشف کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کرتا ہے تو کشف دیا سو گھونٹ بجا سکتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تین سال میں حاصل ہوا تھا۔ اور دیر جا برس کم میں حاصل نہیں ہو سکتا ۱۲ شبیر سہ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔

یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ (یہ خدا کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے)

تیسری فصل اُن انوار و مراقبات کے بیان میں جو ذکر و مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ۔ جب انوار جہریہ و سریہ سے سالک منور ہو جاتا ہے اور اس کی رگ پٹھے میں ذکر سرایت کر جاتا ہے اور ایک محویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اسے مراقبات کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اُس پر عمل کرے۔ اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

مراقبہ کا طریقہ دو زانو (جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے) بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کرکے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور تعوذ (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) کے بعد اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ کہہ کر مراقب ہو کر اُس کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا ہیا تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے۔ اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہیے کہ مراقبہ نہیں ہے۔ ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس پر رجوع مشکل ہو جاتا ہے لیکن اس مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہیے۔ شعر

ہمت کارے کہ ہمت بستہ گردد ॥ اگر خارے بود گلدستہ گردد

دوسرا مراقبہ جن امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب تین ہیں ایک حدیث نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں باتیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ تیسرے نظر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت۔ ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی ہے لیکن اس کی چند صورتیں ہیں۔ حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطروں میں اسمائے صفات امہات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

لہ جو چیز مطلوب حقیقی تک پہنچانے والی ہو اُس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ مرنا معروف وجیحی عن اللکم کے مذکور رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ سے جو کام ہمت کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلدستے ہو جائیں گے ۱۲ شبیر

www.nafseislam.com

مراقبۂ رویت | خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبۂ معیت | وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) کا معنی کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت، بیماری و صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے۔ اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ اقربیت | نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم انسان کے رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبۂ وحدت | ہمہ اوست اور ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتداء و انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔

مراقبۂ فنا | کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ[1] (الا یہ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا) کے معنی کے تصور کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے کیف ہے ہمیشہ رہے گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں محو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو مضمحل اضمحلال

دیگر مراقبات بہت ہیں | جیسے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (جدھر منہ پھیرو ادھر خدا ہے) اور کَانَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (خدا ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے) اور وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو)

دوسرے مراقبات

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس شغل میں انوار الٰہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پاک آگ نکلکر

[1] کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مراقبہ ہوا کہلاتا ہے بعض حضرات نظر ہوا پر کر کے مدتوں عالم تحیر میں رہتے ہیں۔

مراقبہ | تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الٰہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

مراقبہ | بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہم موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

مراقبہ | بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔

مراقبہ | بعض اس نور مطلق کو نور غیر متناہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہلک خیال کرتے ہیں۔

مراقبہ | بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بیچون اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تَعَالَی اللّٰہُ[3] عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنی موہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حق نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو حجاب باری کے منافات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

[1] ہوا میں سر عظیم یہ ہے کہ مستقیم او مستدیم ہے اور قول اللہ کو فی خلق الرحمٰن من تفاوت (اسی کلام کا ہمسر ہو کر) ہوا عالم خدا اور عالم صفات کے کون یعنی بزردہ ہزار عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا اگر نہ کہ سبحان و الا مکان تجلیٰ کا سر الرحمن علی العرش استوی ہے اور تو ہوا کہتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ ہوا کیا چیز ہے ۱۲ ارشاد الطالبین کہ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۱۲ فہمید [3] خدا ان تمام چیزوں سے بالا تر اور پاک ہے ۱۲ فہمیدہ

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

فائدہ: جب مذکورہ بالا اذکار جہریہ اور سریہ سے مرید ترقی کرتا جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی جس کو ذکر روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں منکشف ہوجاتے ہیں تو وہ اس مقام میں خدا کے انوار اور خدا کی عظمت سے بیہوش[1] ہوجائے گا۔ ہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہیے اور ترقی کا آرزومند ہونا چاہیے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائیگا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کردے گا اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائیگا اور قرار کرلیگا تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائیگا وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائیگا اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی۔ یہ مرتبہ قرب نوافل[2] مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس میں سالک ہستی ہونے والی چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جب سالک اس مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اور اس میں کمال حاصل کرلیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں اور بِي يَسْمَعُ وَبِي يُبْصِرُ وَبِي يَنْطِقُ وَبِي يَبْطِشُ وَبِي يَمْشِي وَبِي يَعْقِلُ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فِيهِ ۔ شعر

علم حق در علم صوفی گم شود — این سخن کے باور مردم شود

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہیے کہ ان انوار کو انوار الٰہی خیال کرے۔ اگر سالک اس حالت پر ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے

[1] بیہوشی کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو حس و ادراک میں جانا اور دوسرے بے خبری کی کیفیت کا پیدا ہوجانا ۱۲ شہید
[2] جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول ایک ذرا سی تجلی میں بیہوش ہوکر گر پڑے تو یہ سمجھو کس طرح متحمل ہوسکتا ہے اس کا تو بیہوش ہوجانا اور بیہوشی و حواس کا زائل ہوجانا تحقیقی ہے ۱۲ شہید [3] تمام موجودات کو فنا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تمام جہاں [illegible] عالم میں ہو [illegible] ۱۲ شہید [4] اسی مقصد کو شیخ المعصوم حضرت [illegible] علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں [illegible] چھوٹے چھوٹے عقائد [illegible] ایک ایک [illegible] دیکھتا ہے [illegible] ۱۲ [illegible] اسی ذریعے سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکڑتا ہے چلتا ہے اور ادراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی نہ دے ۱۲ شہید [5] خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہوجاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہوجاتے ہیں لیکن اس کو ہر شخص باور نہیں کرسکتا ۱۲ شہید

اور تجلی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھیگا اور خدا کے وجود کو جانے گا اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا اور اس سے یا اور دوسروں سے جو اقوال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا جو عالم کے ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باطنی اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللَّهَ فِيهِ[1]۔ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہوجانا چاہیے۔ اس تیسرے مرتبہ میں سالک کی ہستی صالح ہوجائیگی اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ[2] کا اس سے ظہور ہوگا اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ[3] کا اسرار اس پر منکشف ہوجائیگا اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا اور فنا ہوجائے گا اور كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ[4] کا اسم ظہور ہوگا اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلْآنَ كَمَا كَانَ[5] کا تصور کرے گا تو روح کو روح خدا کا نور ذاتی ہے بے نقاب دیکھے گا اور رَأَيْتُ رَبِّي بِرَبِّي[6] اس پر صادق ہے۔ سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر درجہ کی ایک حد معین ہے جس طرح ذکر جسم ذکر نفس ذکر دل ذکر روح ذکر سر۔ ذکر کے پانچ درجے ہیں (جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے) اسی طرح ہر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر جسمی کہتے ہیں) اس کے غلبہ کی وجہ سے برے اخلاق (جو نفس امارہ کی صفتیں ہیں) صفات حمیدہ (جن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہوجاتے ہیں۔

[1] یعنی میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید [2] آگاہ ہوجاؤ کہ وہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید [3] جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کامل نمونہ ہے اس وجہ سے اگر اپنی حالت پر غور کریگا تو پھر قدرت کے اسرار منکشف ہوجائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرلیگا ۱۲ شہید [4] تمام موجودات مٹ جائیں گی لیکن خدا کا وجود کبھی فنا نہ ہوگا ۱۲ شہید [5] اس وقت بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور جس حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید [6] میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ہے ۱۲ شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

دوسرے یہ کہ ذکر فکری ہی کے غلبہ سے جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں انفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ملہمہ کا مقام ہے) منکشف ہو جاوے۔ تیسرے ذکر قلبی غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال موجود مطلق (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے۔ چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں جس کو مشاہدہ کہتے ہیں کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو یہاں تک کہ سالک کے مشاہدہ میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سری کی زیادتی میں جو لذت اذکار اور معائنہ اور خلق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جائے۔ یہ معائنہ ہے۔ اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا رفائیت بھی فنا ہو جائے گی اور وقت الفنا کا مصداق بنے گا۔ اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی۔ لی مع اللہ وقتٌ کی طرف اشارہ ہے اور من رآنی فقد رای الحق کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر
تو درو گم شو کہ توحید این بود — گم شدن گم کن کہ تفرید این بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جس کا اس کو قصد ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا تو ڈھونڈتا تھا اور اپنے کو پاتا تھا۔ اس وقت تیس سال سے اپنی تلاش کرتا ہوں تو خود کو پاتا ہی نہیں۔ اس مرتبہ کی تجلی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے۔ مگر یہ مرتبہ بہت کم حاصل ہوتا ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں ایک یا دو لحہ یا ایک دن میں ایک دو لحظہ حاصل ہوتا ہے یا دو تین دن یا کم زیادہ اور بروقت فنا کی حالت بڑھتی ہے جیسی حالت ہو گی ویسی ہی

لہ یعنی نفس جس کے اثر سے انسان برے کاموں میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگار کو بھول جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور نامعلوم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ منہ
لہ یہ حدیث شریف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو خدا کے پاس ایک ایسا مخصوص وقت ملاقات کا حاصل ہے جس میں بڑے بڑے نبی اور بلند پایہ سے بلند پایہ فرشتہ باریابی حاصل نہیں کر سکتا ہے ۱۲ رشید لہ جس نے مجھ کو دیکھا یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ رشید لہ تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفرید یہی ہے ۱۲ رشید

فنائیت ہو گئی۔ ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا ہے۔ اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر لگی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے۔ اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے، اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک (جو کہ الوہیت ہے) پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجود و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لیے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہونچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔ اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں اور اس میں وجود و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ اس مرتبہ پر پہنچکر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف کر اس کا اثر نمایاں کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ مزین ہے اور اس نے جمال اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً کو دیکھا ہے اور قرنی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ فقط

لہ جو دو دریا ایک دوسرے سے ملتے ہیں ان کو ملا دیا ان کے بیچ میں ایک پردہ یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ۱۲ رشید لہ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ رشید لہ خدا نے اپنی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ رشید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ہیچکس ایں درد را درماں نیافت ہیچکس ایں راہ را پایاں نیافت

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بروی می رسی بروی مایست

فائدہ :۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں، تنہائی او مجمع میں با آواز او بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہیے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر لاتعداد انوار و اسرار الٰہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

فائدہ :۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہیے اور مراقبہ کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کیطرف متوجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور شرک معشوق غیرت کے جلال اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے بُرے میں امتیاز کرنا چاہیے ورنہ کفر اور زندیقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے بُرے انوار کے آثار و علامات جاننا چاہیے

اچھے اور بُرے انوار و آثار کی کیفیت

جب سالک کا قلب خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انوار خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل، سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی داہنے بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے کسی رنگ کا نور اگر داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً کاتبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لیے آیا ہے اور اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو سیدھے راستہ کی تعلیم فرماتا ہے

ف اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے۔ اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں ہے بس تم پہنچو اس پر رک نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے وصل کے نہیں ہے اور سالک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کرے کہ یہیں وصال حق نصیب ہوگا وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالاتر ہے

مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ﷫ کراماً کاتبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر تعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا جو کاتب سیئات ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکا ہے لاحول سے دفع کرے۔ اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے۔ اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہوا اور دل میں خوف پیدا کرے اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے لاحول پڑھنا چاہیے۔ اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہوا اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے رَبَّنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ خناس کا نور ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ پڑھنا چاہیے۔ اور اگر سینہ کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے۔ اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سرکی جانب سے ہے تو وہ نور تجلی شیخ کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر بے دید ہے تو نور ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند کا ایسا ہے تو دل کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطانا نصیرا و سلطانا مبینا کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے۔ مگر سالک کو چاہیے کہ انوار میں سوائے مطلوب کے کسی کی طرف نہ متوجہ ہو اور نہ سرور اور لطف حاصل نہ کرے بلکہ صرف نور الٰہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی تاریکی اور اس کے گرد اگرد ایک اور رنگ نورانی خطوط ہوں تو وہ نور یقین کا ہے اگر اس طرف توجہ کرے گا تو ترقی حاصل ہوگی اور بعونہ تعالیٰ قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آثاری افعالی و صفاتی تجلی جس کا رنگ مختلف اور سبز اور سرخ ہے ذات خدا وند کا حاصل ہونا مقصد اصلی سے جیسا کہ نہایت اپنے نور ورد اور شوق اور بیقراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف حاصل کریگا اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروج سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا جلوہ دکھائی دیتا ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کی مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا الفنا ہے معلوم کرنا چاہیے کہ ان تجلیات کی ابتداء میں عالم ناسوتی کے انوار

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اوصاف کے مناسب، سالک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور
سالک اُن انوار کی طرح مجسم نور بنکر عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو سالک کو ان سے لذت نہ حاصل
کرنا چاہیے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس کو خدا کی قدرت سمجھ کر صانع کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ
مرشد کی مدد سے سالک آسمان پر پہونچے گا اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا
اور انبیاء، اولیا اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز حاصل کریگا اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں
دیکھے گا اور اُن ہی کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ
کرے گا تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہیے اور روز بروز عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر امداد
الٰہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہونچے گا۔ اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند
روشن پائیگا۔ سالک کو اس سے لذت نہ اٹھانا چاہیے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہیے۔
اس مرتبہ میں مرید عنصریت[1] سے ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لیگا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ
ہونا چاہیے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الٰہی کی آگ و تیز ہوگی
اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دیگی ہوش میں آتے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کریگا لیکن
اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا۔ نیز اس حالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے
قطع تعلق کر دیگا۔ اور آرزوئے وصل اور درد عشق اور زیادہ ہو جائیگا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات
کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور اُن میں محو ہو جائیگا اور تمام چیزوں سے
بیخبر ہو جائے گا اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائیگا
پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کریگا
اور خدا کو اپنے وجود میں پا کر متصوّر[2] کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خود نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں
یہ تو تجلیات افعالی و صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق و بیقراری کے
باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی۔ اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بیخبر ہو جائیگا

[1] انسان کے متعلق تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے۔ وہ اسی سبب سے عنصری اور مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے کے بعد وہ عنصری نہ رہیگا بلکہ اطلاق اور تجرد مادہ کی حالت پیدا کر لیگا۔ واللہ یرزق من یشاء [2] تشبیہ [3] حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ انا الحق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے۔ اس رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو اپنے میں پائیگا تو بے اختیاری سے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی

کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فناء الفنا حاصل ہوگی اس کے بعد اس کو فنائے حقیقی حاصل ہوگی
اور حفظ مراتب کا پاس کرے گا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

دوسرا باب حضرات قادریہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمۂ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لَا اِلٰہ کو پوری طاقت سے
بدن کے اندر سے کھینچکر اِلَّا اللّٰہ کی دل پر ضرب لگائے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور
جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر نوبت کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہے اور
ایک ہی نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مداومت کے بعد ایک
خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا، اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں
کہ روبہ قبلہ دوزانو باادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لَا کو ناف کے نیچے سے کھینچکر
باہر لائے اور داہنے شانے تک پہنچا کر اِلٰہ کو ام الدماغ سے نکالے اور اِلَّا اللّٰہ کی بہت زور
سے قلب پر ضرب لگائے اور لَا اِلٰہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے
نہ کوئی مقصود اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جاتا رہے اور اِلَّا اللّٰہ سے وجود
مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

حبس نفی و اثبات کا طریقہ سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے
لَا کو داہنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ اِلٰہ کو دماغ سے نکال کر دل پر اِلَّا اللّٰہ کی ضرب
لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہے اور سینہ کی طرف
اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو
یا اس سے زائد ہو جائے۔ اس کا فائدہ اوپر گذر چکا ہے۔

پاس انفاس کا طریقہ سانس باہر کرتے وقت لَا اِلٰہ اور لیتے وقت اِلَّا اللّٰہ دل سے کہے

اسم ذات یک ضربی تا چہار ضربی کا طریقہ اس کے بعد اسم ذات کی ضرب لگانے کی مشق کرے اور اس کا
طریقہ یہ ہے کہ یک ضربی میں لفظ اَللّٰہ کی پوری قوت اور زور سے دل پر ضرب لگا کے پھر ٹھیر جائے
تاکہ سانس ٹھیر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشق کرے۔ اور دو ضربی میں پہلی ضرب داہنے
گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے اور سہ ضربی میں پہلے داہنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری
ضرب دل پر لگائے اور چہار ضربی میں پہلی دوسری دائیں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی

www.nafseislam.com

ضرب دل پر لگائے لیکن یک ضربی دو ضربی اور سہ ضربی ہیں گو دو زانو اور چہار ضربی میں چہار زانو بیٹھنا چاہئے

دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں، اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف پر اسم ذات کا تصور کرکے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کرکے آسمان پر لیجائے۔ اسی طرح ہر سانس میں کرے۔ اور اس خاندان کے ذکر ارہ کا مخصوص طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

برزخ اکبر کا شغل اس کے چند طریقے ہیں۔ اول یہ کہ حبس دم کرکے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر ہوا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے دلہنے نتھنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا (جو تمام قیدوں سے پاک ہے) تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو۔ مگر اس عمل میں پلک نہ جھپکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

اسم ذات کا شغل اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سی شکل[15] تصور کرکے پھر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک یہ نام دل پر منقوش ہو جائے۔ یا لفظ اللہ کی صورت دل پر رکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

شغل دورہ قادریہ کا طریقہ سالک کو چاہئے کہ ادب سے دو زانو قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کرے زبان کو تالو سے لگا کر اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے۔ اور اللہ علیم کو دماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اَللّٰہُ بَصِیْرٌ کو دماغ سے سینہ تک اور اَللّٰہُ سَمِیْعٌ کو سینہ سے ناف تک لائے۔ اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کرکے تدریجاً عروج و نزول کے طریقے سے مشغول رہے۔ بعض اس شغل میں اَللّٰہُ قَدِیْرٌ کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اَللّٰہُ قَدِیْرٌ کو چوتھے آسمان تک اور

[15] اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

اَللّٰہُ عَلِیْمٌ کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھیر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں!

مراقبہ رقیب سے مشتق ہے اور عربی میں رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں گویا سوی اللہ کی یاد اور غیر حق سے دل کو محفوظ رکھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و مسکین سمجھ کر با ادب قبلہ رو دو زانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کرکے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے۔ حدیث شریف میں سمعنے کے متعلق ہے۔ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ[1] اور قرآن مجید کی آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ[2] گویہ تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور بوسیدہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگافدار اور تمام دنیا کو درہم برہم (جیسا کہ قیامت کے دن ہو جائے گی) تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود و باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بیخودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔

دوسرا مراقبہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[3] خیال کرے کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اسی طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے۔ اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ[4]

آیت کا مراقبہ اور اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ[5] کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار و کیفیات ظاہر ہوتے ہوں تو مراقبۂ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

اول مراقبۂ توحید افعالی اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکت

[1] بہتری اور اچھائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبادت کرو گویا خدا کو تم دیکھتے ہو اگر اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ [2] جو کوئی زمین پر ہے فنا ہوگا اور بزرگی اور جلال والا اللہ باقی رہے گا ۱۲ تمہید [3] اللہ زمین و آسمان کا نور ہے ۱۲ [4] موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ [5] تم جہاں کہیں ہوگے تم کو موت پالے گی خواہ مستحکم گھر بنے ہوئے برجوں میں ہو ۱۲ تمہید

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

وسکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے۔ اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔

رباعی

مردانِ نفس ہوا شکستند[۱] — از نیک و بد زمانہ رستند
در بحر فنا چو غوطہ خوردند — جز حق ہمہ را وداع کردند

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔ اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کیے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا منبع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھہرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجود مطلق کے حجاب ہیں دربار الٰہی میں عجز و انکساری سے دعا کرکے خیالی طریقے سے اس سے گذر جائے۔ اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے جو لطیف اور بے رنگ ہے کبھی اس پر توقف ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھہر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد شامل ہے تو یہ پردے بآسانی طے ہو جائیں گے اور ذات مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا۔ اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اور یہ مقام سلوک و معرفت کا منتہا خیال کیا جاتا ہے۔

تیسرا مراقبہ توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے۔ اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل نہیں ہو سکتا ہے مجملاً یوں سمجھنا چاہیے کہ ہمیشہ اسی حال میں [illegible] انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہیے۔

ذکر برائے شفائے مریض در راست یا اَحَدُ چپ یا صَمَدُ و طرف آسمان یا وِتْرُ

[۱] جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہو جاتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا اور جب دریائے فنا میں غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں ۱۲ تمہید۔

دردل یا قُدُّوْسُ ہزار بار گوید۔

فائدہ یہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہیے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ کی شکل بنے۔ اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو۔ اور اس سے حضوریت اور محویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی موقوف ہو جاتے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے۔

ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ سالک داہنی طرف سُبُّوْحٌ اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ اور آسمان کی طرف ربّ الملائکۃ اور قلب پر والرُّوْحِ کی ہزار بار ضربیں لگائے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے، تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی۔ دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

آئندہ کے حالات سے باخبر کرنے والا ذکر داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یا [illegible] اور پھر شانے کی طرف پھیر کر یا حَیُّ اور دل میں یا قَیُّوْمُ کی ایک ہزار ضربیں لگائے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لیے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

بیماری شفا کے لیے ذکر داہنے یا اَحَدُ اور بائیں یا صَمَدُ اور آسمان کی طرف یا وِتْرُ اور دل میں یا فَرْدُ ایک ہزار بار کہے۔

مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر نماز تہجد کے بعد ایک ہزار مرتبہ داہنی طرف یا حَیُّ اور بائیں طرف یا قَیُّوْمُ اور آسمان کی طرف یا وَهَّابُ اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

کشف قبور کے واسطے ذکر پہلے اکیس بار یا رَبِّ کہے اور آسمان کی طرف یا رُوْحُ اور قبر پر یا رُوْحُ اور دل پر یا قُدُّوْسُ الرُّوْحِ کی ضرب لگائے انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر [illegible] پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اِکْشِفْ لِیْ یا نُوْرُ اور دل پر اِکْشِفْ لِیْ یا نُوْرُ اور قبر پر عَنْ حَالِہٖ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے کشف کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا اَحْمَدُ

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

یا رسول اللہ

اور بائیں طرف یا محمد ﷺ اور دل میں یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حاجت براری کا ذکر جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کشائش رزق کے واسطے یَا رَزَّاقُ اور مریض کی شفا کے واسطے یَا شَافِیُ اور موذی جانوروں سے بچنے کے واسطے یَا حَفِیْظُ اور فاقہ کے لئے یَا صَمَدُ اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یَا مُذِلُّ اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ وعلیٰ ہذا القیاس۔

تیسرا باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلے کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی۔ اجازت مل جانے پر اس میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ممانعت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قسمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توجہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

استخارہ کا طریقہ عشاء کی نماز کے بعد تازہ وضو کرکے صدق دل سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ[1] ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندرونی اور ظاہری گناہوں سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلے سے مجھ کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ خشوع و خضوع سے پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمۂ تمجید پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو قبلہ رو ہو کر داہنی کروٹ پر سو رہے اور اگر کوئی خواب دیکھے تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے میں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے۔ اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے، اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے تو یہی بشارت ہے۔ پس مرشد کو چاہیے کہ

[1] میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور اس کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شبیلی۔

مرید کے اسم ذات یعنی لطائف ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے لگا کر آنکھیں بند کرکے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر تصور کرکے اور اٹھتے بیٹھتے حتی الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

لطائف ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پُر ہیں اور یہی لطائف[1] کہلاتے ہیں۔

اول لطیفۂ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے۔ دوسرے لطیفۂ روحی اس کی جگہ داہنے پستان سے دو انگل نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے۔ تیسرے لطیفۂ نفس اس کی جگہ ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفۂ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفۂ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفۂ اخفی اس کا مقام ام الدماغ ہے اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

فائدہ: سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذاکر ہونا چاہیے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفۂ مرید میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چپٹا کے بغیر زبان ہلائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود ہمت سے توجہ کرے یعنی اپنے تئیں منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبۂ قلبی سے مائل کرے تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ تک ہر روز شیخ مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی امانت اور ان کی طرف سے ہے۔

فائدہ: قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشیمن ہے اور اس کو حقیقت الجامع بھی کہتے ہیں۔ اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مرشد کے فیض سے قلب حقیقی کے واسطہ سے اس کو فیض پہنچتا ہے۔

جب لطیفۂ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہیے۔ اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں کسی کی فکر نہ

[1] مختلف کشفوں کی وجہ سے لطائف کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفۂ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہیے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے ۱۲ شبیلی۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہیے بلکہ خدا کے منزہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہیے۔ اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغریٰ بھی تعلیم کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور منہ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کر الٰہ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لا کر الا اللہ کی اس طرح دل پر ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچا دے لیکن طاق عدد کا اور مدوشد کا خیال رکھے تاکہ اثر ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے۔ پھر از سر نو شروع کرنا چاہیے۔ اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے۔ اور حالت اثبات میں جذبات الٰہی کا ظہور ہو۔ اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہیے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غالب ہو جائے اور معشوق کا نام محبوب کر کے جلوہ معشوق میں محو ہو جائے۔

لطائف ستہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہر لے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطے کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے۔ بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر حبس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے

ذکر جاروب کا طریقہ ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت کے ساتھ (بغیر سانس کے روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر پھر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرنا ہے تو اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو قلب سے کھینچ کر موضع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہیے۔ اور ذکر ارّہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے الٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے لیکن جب چھ لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکبارگی توجہ کرنے کو فرمانا چاہیے اور خود بھی توجہ کرنا چاہیے تاکہ تمام لطیفے بآسانی

جاری ہو جائیں۔ اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پرواہ نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہیے۔

فائدہ:۔ اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

سلطان الاذکار کا طریقہ مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہیے اور مرشد کو بھی ہر ہر چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے۔ یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلبؔ، روحؔ، سرؔ، خفیؔ، اخفیٰؔ عالم امر سے ہیں اور نفسؔ اور قالبؔ دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے، سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے۔ اور لطائف قالبیہ یعنی عناصر اربعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں۔ اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں۔

نفی و اثبات کا طریقہ ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز ہے۔

شغل نفی و اثبات کا طریقہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور لا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لیجائے اور وہاں سے الٰہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الٰہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور ابتدا میں لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور انتہا لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے، ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو کر اسی کے اذکار کا طریقہ ختم ہوا۔ اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک یہاں تک ہے۔ اس کے بعد مراقبات اور اذکار ہیں جو اب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنائے افعال

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں ۔

توحید افعالی کا مراقبہ | اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے افعال اور تمام موجودات کو خدا کے افعال کا مظہر سمجھے اور تمام چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہیگا اور اس کے فنا سے صفات کا مراقبہ (جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں) تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث کُنْتُ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ[1] کا مصداق ہو جائے اس کے بعد فنائے ذاتی کا مراقبہ (جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں) تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ قلب حقیقی (جو سراسر نور ہے) کو دیکھ کر اپنے کو اور تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے اور اس کے سوا کسی کو نہ دیکھے ۔ اس توجہ سے کبھی غافل ہو جائے تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدہ کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے ۔ معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے لطیفے ذکر تو اور تعلیم فرماتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشے کے مانند خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابل اور اس کے نور کی وجہ سے روشن ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے ۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ[2] اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبۂ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں، ولایت لطیفۂ قلبی (جو عالم امر سے ہے) سے متعلق ہے یعنی ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں اور یہ ولایت لطیفۂ روح اعظم جو محض نور ہے سے متعلق ہے اور یہ دونوں ولایت کے رتبے اولیاء کے ساتھ مخصوص ہیں ۔ اس مرتبہ میں علم لدنی و مرتبہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ جب یہ نسبت کامل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شرک متصور ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو

[1] حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جاتا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہید

[2] جس نے اپنی ذات کی حقیقت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

ان تجلیوں اور مشاہدات اور واردات (اگرچہ یہ سب لطیف ہوں) کے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرے اور مرشد کی تلقین سے مراقبۂ نایافت و وراء الورا میں منہمک ہو جائے ۔

مراقبۂ نایافت | کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفۂ سری کو مذکورہ بالا واردات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیفیت سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے ۔ شعر

اے برادر بے نہایت درگہیست ✿ ہر چہ بروے میرسی بروے مایست[1]

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینۂ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو نسبت نایافت اور وراء الورا اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتی ہے اور یہ ولایت لطیفۂ سری سے متعلق ہے ۔ واللہ اعلم ۔ شعر

ہر کرا[2] از فضل حق باشد مدد ✿ ایں ہمہ نعمائے حق او را رسد

جب مرید لطیفۂ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر لیتا ہے تو دائرۂ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر امداد الٰہی اور امداد معنوی اس کی دستگیر ہے تو تمام عنصری اور نوری مرتبے طے کر جائے گا اور نایافت اور وراء الورا کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبۂ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیاء علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنایا جائے مختصر یہ ہے کہ ولایت خاص اگرچہ ولایت سے [illegible] لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ شرک کی گنجائش ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے لیکن اپنے مراتب اور صفات و کمال کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور غیر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی بیان کرتا ہے مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیاء

[1] اے بھائی اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں ہے جس مرتبہ کو تم سمجھتے ہو کہ یہاں مطلوب ہے وہاں مطلوب نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے ۱۲ شہید

[2] خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ رتبے نصیب حاصل ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے رجوع ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تنزیہ کے تصور سے بھی پاک ہے (تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا) وحدا اُن سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزومند ہوتا کہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں متوارد ہوں اور جس قدر علو زائد ہوگا اسی قدر دائرۂ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے کمالات ہیں۔ اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے۔

محققین فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ولایت اور ان کی نبوت اگرچہ اصالت کے دائرہ میں ہیں اور دونوں ظلّی کی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ [1] جب اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا۔

اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اذکار و اشغال کے مراتب اجمالاً بیان کئے گئے ہیں۔ اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو حضرت مولانا استاذنا شیخ محمد فاروق تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ خاص حضرت مرشد و ہادیم قطب الاقطاب مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی قدس سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہیے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ "کحل الجواہر" بہت اچھا ہے، اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے "انہار اربعہ" مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چیزیں اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمح نظر سمجھنا چاہیے اور وہ ہوش در دم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عددی وقوف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش در دم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے

[1] یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوقیت اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید

تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل میں اثر کرتی ہے، اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرے یعنی صفات ذمیمہ کو اچھے اخلاق سے بدلے اور یہی تخلقوا باخلاق اللہ [1] کے معنی ہیں۔ اور خلوت در انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو [2] یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زبانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا۔ بازگشت یہ ہے کہ جب کلمہ طیبہ یا زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الٰہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنی چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہ داشت مراقبہ قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے۔ مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور وراء الوراء کو مدنظر رکھے، یادداشت ہر حال میں اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا۔ بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کنایہ ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا وجود دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور (کہ خدا کی طرف پوری توجہ رہے) پوری فنا اور بقائے کامل کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے۔

وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے، خدا کی اطاعت کرتا رہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو استغفار اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر و استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں۔

وقوف عددی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور

[1] خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کرو ۱۲ شہید [2] اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے

شعر: ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل — مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ۱۲ شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

ذکر قلبی میں عدد کی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے۔ وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا خدا سے باخبر اور واقف رہے۔ یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تنبیہ شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے کہ اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا القا مرید پر منظور ہو متوجہ ہو۔ اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے کہ انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی۔ اور لطیفۂ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے۔ اور اسی طرح انوار مراقبات و لطائف کے القا میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے۔ اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توبہ کی توفیق کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے دو نفلیں پڑھے اور درود و استغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الٰہی میں ملتجی ہو کہ مریض اور گنہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے۔ اس کے بعد مریض یا گنہگار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گنہگار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے پھر ایک لمبا سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قالب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گر رہا ہے۔ خدا کی مدد سے مریض شفا پائیگا اور گنہگار توبہ کرے گا۔

زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے خالی کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اپنے مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر

اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے۔ اور خطروں کے پہچاننے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اپنے مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے۔ تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار (جس طرح پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے) حاصل ہو جائے تو پوری ہمت سے اور توجہ سے اپنی روح کو لحمہ بہ لحمہ ملاء اعلیٰ یا ملاء اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدے سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

بلا کے دفع کرنے کا طریقہ مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے ہمت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو، خدا کی مدد سے دور ہو جائیگی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں۔ اور چونکہ منتہی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں اس لئے کہ واقعات کا کشف تاویل چیزوں سے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف بھی واقع ہوتے ہیں اس لئے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر کرنا نہ چاہیے۔

چوتھا باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت کے بیان میں

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا[1] ذکر۔ اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت اور تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکر ان میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف و احادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں بکثرت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں ان کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لا انتہا فضائل اور برکتیں قابل بیان نہیں ہیں لیکن اس واسطے کہ طالب کو کلمہ طیبہ کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہیے کہ ایک تھم

[1] کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس کے رسول ہیں ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

لا الٰہ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا الا اللہ سے جناب الٰہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہمکلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دونوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں اُن کو بھی انسان نہیں بیان کرسکتا۔ اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہوجاتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی نہیں حاصل ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہوجاتا ہے۔ وہ سلوک کا طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تھا بیان کیا جاچکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے اذکار کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اُس کے آداب اور اُس کا استحباب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کرکے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل[1] کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے۔ اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی (جس سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے۔ یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مدنظر رکھے، خلوت (جس میں کوئی شخص مخل نہ ہو) میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کرکے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر ٹھیرے تاکہ

[1] ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آجائے اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے ۱۲ شہید

اطمینان حاصل ہو اور حضوری حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقہ سے حاصل ہوجائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تجوید کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال رکھے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر برابر پڑھ رہی ہیں اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہوجائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرلے۔ جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہوجائے تو خیال کرے کہ ہر ہر رونگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس خیال میں مستغرق ہو۔ جب اس میں ملکہ پیدا ہوجائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے پڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سالک پڑھتا ہے اور خدا سالک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہوجائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر چیزوں کا، بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہوجاوے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہوجائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

سالک کو چاہیے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً ہر نماز میں اُن کی روح اور مغز (جس کی مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الٰہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے) کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت دقت ہے لیکن ہمت اور کوشش کرنا چاہیے۔ شاید خدا آسانی پیدا کردے۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا[1] اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کرو کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب، اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ، اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان، اور حواس ٹھیر ٹھیر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی ہیں جیسا کہ آنکھیں

[1] جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

ایک بھی نہ ہوگا۔ اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی۔ اور نماز کے لئے پوری پاکی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پاکی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[1] تو جب قلب ناپاک ہے تو جسم کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہیئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور جب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا اور وَجَّھْتُ وَجْھِیَ کہتے وقت قلب کا منہ ہمت سے خدا کی طرف کرے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں ڈرا اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور اَلْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ (قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہوگا) کا یقین کرے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہے کہ لا موجود اِلَّا اللّٰہُ کا یقین کرے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت لا فاعل اِلَّا اللّٰہُ کا تصور کرے اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچائے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ سے وہ راستہ جو انبیاء اور اولیاء کا تھا طلب کرے اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے خدا کے غصہ اور اپنی گمراہی سے پناہ مانگے اور کھڑے ہوئے میں شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں اپنی فنا اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

---

[1] خدا تمہاری صورتوں اور کارگزاریوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مکار ہیں جو جامہ و لباس زیب جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب مردہ ہوتا ہے اور ان کے اندرونی افعال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا چونکہ علام الغیوب ہے اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے۔ کوئی وہ نماز جو ریا سے پڑھی جائے اور اس میں خلوص نیت نہ ہو ہرگز قبول نہ کی جائے گی اور صرف ایک ہی کلمہ جو خلوص نیت اور صرف دو ہی رکعتیں جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھی جائیں ضرور قبول کی جائیں گی۔ تمہید

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھو اس کو اپنے اوپر صادق کر لو ورنہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ[1] کے مصداق بن جاؤ گے۔ اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مراقبہ کرو اور اگر اس پر حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ۔ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَ وَجَدَ[2] کے مطابق یہ دولت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو بلکہ ہمیشہ اس کی اعلیٰ صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پاؤ ۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید[3] ۔۔۔ یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبودیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ کر خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور تسبیح (یعنی سبحانک اللّٰھم الخ) اور تحمید (الحمد پڑھنے) کے بعد قراءت شروع کرے اور قراءت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[4] رب العٰلمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے نے بزرگی اور بڑائی کی اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ

---

[1] کیا اس سے زیادہ ظالم کوئی شخص ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا۔ تمہید

[2] جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اس میں کوشش کرتا ہے یقیناً وہ اس کو پا لیتا ہے۔ تمہید

[3] جب تک مقصود نہ حاصل ہو جائے میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا یا تو میں اس کو پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی۔ تمہید

[4] الحمد کا ترجمہ۔ سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے غضب کیا اور جو گمراہ ہیں۔ تمہید

www.nafseislam.com

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ذوالجلال والاکرام اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے آخر سورۃ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمٰتِ اللہ التامات کلھا من شر ما خلق تین بار اور سورۂ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین بار اور رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب البحر ایک بار، اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم بارک لنا فیما رزقتنا اور کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورۂ کہف کے آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمۂ چہارم پڑھے اور پاخانہ جاتے وقت اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث اور نکلکر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر اللھم انی اسألک رضاک کہنے کی عادت ڈالے اور نیز نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر پڑھے۔ اور بھی بہت سے اوراد ہیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین وغیرہ میں دیکھے۔ باقی ہر حالت میں اشتغال قلبی میں مشغول رہے۔ اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۂ الم نشرح اناسی بار، درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المہمات یا دافع البلیات یا حلال المشکلات

---

[1] کوئی پروردگار سوائے خدا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کا ملک و راسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ مرتا ہوگا۔ اس کے قبضہ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [12] شہید [2] یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۂ فاتحہ سورۂ ناس سورۂ فلق سورۂ اخلاص سورۂ کافرون آیۃ الکرسی کلمۂ تمجید درود شریف اور اللھم اغفر لی ولوالدی وللمومنین والمومنات اور اللھم اغفر للاحیاء منھم والاموات اور اللھم یا رب افعل لی وبھم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ انت اھلہ ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اھل انک غفور حلیم جواد کریم ملک بر رؤف رحیم [12] شہید

یا رافع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا ارحم الراحمین پڑھے

ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور مہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجا ولا منجا من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار پڑھ کر دس بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اور اپنی مراد خدا سے مانگے۔

ختم خواجگان قادریہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانے کے لئے پہلے دو نفلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۂ الم نشرح بعدہٗ کلمۂ تمجید ایک سو گیارہ بار اور سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے اور اگر بڑا ختم کرنا ہے تو سورۂ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے

سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا طریقہ

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور خوف و فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہیں اور یہ بہت سخت مرض ہے۔ بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں۔ اگر بُرے خیالات کیوجہ سے اشتغال و نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت جہاں شور و غل کی آواز نہ آسکے وہاں بیٹھے اور معوذتین اور قل ھو اللہ تین تین بار پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع ما کرہ اللہ تین بار پڑھے اور تین دفعہ اعوذ پڑھ کر بائیں شانے کی طرف پھونک کر اور کھڑے ہو کر دوگانہ پڑھے اور جتنے بار ہو سکے اللھم طہر قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ یا اللہ لیکے پھر بائیں طرف یا ودود اور داہنی طرف یا ودود اور دل میں یا ودود کی ضرب لگائے اور ذکر کرے اور اگر پھر طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر پھر تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفی و اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے۔ اور مد و شد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فعال یا ذات ہو یا یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر پھر بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان ہے چند بار ملک کو تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ھو الاول ھو الاٰخر ھو الظاھر ھو الباطن وھو بکل شئ علیم پڑھے۔ یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

تفرقوں کی کیفیت اور ان علاج تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی یہ صورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزومند یا اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستی اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام کا ترک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ باتیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی ہیں اور حواس کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کی مباح چیزوں کی خواہشوں میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت چھوڑ دے جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے۔ اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرأت نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت، ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہوتا ہے۔ اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین و ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ[۱] منہا۔

یا تفرقہ کا باعث وہ وسوسہ ہے جو شیطان ان زمانوں میں پیدا کرتا ہے جس سے دل نا امیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور[۲] لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا جس کی تاریکی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و نا امیدی

۱ اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ وحید ۲ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو ۱۲ وحید

پیدا ہوتی ہے اس کا علاج کسر نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرتا ہے۔ یا اس کا سبب رنج اور بار و دکی پریشانی ہو کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا مختل ہونا ہے کہ سودائی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور تنقیہ کر کے صفائی اور مزاج کو معتدل کرنا ہے۔ یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طاہر رکھے۔ یا اس کا سبب غربا پر ظلم کرنا اور اہل حق کا حق غصب کرنا ہے اس کا علاج اس فعل کا دور کرنا ہے۔ یا تفرقہ کا سبب حرام و مشکوک غذا کا کھا لینا ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی و جن شیطان سے ہوتی ہے یا کسی دیو سے ہوتی ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور جس قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کرنا ہے۔ علاوہ تمام تفرقہ اور تشویش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہیے۔

چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونے کے لیے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کئے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کیے جا سکتے۔

طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضامندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کے واسطے جامع مسجد میں جائے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے۔ نہائے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسویں تاریخ عصر کی نماز سے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے۔ اعوذ، بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تمجید پڑھ کر مرشد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آ جائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ علی رسول اللہ کہے اور داہنا قدم رکھے اس کے بعد اللھم افتح لی ابواب رحمتک کہکر داخل ہو نیت اعتکاف ... بیٹھنے اور دنیا کی طرف لوٹنے کی نیت نہ رکھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ[۱] پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے مقامات حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ کے

۱ کیونکہ حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال اور آفتاب نکلتے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ وحید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔ اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں، ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا، طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، ہمیشہ ذکر کرنا ان تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہیے اور ان میں سے کسی کو غنیمت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، تئیس، پچیس، ستائیس اور انتیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلۃ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے جب آخری تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کر کے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جیسے پہلے کہا جا چکا جب دکھائی دے تو مغرب کی نماز کے بعد دوگانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آسکے۔

خلوت کی شرطیں مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے خلوت کی چھ شرطیں بیان کی ہیں۔ اول ہمیشہ با وضو رہنا اور جس وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت و قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔ دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا۔ اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب[1] و عشاء کے درمیان بھی کھا سکتا ہے تیسرے کھانا کم کر دینا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے۔ غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور قلب کی صفائی اور قوت فکر زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے۔ چوتھے سوائے وظیفے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہیے اور اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور بیکار گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔ پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور اپنا جلیس ہم ذکری کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے۔ اور خلوت کی غرض بھی یہی ہے۔ چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو خطرہ آئے خواہ اچھا ہو یا برا خیال سے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آنا جانا ذکر کرنے سے روکتا اور قلب کو تاریک کرتا اور ذکر کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے۔ ساتویں دل کا شیخ سے ہمیشہ ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس کی مدد حاصل کرے اور اس عقیدہ سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا نے فیض پہنچانے کے لئے میرے اوپر اس کو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا

لہ لیکن اگر ایسا ہو تو مغرب کی نماز کے بعد افطار روزہ کھولنا افضل ہے ۱۲ رشید

دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رک جاتی ہے۔ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

نصیحت اور وصیت آمیز کلمے حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائل سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا چاہیے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی: خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ ٭ دہ چیز بروں کن از درون سینہ ٭ حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت ٭ بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ[1]

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا جس سے مراد اچھی و تجلی اختیار کرنا ہی چاہیے چنانچہ اس دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی: خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم ٭ نُہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم ٭ صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ٭ تفویض و توکل و رضا و تسلیم[2]

فائدہ: سالک کو چاہیے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیزگاری اور خوف خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور با جماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اوراد و نوافل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے گو وہ نفل ہو جب کہیں لطف و مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زیادہ سمجھے اور ہر کام خدا کی رضا مندی کے لئے کرے، کشف و کرامات میں لطف حاصل نہ کرے بلکہ ان سے بیزار ہو اور قبض کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حد کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو مایوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے اور محرم سے بھی تنہائی اور خلوت میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ

لہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو۔ لالچ، آرزو، غضب، جھوٹ، غیبت، کنجوسی، حسد، ریا، کبر، کینہ ۱۲ رشید ۲ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرلو تو اپنے نفس کو نو چیزوں کی تعلیم دو صبر کرنے، شکر کرنے، قناعت کرنے، خدا پر یقین کرنے، اپنے کو اسکے سپرد کر دینے اور خدا پر بھروسہ کرنے، اور اس کی رضا مندی پر راضی رہنے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ رشید

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔ دل ایک آئینہ ہے اسمیں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور عزت کی خواہش کرنا اپنے کو گمراہ کرنا ہے اس سے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ اور مردانہ وار لنگا مرتی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند نہ ہو اس کی صحبت میں نہ شریک ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت ملے اور اچھے برے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور فروتنی کو اپنا طریقہ بنائے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں انکو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مدنظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کاہل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کرسکے اسی طرح ہر کام میں افراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اسی کام میں بھی اور بہتر توکل کرنا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید اور خوف نہ رکھے۔ اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور ادنیٰ نعمت کا شکر ادا کرے اور تنگدستی اور فاقہ اور روپیہ پیسہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا ہے اور اپنے متعلقین سے مہربانی اور نرمی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور مہمان نوازی اپنی عادت کرلے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور فقراء کی خدمت اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور کسی و

لـ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری پر مجھ کو فخر ہے ۱۲ شہید لـ قرآن شریف میں اس کی سخت ممانعت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا غیبت کرنا اور اپنے مردہ بھائی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۲ شہید لـ حدیث میں ہے کہ ہم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اسی طرح مردہ دل حکمت کے نور سے زندہ ہو جاتے ہیں ۱۲ شہید

تنگدستی کو برا نہ سمجھے اور فقیروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک جو خدا کا کھانا ہے کو دوست رکھے اور ہنسے کم اور روئے زیادہ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیر خدا کی فنا کرنیوالی ہے ہمیشہ مدنظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے اور سچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک ہو اور جہالت کی رسموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کرنیوالا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنیوالا اور نیکوکار اور باوقار رہے اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہیے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو اچھا نہ سمجھے انبیاء اولیاء اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے اور فرصت کے وقت اُن کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جاکر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشد ان خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔ نیز جو شخص مجھ سے مرید ہے عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ اس زمانہ میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں لکھے ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہیگا خدا ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند مرتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے آمین۔ اللھم اغفر لنا ولوالدینا ولاساتذتنا ولمشائخنا واحبابنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منھم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

لـ ان بزرگوں کا حساب ۱۲ شہید لـ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانا آخرت اور موت یاد دلاتی ہے ۱۲ شہید لـ ... اور جو مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی رحمت سے ... زیادہ رحم کرنے والا ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ حقیر فقیر ننگ خاندان بزرگان طریقت کا یدنام کرنے والا روسیاہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو
حضور شیخ گنجو قطب دوران پیشوائے عارفاں نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و ہادینا میانجیو نور محمد صاحب
جھنجھانوی قدس سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہوا اور ان کو شیخ المشائخ حاجی
شاہ عبدالرحیم شہید ولایتی سے اور ان کو حضرت عبدالباری امروہی اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی
اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد مکی اور ان کو شاہ محمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی
اور ان کو شیخ ابو سعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانیسری اور ان کو
قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردولوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الاولیا
پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر اور ان کو شیخ
فرید الدین گنجشکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری
اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زندنی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو
خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابو اسحٰق شامی اور ان کو
خواجہ ممشاد علی دینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ مرعشی اور
اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ اجمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ عبدالواحد
ابن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ اجمعین سے ـــ

سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقۂ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد
شیخ درویش ابن محمد قاسم اودھی سے حاصل ہوا اور ان کو سید بڈھن بہرائچی
اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی
اور ان کو سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ اور ان کو خواجہ فرید الدین تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک

سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی کو طریقۂ قادریہ کی اجازت
اور خرقہ اپنے مرشد درویش بن محمد قاسم اودھی سے اور ان کو سید بڈھن
بہرائچی سے اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید علی

سے ان کو شیخ عبید بن ابو القاسم سے ان کو شیخ ابو المکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابو الغیث
ان کو شیخ شمس الدین حداد سے ان کو امام الاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ
ابو سعید مخزومی سے ان کو شیخ ابو الحسن قرشی علی الہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ
سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو شیخ حبیب عجمی سے ان کو امام حسن
بصری سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ـ

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلۂ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی سے ان کو سید
عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قمیص الاعظم
سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحی مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید احمد جندی
سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو سید یحییٰ زاہد سے ان کو سید زین الدین سے
ان کو سید عبدالرزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی

سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میراں اجمل بہرائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ
عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخی سے ان کو خواجہ
علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد بابا سماسی سے ان کو خواجہ
عزیزان علی رامیتنی سے ان کو خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ریوگری سے
ان کو خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف ہمدانی سے ان کو خواجہ ابو علی فارمدی
سے ان کو خواجہ امام ابو القاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابو علی دقاق سے ان کو خواجہ ابو القاسم
نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابو بکر شبلی سے انکو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو
شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن
بصری سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ـ

نیز اس سلسلہ میں حقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میانجیو نور محمد شاہ سے حاصل ہوا اور ان کو حضرت
سید احمد شہید سے ان کو شاہ عبدالعزیز سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیم سے ان کو شاہ
عبداللہ سے سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سے ان کو خواجہ باقی باللہ
سے ان کو خواجہ امکنگی سے ان کو مولانا درویش سے ان کو مولانا زاہد سے ان کو خواجہ عبید اللہ احرار

ہے اور خواجہ ابو علی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابو الحسن خرقانی سے ان کو بایزید بسطامی سے ان کو امام جعفر صادق سے ان کو
قاسم بن محمد بن ابی بکر سے ان کو سلمان فارسی سے ان کو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

نیز۔ فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا و ہادینا میر طلقہ مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہ سے ان کو خواجہ محمد زبیر سے ان کو خواجہ محمد حجت اللہ محمد نقشبند ثانی سے ان کو خواجہ محمد معصوم سے ان کو حضرت مجدد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔

سلسلۂ سہروردیہ قدوسیہ	نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی کو اپنے مرشد سید اجمل بہرائچی سے اجازت حاصل ہوا اور

ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ رکن الدین ابوالفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبد اللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو ممشاد علی دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف کرخی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سلسلۂ کبرویہ قدوسیہ	نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن ابو محمد بن محمود بن ابراہیم

ابن ادہم سے ان کو شیخ عطا بائے فالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال خجندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یاسر سے ان کو ابوالنجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالی سے ان کو ابوبکر نساج سے ان کو ابوالقاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربی سے ان کو ابو علی کاتب ان کو شیخ علی رودباری سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک

تمت بالخیر

علاوہ بریں حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبد الاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے۔ قال فی الانتباہ ... مولانا [illegible] ...

شریعت و طریقت	اس کتاب میں شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، بیعت، اخلاق، حیا، ذکر، اذکار، اشغال، مراقبات، احوال، توجہات، تجلیات، مسائل مع دلائل [illegible]

سالک کے لئے طریق عمل مندرج ہیں جو قرآن مجید احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تصانیف علمائے محققین اور اولیائے کرام کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے [illegible]

ملنے کا پتہ: مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ مفیدہ مسمیٰ بہ

فیصلہ ہفت مسئلہ

از افادات

منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقتدی المحققین فی اوانہ

شیخ العرب والعجم سیدنا و مولانا الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی

مہاجر مکی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی دفتر "الابقاء"

متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

چاند کتاب محل اردو بازار ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

فیصلہ ہفت مسئلہ

مولد شریف، فاتحہ، عرس و سماع، ندائے غیر اللہ

جماعت ثانیہ، امکانِ نظیر، امکانِ کذب

از افادات منبع الفیوض و البرکات امام العارفین فی زمانہ مقدم المحققین فی اوانہ سیدنا مولانا الحافظ الحاج شاہ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی تھانوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ و نشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان سیدنا و مولانا محمد عبدہ و رسولہ۔

اما بعد :- فقیر امداد اللہ الحنفی الچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رساں ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دنیوی اور دینی اور نااتفاقی موجب مضرت دنیوی و دینی ہے اور آجکل بعض مسائل ضروریہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے جس سے طرح طرح کے شر اور فتنے پیدا ہو رہے ہیں اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود تجھ چونکہ عموماً مسلمانوں کی اور خصوصاً اپنے تعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر نہایت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون تالیف کر کے شائع کر دیا جاوے امید قوی ہے کہ یہ نزاع و جدال رفع ہو جاوے گا، ہر چند کہ اس وقت اختلافات اور مختلفین

کثرت سے ہیں مگر فقیر نے ان ہی مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے۔ اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں اولاً وہ متعدد دوسرے امید قبول غالب، پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کا مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علیٰ ہذا القیاس، اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل آرہا مناسب ہے لکھ دیا، حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرما دیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔ واللہ ولی التوفیق

معلم الحجاج مصنفہ مولانا قاری مفتی سعید احمد صاحب مدرس مظاہر العلوم سہارنپور (انڈیا)
یہ کتاب جس کے پاس ہو تو گویا اس کے ساتھ ایک چلتا پھرتا عالم ہے، اب چند سال سے کہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں بالکل تبدیلیاں ہو گئی ہیں، ان سب جگہ پر موجودہ صورت حال پر تمام جگہ ترمیم و تنقیح کر دی گئی ہے، اور ایک خاص بات یہ ہے کہ ۸ ذی الحجہ سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ تک پانچ دن کا پورا پروگرام شائع کر دیا ہے ۴۷
یوں سمجھئے کہ اگر حاجی حضرات پوری کتاب کا مطالعہ نہ کر سکیں اور صرف یہی مقام اگر دیکھ لیں تو ان کے سفر حج کا پورا پروگرام اس مقدمہ میں مل جائے گا۔ قیمت مجلد تین روپے ۳/- علاوہ خرچہ ڈاک۔

بنیان المشید از حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی قدس سرہ، یہ وہ ہستی ہیں کہ آپ نے روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا کہ آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجئے کہ میں اسے بوسہ دیکر عزت حاصل کروں، اسی وقت روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم سے دست مبارک چمکتا ہوا نکلا، اور آپ نے اسے بوسہ دیا، اس کتاب کے ترجمہ سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو بیحد خوشی ہوئی تھی، اس کا مطالعہ سالکین سلوک کیلئے بہت مفید اور نافع ہے، اس طرح یہ مجموعہ سب ہی کے لئے کافی شافی ہوگا، گویا معرفت و حقیقت کا ایک خزانہ ہے، امید ہے کہ برادران اسلام عموماً اور برادران سلسلۂ امدادیہ اشرفیہ تھانوی خصوصاً اس کی قدر فرمائیں گے۔
قیمت صرف تین روپے ۳/- علاوہ خرچہ ڈاک

ملنے کا پتہ
مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

www.nafseislam.com

پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات
و تقییدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ
علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلت
الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے
کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام: من احدث فی امرنا ھذا ما لیس
منہ فھو رد ۔ الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ نہیں سمجھتا مولود شریف
بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت سبب کو مصلحت
سمجھتا ہے تو بدعت نہیں، مثلاً قیام کو بالذات عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ ۴
صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور
مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر
کر لیا ۔ مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر بمصلحت سہولت و دوام یا اور کسی مصلحت
سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ۔ ہر محل میں جدا مصلحت ہے
رسالہ ابوالیدین میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں ۔ مگر تفصیلاً کوئی مطلع نہ ہو تو مصلحت اندیشان
پیشین کا اقتداء ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں،
تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور اگر
ان تخصیصات کو قربت مقصودہ جانتا ہے مثل نماز و روزہ کے تو بیشک اس وقت یہ امور بدعت
ہیں مثلاً یوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا بخور و خوشبو
کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے
جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے، غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود
اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات

جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنے سے وہ اثر
خاص مرتب نہیں ہوتا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو وہ
اثر خاص نہ ہوگا ۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی
موجد ان اعمال کا تجربہ یا کشف و الہام ہے ۔ اسی طرح کوئی عمل مولد کو بہیئت کذائیہ
موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس
معنی کر قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ
نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے اس کا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں
ہو سکتا محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں، مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت
کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بیجا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر ملامت کیوں بلکہ اس
ملامت سے شبہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جس کی نسبت فقہاء نے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب بھی
معصیت ہو جاتا ہے مگر ہر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد وجوب قیام کا ہے درست
نہیں کیونکہ مذمت کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد وجوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت
۵ رسم و عادت خواہ عادت دنیوی ہو یا مبنی کسی سبب دینی پر ہو ۔ کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے
کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا نا درست کسی قوم بدعقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس
فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے اس لئے ملامت کرتا ہے مثلاً
کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لاویں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے
تو اس پر ملامت اس وجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اس وجہ سے
کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید
ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی تقسیم نہ کرے تو ملامت کریں گے مگر صرف اسی
وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً محرم کو کپڑا کسی زمانہ میں مخصوص بعض احزاب کے ساتھ تھا
کوئی نا واقف کسی شخص کو سبز کپڑا پہنا ہوا دیکھ کر اس خیال سے ملامت کرتا ہے کہ یہ شخص بھی اسی قسم کا
ہے اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا ہے بہر حال صرف
ملامت کو دلیل اعتقاد وجوب ٹھہرانا مشکل ہے ۔ اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام
فرض و واجب ہے تو اس سے صرف اس کے حق میں قیام بدعت ہو جائے گا جن لوگوں کا
یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے گا ۔ مثلاً بعض متشددین جہت تفسیری کو

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رحمت سب کے حق میں بدعت ہو جائے گی، اور بعض اہل علم
صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ
جیسا کہ مجالس جہلاء میں واقع ہوتا ہے عموماً سب مولد پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف
کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ
اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاویں گی
ع ـ بہر کیکے تو گلیمے را مسوز ـ رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ
وسلم رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر عقلاً
ونقلاً ممکن ہے بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا
یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے آپ کے علم و روحانیت
کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے
علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں
اور درمیان کے حجابات اٹھا دیں۔ بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت
اعتقاد علم الغیب لازم نہیں آتا جو کہ خاصہ ذات حق ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے
جو مقتضائے ذات کا ہو اور جو بالاعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے، وہ مخلوق
کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے۔ اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکر ہو سکتا ہے۔ البتہ ہر ممکن
کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل مل جاوے
مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل
ایک غلط خیال ہے، غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضروری ہے مگر شرک و کفر کسی طرح
نہیں ہو سکتا پس تحقیق متقدمہ اس مسئلے میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے
کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں
لطف و لذت پاتا ہوں رہا عمل درآمد تو اس مسئلے میں یہ رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ
یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو
جیسا اکثر مسائل اختلافیہ میں ہوا کرتا ہے۔ پس خواص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کی تحقیق ہوا ہو
اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ بغض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے
اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے

سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں
اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازاریوں کے ہذیانات سے کہ منصب اہل علم کے
خلاف ہے پرہیز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ
فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام حامل قیام کی
محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا
برپا ہونا محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک
ہو جاوے اور عوام سے جو غلو اور زیادتیاں کرتے ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور
نہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں
اور جو مانع عمل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخالفت ہی نہ کریں
اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد
نہ کریں، غرض فتنے سے بچیں۔ قصہ مختصر اس کی دلیل کافی ہے اور مجوزین مانعین کے منع
کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا احتیاطاً منع کرتے ہوں گے
کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں جب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں
اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ مجوزین کی تجویز کی تاویل کر لیا کریں
کہ یا تو ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور حسن ظن یا مسلمان
کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں، اور عوام کو چاہئے کہ جس عالم کو متدین و
محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں اور دوسرے فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں
خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق
ہے، غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پرہیز کریں
اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مثلاً تحریر
کیا کریں کہ یہ کام علماء کا ہے۔ عوام کو علماء پر رد کرنا زیبا نہیں اور مسائل میں تفتیش بیجا ہوتا ہے
اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عمل درآمد تحریر کیا گیا ہے کچھ اسی مسئلے ہی کے ساتھ
مخصوص نہیں نہایت مفید اور کار آمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً
جن کا یہاں ذکر ہے اور جو اس کے امثال ہیں مثل دعا بعد نماز یا معانقہ، عیدین یا مصافحہ بعد
وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز ہائے پنجگانہ و تکرار تہلیل بعد نماز پنجگانہ و دست بوسی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

و پابوسی اور ان کے سوا بہت امور ہیں جن میں شور و شر پھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ تتنعم ان شاء اللہ تعالےٰ

مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اس میں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع بین العبادتین ہے ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں، کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے، کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ

حاصل ہو گئی، رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں، رہا عوام کا غلو اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً ان کو غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم رہا شبہ تشبیہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے، مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و لباس کے جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں، یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصۂ تطہیر اہل قبا اس کی کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے، اور ممنوع۔ پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کی، دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور عقلاء کو اس مسئلہ میں ایسا رکھنا چاہیے کہ جس دو فریق کا باہم میل جول رہتا [illegible] ذکر ہے اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گذر چکا۔

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

تیسرا مسئلہ عرس وسماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی بندۂ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر چونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون عروسی ہوگا چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہمیں اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت و تزاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں ان میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کرے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہونچا دیا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اس لئے تجدید حال اور ازدیاد ذوق وشوق کے لئے کچھ سماع بھی ہونے لگا لیں اصل عرس کی اس قدر ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا استنباط کیا ہے رہ گیا شبہ حدیث لا تتخذوا قبری عیدا کا سو اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلا لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آراستگی اور دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرۂ آخرت کے ہے نہ غفلت اور زینت کے لئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکر جائز ہوتا [illegible] پس حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین تاریخ بمصلحت بھی جائز [illegible] رہا یہ شبہ کہ وہاں پکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیت فاستمعوا له وانصتوا کی مخالفت ہوتی ہے تو اولاً تو علماء نے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر استحباب کے لئے ہے، ترک مستحب برا نہ اتنا شور و غل نامناسب ہے ورنہ

لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا، دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کر یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سوم میں قرآن پکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مروج و سجدۂ قبور وغیرہ ہوں اس میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اسماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز کما فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث صحیح کی تاویلیں کی ہیں اور فقط کر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اس کا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا یا جامع ضروری ہے۔ اس وقت اکثر مجالس میں مفقود ہے مگر تاہم خط

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

بہر حال وہ احادیث خبر واحد ہیں اور محتمل تاویل گو تاویل بعید ہے اور غلبۂ حال کا بھی احتمال موجود ہے، ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے، مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں، اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور دوسرا امر فقیر کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی [illegible] مگر دل سے اہل حال کو کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محفل ریا کاری و مدعی ہو وہ برا ہے مگر تعیین اس کی کہ فلاں شخص ریا کار ہے بلا حجت شرعیہ نا درست ہے اس میں بھی غلو و آمد فریقین کا کیا ہونا چاہئے جو اوپر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

www.nafseislam.com

www.nafseislam.com

چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں، کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسر کبھی منادی کو سنانا کبھی اس کو پیام پہنچانا سو مشتاق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اس میں تو کوئی گناہ نہیں۔ مجنوں کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے۔ اشعار

دید مجنوں را یکے صحرا نورد — در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتاں قلم — می نوشتے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں — می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلیٰ میکنم — خاطر خود را تسلی می دہم

ایسی ندا صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے۔ کما لا یخفی علی المتتبع الناظر اور اگر مخاطب کا اسماع و سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر یہ مقصود ہو جیسا پیام پہنچانا مقصود ہو تو پیام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ ندا مشروع ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اس کو سنانا مقصود ہے اور وہ ذریعہ ثابت نہیں۔ ایسی حرکت اس شخص کو یہ اعتراف ہے گا کہ ان کو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا اگر اس پہ کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یا اعتقاد و افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ شائبہ شرک کے ہے گو بے دھڑک اس کو شرک و کفر کہہ دینا جرأت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اس لئے ایسی ندائے لاتعین کی اجازت نہیں ہے البتہ جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعینونی۔ وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں ان کا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا خود سمجھ لے گا، بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کا، لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے، ہاں اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلے میں اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں ان کی نیت بھی اچھی ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر ندا کرنے والا سمجھدار ہو تو اس پر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اس کے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا۔ ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہو اور قرائن قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اس کو مجبور کیجئے کہ بجز فساد وعناد کوئی ثمرہ نہیں، نہ اس کو بالکل مہمل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت اور اخوت اسلامی کے خلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دے کر اس میں جو خرابی ہو اس کی اصلاح کر دے کہ اس میں امید قبول اغلب ہے، حق سبحانہ تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اور رسوم جاہلیت کے شیوع کے وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں ان میں غور کرنے سے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے، مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندا میرا معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ ندا پڑھا گیا اور علمدرآمد بھی رکھنا چاہے جو ادلہ شرعیہ سے ثابت ہیں۔

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کراہت و امام ابو
یوسف سے بعض شرائط کے ساتھ جواز منقول ہے اور ترجیح و تصحیح دونوں جانب موجود
ہے، اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جانبین کو گنجائش عمل ہے اور
بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں یوں تطبیق دی جائے کہ اگر جماعت اولیٰ کاہلی اور سستی سے
فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر
و تنبیہ ہوگا۔ اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین تکرار
کی تعلیل تقلیل جماعت اولیٰ سے بھی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت
رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا لاابالی
ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اس کے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا
پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا جلدی سے چار ٹکریں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے
سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا ۱۴
کرے گا، علیٰ ہذا اس مسئلے میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو
عمل بالدلیل کی وجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا
پڑھ لے، خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے
یہ پانچ مسئلے تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے ہیں وہ مرقوم ہیں۔

چھٹا و ساتواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیلی سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور اس قدر دقیق ہے کہ
مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز
پر قادر ہے۔ دوسرے سبحان اللہ عما یصفون یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص
سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع وغیرہا ان سب سے پاک ہے، رہا یہ تحقیق کرنا کہ کون
چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اس پر قادر کہا جائے اور کون چیز عیب و نقصان ہے کہ اس سے
تبریہ کیا جاوے جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے

ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو
دیکھئے تقدیر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و مجمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
کس قدر بسختی ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی دقت و اشکال یہاں بھی
ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قیل و
قال کرنے کی کیسے اجازت ہوگی، اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے
بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو
زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں، اور اگر اسی کا شوق
ہے تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالیقین سکوت ہی ضروری
ہے۔ تمام ہوا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا **وصیت** اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی
فقیر کی یہ وصیت ہے کہ کتابیات میں اپنے فہم و تحقیق پر وثوق نہ کریں، سورۂ فاتحہ میں اھدنا
الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لا تزغ قلوبنا
پڑھ کر دعا کیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معاد کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ
۱۵ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً
عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود با برکت کو ہندوستان میں غنیمت کبریٰ
و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات
ظاہری و باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض للہیت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت
نہیں، یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ
مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک
نہ کیا کریں۔ اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کریں کہ یہ
حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار

چو نور عشق گشت ہلال قمر ہمہ خو | چو بیگانہ شستہ بہر جا روئے جنگجو
گر ایں مدعی دوست بشناختے | بہ پیکار دشمن نہ پرداختے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

مہر

فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

اشعار

مثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

پیل اندر خانۂ تاریک بود | عرضہ را آوردہ بودندش ہنود
از برائے دیدنش مردم بسے | اندراں ظلمت ہمی شد ہر کسے
دیدنش با چشم چوں ممکن نبود | اندراں تاریکیش گفتی می بسود
آں یکے را کف بخرطوم او فتاد | گفت ہم چوں ناودانستش نہاد
آں یکے را دست بر گوشش رسید | آں بروں چوں بادبیزن شد پدید
آں یکے را کف چو بر پایش بسود | گفت شکل پیل دیدم چوں عمود
آں یکے بر پشت او بنہاد دست | گفت خود ایں پیل چوں تختی بدست
ہمچنیں ہر یک بجزوے چوں رسید | فہم آں میکرد ہر جا می شنید
از نظر گہ گفت شاں بد مختلف | آں یکے دالش لقب داد آں الف
درکف ہر کس اگر شمعے بدے | اختلاف از گفت شاں بیروں شدے

چشم حس ہمچو کف دست و بس
نیست کف را بر ہمہ آں دسترس

مسلمانوں کا عروج و زوال — یعنی تاریخ الخلفاء کا اردو ترجمہ ... اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام کی پوری واقفیت ہو جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی ... تاریخ کا علم اس کتاب سے ہو جاتا ہے ... امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت ... جاہ و حشمت کا منظر عدل و انصاف کا ہیبت ... اسلام کی اولوالعزمی ...
قیمت مجلد ... علاوہ خرچ ڈاک
ملنے کا پتہ :- مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ ۔ کراچی

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ

ارشادِ مرشد

(از تصانیف)

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت، دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی قدس سرہٗ

محمد رحیم البخش غفرلہٗ

مکتبہ ... دفتر رسالہ الارشاد

چاند کتاب محل اردو بازار مارکیٹ ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

یَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ مُسْتَحِقِّہٖ کَمَا یَلِیْقُ بِہٖ کُلِّھَا مَا دَامَتْ مِنْھَا وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ اما بعد فقیر حقیر امداد اللہ عفی عنہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصًا جو اس فقیر سے رابطہ محبت اور ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شاغل اشغال قلبیہ کو یہ ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعض عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشنے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی کہ چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کہ چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشاء اور روز جمعہ کے صلوٰۃ التسبیح[1] اگر فارغ ہو پڑھے اور تین روزے ایام بیض کے اور روزہ پنجشنبے اور دوشنبہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور اول نو روزے ماہ ذی الحجہ کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے ادنیٰ یہ ہے کہ چالیس روز میں ختم کرے اور درمیان سنت اور فرض صبح کے اکتالیس بار سورہ فاتحہ معہ درود سے معمول پر خیال کرکے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم[2] دس بار اور سورہ یٰسین ایک بار اور استغفار سو بار اور سبحان اللہ ۱۳

[1] فائدہ صلوٰۃ التسبیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ پچھلا اور اگلا اور عمدًا اور سہوًا اور ظاہر اور پوشیدہ کے حدیث میں آیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے اور رکوع میں دس بار اور قومہ میں دس بار اور سجدہ میں دس بار [illegible] دوسرے سجدے [illegible] دس بار [illegible] ہر رکعت میں پچھتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور اگر طاقت ہو تو اس نماز کو ہر روز پڑھے ورنہ ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مروی ہے کہ چاروں رکعت میں ان چار سورتوں کو پڑھے یعنی اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۔ وَالْعَصْرِ ۔ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور سورتیں بھی مروی ہیں [illegible] سبحانیہ اور تسبیحات کو پہلی ترتیب [illegible] [2] یعنی [illegible] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ [illegible] ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۱۲ [illegible] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۲

وَبِحَمْدِہٖ ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ سو بار اور ایک سو ایک بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ مع بسم اللہ کے اور سو بار کلمہ طیب اور اکتالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُکَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ بحضور قلب پڑھے ۔ اور درود شریف سو بار اور بعد نماز ظہر کے سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک بار انا فتحنا اور منزل دلائل الخیرات اور سو بار اَللّٰہُ الصَّمَدُ اور تین بار سورہ اذا جاء اور بعد عصر کے سورہ عم یتساءلون اور سو بار آیۃ کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور بعد نماز مغرب سورہ واقعہ اور سو بار کلمہ طیب اور درود شریف سو بار اور اَللّٰھُمَّ طَہِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اکتالیس بار بحضور قلب پڑھے اور بعد نماز عشاء کے سورہ سجدہ یا سورہ ملک اور سو بار کلمہ طیب اور سو بار درود شریف اور ایک سو ایک بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بحضور قلب پڑھے اور صبح اور شام کو سید الاستغفار[1] ایک سو ایک بار اور پانچوں کلمہ اور دونوں آمنت باللہ اور نود و نام جل شانہ کے اور آیۃ الکرسی اور آیات اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے تا آخر سورہ اور اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تین بار اور آیات سورہ حشر[2] ایک بار اور بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تین بار اور رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا تین بار اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ سات بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ سات بار اور دعا حزب البحر کو اگر ہو سکے تو ایک ایک بار اور بعد نماز صبح قبل طلوع آفتاب اور بعد نماز عصر قبل غروب

[1] یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۱۲ [illegible] یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ [illegible] [illegible] سید الاستغفار یعنی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۱۲ [2] اول اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کے پھر یہ آیت پڑھے یعنی ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تسبیحات عشر کو پڑھے اور بعد ہر نماز کے پانچوں وقت آیۃ الکرسی ایک بار اور سُبْحَانَ اللہِ تینتیس بار اور
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس بار اور کلمہ چہارم ایک بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ
مِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ
رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ایک بار اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَمِنَ النَّارِ ایک بار پڑھے اور وقت شروع کھانے کے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ
لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ اور بعد فراغ طعام کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا
وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور آمن الرسول تا آخر تین
بار اور اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اور وقت جاگنے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ
وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور ممکن ہو تو معشرات اسبع بھی پڑھے اور پاخانہ میں
جاتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور نکلتے وقت غُفْرَانَکَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللّٰہِ ۴
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اوراد مطلوب
ہوں تو کتب حدیث مثل حصن حصین وغیرہ سے لے کے عمل میں لاویں بہرحال اذکار و اشغال تعلیمیہ
میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا ہو کر محبت اور معرفت حق کی حاصل ہو۔

بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگان طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں ان میں سے بارہ تسبیح ہیں
جو حضرات چشتیہ کے ہیں: طریق اول کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے توبہ اور استغفار و تکبیر اور انکسار سے کر کے اپنے ہاتھ

لہ یعنی یہ دس چیزیں ہیں سات سات بار پڑھتے ہیں اول سورہ فاتحہ سات بار سورۂ والناس تا سات بار سورۂ فلق تا سات بار سورۂ
اخلاص سات بار سورہ کافرون تا سات بار آیۃ الکرسی سات بار کلمہ تمجید سات بار درود شریف سات بار ۱۲ ۲ یعنی قل ہو اللہ احد
اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ۱۲ سہ قاتلہ معشرات اسبع وہ سات کلمے ہیں کہ ہر ایک کو دس دس
مرتبہ پڑھتے ہیں وہ یہ ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ و بحمدہ دس بار چوتھا
سبحان الملک القدوس دس بار پانچواں لا الٰہ الا اللہ دس بار چھٹا استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ
دس بار ساتواں۔ اللھم انی اعوذ بک من ضیق المقام الدنیا و ضیق یوم القیامۃ دس بار پڑھے ۱۲ منہ

اٹھا کے یہ دعا بحضور قلب اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا ۱۲۔ یا
اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ تین بار یا سات مرتبہ تکرار کرے اور گیارہ بار استغفار اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کے چار
زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جو انگلی اس کے پاس ہے اس رگ کیماس کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم
پکڑے اور کمر کو سیدھی رکھے چہرہ و جسم سے ہیبت اور حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی سے یہ ذکر شروع کرے
بعد اعوذ و بسملہ کے بانفاس تمام تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت پڑھ کے سر کو قلب کی طرف کہ زیر
پستان چپ بقدر دو انگشت کے واقع ہے جھکا کے کلمہ لا کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے کھینچ کر اور
الٰہ کو داہنے مونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ غیر اللہ کو دل ہی سے نکال کر پس پشت
ڈال دیا اور دم کو چھوڑ کر لفظ الا اللہ کی زور اور سختی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الٰہی کو دل
میں داخل کیا۔ اسی طرح اس نفی و اثبات کو تکرار اور بزور ضرب اور واسطے کے ساتھ دو سو بار کہے اور اس ذکر میں
نو بار لا الٰہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ
شہادت کہے لیکن مبتدی کلمہ لا الٰہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ
کرے اس کے بعد لحظہ مراقب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الٰہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔
۵ طریق اثبات مجرد چہار زانو بیٹھے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لیجا کے
لفظ الا اللہ کو زور اور سختی سے دل پر ضرب کرے اس کو چار سو بار یا دم کرے پھر بطور سابق تین
کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لحظہ دو لحظہ مراقب رہے طریق ذکر اسم ذات جہر ذکر
اسم ذات اللہ اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف ہاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ہاء
لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو داہنے مونڈھے پر لا کے لفظ
مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر لگائے اس ذکر اسم ذات دو ضربی کو چھ سو
بار یا دم کرے لیکن دسویں گیارہویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی بھی ملاحظہ معنون
کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد ازاں بطور سابق
تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت کہے تیسرا طریق اسی طرح سر کو جانب داہنے مونڈھے کے لیجا
کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار یا دم ضرب کرے بعدہ تین بار کلمہ طیبہ اور ایک بار کلمہ شہادت
کہے اور درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الٰہی تو ہی مقصود اور

لہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲ منہ ۲ یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ
سہ کلمہ لا الٰہ میں بلاحظہ مفہوم او منتہی لا موجود کا کرے اس واسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ ہے اور اس ذکر میں
گیارہویں مرتبہ لفظ لا الٰہ کے ساتھ یعنی لا موجود الا المقصود کو اول شامل کر لیا ہے باقی ملاحظہ ہیں یا ۱۲ منہ عفی عنہ

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

رضا تیری مطلوب ہے ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر مجھ کو نعمتیں اپنی اور وصول تمام درگاہ مقدس اپنی میں آمین۔

طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گذرنے پائے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لَا اِلٰہَ وقت داخل ہوتے سانس دم کے ساتھ اِلَّا اللّٰہُ کہ دہن بیستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذاکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھُو کے ساتھ سانس کو چھوڑے اس ذکر کے خیال اور دھیان کی ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذاکر اور مستغرق بذکر ہوجائے۔

بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہئے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کرے اوسط مرتبہ ہے اور اگر اس قدر نہ ہوسکے تو چھ ہزار سے کم کرا دنیٰ مرتبہ ہے نہ کرے طریق ذکر نفی و اثبات کہ حضرات نقشبندیہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو بقبلہ با ادب تمام بیٹھے اور آنکھیں بند کرکے لا کو ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکالے اور دراز کرکے داہنے مونڈھے تک لیجائے اِلٰہ کو دماغ سے نکالے اور اِلَّا اللّٰہُ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا اِلٰہ سے نفی معبودیت اور مقصودیت اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا وجود غیر اللہ کا نظر سے اٹھ جاوے اور اِلَّا اللّٰہُ سے اثبات وجود مطلق حق سبحانہ تعالےٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسہ میں ہر روز کیا کرے تا اثر اس کا ظاہر ہو اور راسخ کرکو اسی طرح حبس دم میں بھی کرتے ہیں۔ طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگاکے دل سے جس قدر ہوسکے رات دن تصور کیا کرے تا نتیجہ ہو کہ بے تکلف جاری ہوجائے باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی اثبات کہ حبس دم میں ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے زبان کو تالو سے لگالے اول دم کو ناف سے کھینچ کر دل میں قرار دے پھر اسی طرح کلمہ لا اِلٰہ کو دل سے نکال کے اور داہنے مونڈھے

لہ فائدہ یعنی ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ ذکر ذات اور پاس انفاس ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور دل ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ کہ آدمی بات ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور تجویت اور بیخودی کا ظاہر ہو اور ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ قلب اور تجلی روح حاصل ہو ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ خطرہ ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ کہ ضعف ہو اور حبس دم میں ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ دل آب ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ حرارت قلب کو سرد کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی کہ سبب ایجاد مرض کا یا زیادتی مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

لیجا کے اِلَّا اللّٰہُ کی ضرب دل پر لگائے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر روز بروز بتدریج ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ رفع ہو کر تمام اعضا میں جاری ہو اور محبت اور عشق الٰہی ظہور کرے۔ طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو زانو نمازی کی طرح سر جھکا کے بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کرکے حق سبحانہ تعالےٰ کی حضوری میں حاضر کرے اور اعوذ و بسم اللہ پڑھ کے تین بار اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ یعنی زبان سے تکرار کرکے پھر مراقب ہو کے ان کے معنی کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جانے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر و ناظر میرے پاس ہے اس بیان سے مقصد حضور کرنے والا مستغرق ہو کر شعور غیر حق کا نہ رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔ اگر ایک آن بھی اس سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہوگا مراقبہ دوسرا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ انوار الٰہی کو کہ ہر زمان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجود ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے طریق اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور آنکھیں بند کرکے بزبان خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس حیثیت کو بمقتضائے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الٰہی سے بھرپور ہیں۔ اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اس کا سرخ ہے۔ دوسرا لطیفہ روحی ہے جگہ اس کی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے تیسرا لطیفہ نفسی کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے چوتھا لطیفہ سری ہے کہ جگہ اس کی اندر سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔ پانچواں لطیفہ خفی ہے کہ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلگوں ہے چھٹا لطیفہ اخفیٰ ہے موضع اس کا ام الدماغ ہے۔ نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔

پس طالب کو چاہئے کہ ان چھوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات کی تفصیل تمام مع سلوک کے کامل ضیاء القلوب میں لکھ چکا ہوں دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ و تقدس و تعالےٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو شرائط فضل و کرم اپنے سے ہمت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی ذکر و شغل عبادات طاعات مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں لہ

لہ ابتدائے حال میں تکلیف سے مراقبہ ہوگا رفتہ رفتہ ایسا ہوجائیگا کہ ایک لمحہ بھی اس کو بغیر اس کے نہ رہ سکیگا مگر یہ حال بتدریج حاصل ہوتا ہے تنگ ہو کر ترک ذکر نہ کرے ۱۲ قدس اللہ سرہٗ عہ فائدہ یعنی جنبش لطائف ذاتی ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

نسبت اور معرفت اور حضوری دائمی اس کی کہ جو تعلقات انسانی سے مقصود اور مطلوب ہے حاصل کریں اور
اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔ آمین آمین آمین یا رب العالمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم برحمتک یا ارحم الراحمین۔ محررہ
۲۰ جمادی الاولیٰ

شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میانجیو
نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ است و ایشان را از حضرت حاجی عبد الرحیم از شاہ عبد الباری از شاہ عبد الہادی از شاہ عضد الدین
از شاہ محمد مکی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ الہ آبادی از شیخ ابو سعید از شیخ نظام الدین از شیخ جلال الدین
از شیخ عبد القدوس گنگوہی از محمد عارف از شیخ عارف بن احمد از شیخ عبد الحق ردولوی از شیخ جلال الدین
از شیخ شمس الدین از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ معین الدین از
خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندنی از خواجہ مودود از خواجہ ابو یوسف از خواجہ ابو محمد محترم از
خواجہ ابو احمد ابدال چشتی از خواجہ ابو اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابو ہبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ
مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبد الواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

شجرہ قادریہ

حضرت عبد القدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڈہن
بہرایچی از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن علی
از شیخ عبید بن ابو القاسم از شیخ ابو المکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابو الغیث از شیخ شمس الدین
علی افلح از شیخ شمس الدین صحراوی از امام الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی از شیخ ابو سعید مخزومی از شیخ
ابو الحسن قرشی از شیخ ابو الفرح طرطوسی از شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز از شیخ ابو بکر شبلی از شیخ جنید بغدادی۔
از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن
بصری از حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ از حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں پیدا ہو کر ذکر جاری ہوا اور لذت اور محویت انوار الٰہی دل میں قوت پکڑیں
اور نسبت اور حضوری مذکور حق سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲ منہ عفی عنہ

شجرہ نقشبندیہ

و نیز حضرت سید اجمل بہرایچی را از مرشد خود شاہ عبد الحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ
مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کلال
از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزان علی رامیتنی از خواجہ ابو الخیر فغنوی از خواجہ محمد عارف ریوگری
از خواجہ عبد الخالق غجدوانی از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابو علی فارمدی از خواجہ امام ابو القاسم
قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ ابو بکر شبلی از سید الطائفہ
جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی۔ از خواجہ حبیب عجمی از
امام الاولیاء حسن بصری از امیر المومنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ از سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم۔

شجرہ سہروردیہ

و نیز سید اجمل بہرایچی را اجازت و خرقہ از پیر جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح
از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین
سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی۔
از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد دینوری از ممشاد علو دینوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ
معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر را در سلسلہ نقشبندیہ اجازت
از مرشد سابق از مولانا و مرشدنا نصیر الدین محمد دہلوی است و ایشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی و ایشان را
از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد
الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از مولانا زاہد از عبید اللہ
الیٰ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔
باقی سلاسل بتفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد از آنجا بگیرند۔ فقط۔

تمام شد

www.nafseislam.com

شجرۂ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے ۔۔۔ عرض کرتا شاہ ہوں اول خدا کے واسطے
حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیا کے واسطے ۔۔۔ اور سب اصحاب و آل مصطفےٰ کے واسطے صلی اللہ علیہ وسلم
فضل کر ہم پر الٰہی مجتبےٰ کے واسطے صلی اللہ علیہ وسلم

در بدر پھرتی ہے خلقت التجا کے واسطے ۔۔۔ آسرا تیرا ہے پر مجھ بے نوا کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں کر لو ل ۔۔۔ کیجیو عرض میری ان کی برکت سے قبول
ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلمات و عصیاں سے الٰہی دل مرا ۔۔۔ کر منوّر نور عرفاں سے الٰہی دل مرا
حضرت نور محمد پُر ضیا کے واسطے ۱۰

ایسے مرنے پر کروں دل قرباں یا رب لاکھ عید ۔۔۔ اپنی تیغ عشق سے کر لے اگر مجھ کو شہید
حاجی عبدالرحیم اہل عزا کے واسطے

کر وہ پیدا درد و غم میرے دل افگار میں ۔۔۔ بار پاؤں جس سے لے باری ترے دربار میں
شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے

شرک و عصیاں و ضلالت سے بچا لیجے کریم ۔۔۔ کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط المستقیم
شاہ عبدالہادی پیر ہدیٰ کے واسطے

دین و دنیا کی طلب عزت و سرداری مجھے ۔۔۔ اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے
شاہ عضد الدین عزو سرور سرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمد لیوں میں گن ۔۔۔ ہو محمد ہی محمد ورد میرا رات دن
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے

حُبِّ حق حُبِّ الٰہی حُبِّ مولا حُبِّ رب ۔۔۔ الغرض کر دے مجھے محو محبت سب کا سب
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

گرچہ میں غرق شقاوت ہوں سعادت سے بعید ۔۔۔ پر توقع ہے کرے مجھ سے شقی کو تو سعید
بوسعید اسعد اہل ورا کے واسطے

قال ابتر حال ابتر سب مرے ابتر ہیں کام ۔۔۔ لطف سے اپنے مرے کر ملک دیں کا انتظام
شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

ہے یہی بس دین میرا اور یہی سب ملک و مال ۔۔۔ یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو باجاہ و جلال
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے

حُبِّ دنیا دی سے کر دے پاک مجھ کو اے مجیب ۔۔۔ اپنے باغ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب
عبد قدوس شہ قدس و صفا کے واسطے

کر معطر روح کو بوئی محمد سے مری ۔۔۔ اور منور چشم کر روئے محمد سے مری
اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے

کر عطا راہ شریعت روئے احمد سے مجھے ۔۔۔ اور دکھا نور حقیقت تجربۂ احمد سے مجھے
شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے

کھول دے راہ طریقت قلب پر یا حق مرے ۔۔۔ کر تجلی حقیقت قلب پر یا حق مرے
احمد عبدالحق شہ ملک بقا کے واسطے ۱۱

دین و دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال ۔۔۔ ایک ذرہ درد کا یا حق مرے دل پر تو ڈال
شہ جلال الدین کبیر الاولیا کے واسطے

ہے مکدر ظلمت عصیاں سے میرا شمس دیں ۔۔۔ کر منور نور سے عرفاں کے میرا شمس دیں
شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے

اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر پل ہر نہار ۔۔۔ عشق میں اپنے مجھے بے صبر بیتاب و نزار
شیخ علاؤالدین صابر بارضا کے واسطے

دے حلاوت مجھ کو حق ایک شے ایماں سے ۔۔۔ اور حلاوت بخش گنج شکر عرفاں سے
شہ فریدالدین شکر گنج بقا کے واسطے

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیا اللہ شہید ۔۔۔ خنجر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
خواجہ قطب الدین مقتول ولا کے واسطے

بے ترے ہے نفس و شیطاں درپئے ایمان دیں ۔۔۔ جلد ہو تو کر مرا یا رب مددگار و معیں

شہ معین الدین حبیب کبریا کے واسطے

یاالٰہی بخش ایسا بے خودی کا مجھ کو جام — جس سے جز عشق نبی مجھ کو نہ ہووے اور کام
خواجہ عثمان باشرم وحیا کے واسطے

دور کر مجھ سے غم موت و حیات مستعار — زندہ کر ذکر شریف حق سے اے پروردگار
شہ شریف زندنی با اتقا کے واسطے

آتش شوق اس قدر دل میں مرے بھڑکا دو دو — ہر بن مو سے مرے نکلے تری الفت کا دود
خواجہ مودود چشتی پارسا کے واسطے

رحم کر مجھ پر تو اب چاہ ضلالت سے نکال — بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب لازوال
شاہ بویوسف شہنشاہ و گدا کے واسطے

مست اور بے خود بنا بوئے محمد سے مجھے — محترم کر خواری کوئے محمد سے مجھے
بو محمد محترم شاہ ولا کے واسطے

صد سے احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے — کر بدل کر دے مرے عصیاں کو حسنات سے ۱۲
احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے

حد سے گذرا رنج فرقت اب تو اے پروردگار — کر مری شام خزاں کو وصل سے روز بہار
شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کے واسطے

شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر — اپنے درد و غم سے یارب دل کو میرے شاد کر
خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کے واسطے

بے مجھے تو پاس ہر دم لیک ہیں اندھا ہوں میں — بخش دے نور بصیرت جس سے تو آئے نظر
بو ہبیرہ شاہ بصری بے نوا کے واسطے

عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب مجھے — چشم گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے

نے طلب شاہی کی ہے خواہش گدائی کی مجھے — بخش اپنے در تک طاقت رسائی کی مجھے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے

راہزن ہیں میرے دو قزاق یا گرگ زمان — تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعان
شہ فضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے

کر مرے دل سے تو اے واحد دوئی کا حرف دور — دل میں اور آنکھوں میں بھر دے میرے وحدت کا نور
خواجہ عبد الواحد بن زید رشاد کے واسطے

کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن — تا کہ ہوں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
شیخ حسن بصری امام الاولیاء کے واسطے

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلات میرے رب — کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی شیر خدا کے واسطے

کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے — کر مشرف مجھ کو تو دیدار پر انوار سے
سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

آ پڑا در پر ترے ہیں ہر طرف سے ہو ملول — کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
یاالٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے

ان بزرگوں کے طفیل یارب بحق پیر ما — کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
مجھ ذلیل و خوار مسکین و گدا کے واسطے

۱۳ اس دوئی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے — کر دوئی کو دور کر پُر نور وحدت سے مجھے
تا ہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے

کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے — کر نکال اس ہوش سے بے ہوش مستانہ مجھے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کے واسطے

کشمکش سے نا امیدی کی ہوا ہوں میں تباہ — دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ
یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخ عصیاں سر پہ ہے زیر قدم بحر الم — چار سو ہے فوج غم کر جلد اب بحر کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

گرچہ میں بدکار ہوں نالائق ہوں پر شاہا ترا — پر ترے در کو میں اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے — اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصا لے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب — نے عبادت نے ریاضت خواہش علم و ادب

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

درد دل پر جا ہے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعما و دنیا بے شمار — کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی میں سعی بسیار کی — پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و دل لایا ہوں لے مجھ پر خدا کے واسطے

گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے — پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
کشتگان تیغ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا — کر مری امداد امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

شجرۂ منظومہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم اجل خلفائے حضرت پیر و مرشد دام ظلہ العالی

الٰہی غرق دریائے گناہم ۱۴
ہزاراں بار توبہ ہا شکستم
بآں رحمت کہ وقف عام کردی
رہین ایں چنیں مقسوم ماندم
بحق مقتدی عشق یاراں
ولی خاص صدیق معظم
بحق بادشاہ عالم نور
امام اولیا [illegible]
بعبد بادی شیخ طریقت
امیر دستگیر دستگیراں
بآں خواص دریائے حقیقت
کہ ہم ہادی بود ہم بود مہدی
بحق بوسعید فخر قراں

تو میدانی وجود ہستی گواہم
حجاب مقصد عصیان من شد
جہاں را دعوت اسلام کردی
گدا خود را تر اسلطان چو دیدم
رئیس پیشوائے مقتدایاں
شہ والا گہر امداد اللہ
رئیس راستاں ثانی طیفور
بآں شاہ شہیداں عارف حق بین
چراغ دین احمد شیخ ملت
نہنگ بحر عشق و بحر معنی
محمد مکی قطب طریقت
بحق بجسمہ معراج معانی
جنید وقت خود شبلی دوراں

گناہ بے عدد را بار بستم
گناہم موجب حرمان من شد
نمی دانم چرا محروم ماندم
بدرگاہ تو ای رحمان ودیدم
امام راستبازاں شیخ عالم
کہ بہر عالمے ست امداد اللہ
شہ نور محمد نور مطلق
شہ عبد الرحیم محو شہ دارین
بعبد ہادی بادی پیراں
بحق شاہ عضد الدین ازکی
بشمس چرخ دیں شاہ محمدی
محب اللہ محی الدین ثانی
بسلطان المشائخ صدر عالی

نظام الدین شاہ دین و دنیا
بحق عبد قدوس مقدس
محمد جوہر کان سیادت
بحق احمد عبد الحق کہ افلاک
جلال الدین شہ عالی مقامات
بحق بحر زخار محبت
علی احمد علاء الدین صابر
بشمس الاولیا بدر المشائخ
کرشمہ از جہانی نقش روشنی
معین الدین حسن سنجر کہ بر خاک
سپہ سالار نیکاں خواجہ عثمان
بحق خواجہ مودود چشتی
ابو یوسف چراغ ہفت افلاک
بحق حاکم شہر ولایت
ابو اسحٰق صیقل ساز جانہا
بحق بو ہبیرہ زیب عالم
حذیفہ مرعشی شیر نر مست
بحق زبدۂ نیکو نصیباں
کہ بالا شد ز کرسی بر پرواز
بحق شیر یزداں شاہ مرداں
تجلی گاہ یزداں منبع فیض
بحق آنکہ او جان جہان ست
برائے خویش مطلوبش گرفتی
گزیدی از جہاں تو اورا
ز د عالم برا بکام او نمودی

بحق صدر العلا ابن علاست
کہ کمتر دید چون او چرخ اطلس
بحق سرور اہل معارف
بہ پیش رفعتش پست است افلاک
بشمس الدین خورشید جہانتاب
بحق مشعل نار محبت
بحق شاہ عالی آستانہ
امام الاولیا فخر المشائخ
بحق آنکہ شاہ اولیا شد
نہ دیدہ چرخ چون او مرد چالاک
بحق مست حق شاہ یگانہ
کہ سگ را فیض او سازد زکی
بحق بو محمد محترم شاہ
ابو احمد ذر بحر ولایت
بحق شاہ والا شاہ ممشاد
گل باغ سعادت فخر آدم
بحق بو ابراہیم محب یزداں
فضیل بن عیاض استاد عرفاں
بحق مقتدائے مقتدایاں
در علم لدنی فیض رحماں
علی بن ابی طالب کہ خورشید
فدائے روضہ اش ہفت آسماں است
پسندیدی ز جملہ عالم آں را
نمودی صرف او ہر رنگ و بو را
بآں کو رحمۃ للعالمین است

جلال الدین شمس چرخ رفعت
بحق سرو بستان سعادت
ملاذ اہل عرفاں شیخ عارف
بحق مرکز اہل کمالات
امام و قدوۂ ابدال و اقطاب
بحق نور چشمان اکابر
فرید الدین یکتائے زمانہ
بحق خواجہ قطب الدین بہشتی
در او بود درگاہ اولیا شد
بآں رشک ملائک فخر انساں
شریف زندنی فخر زمانہ
بحق در یکتا جوہر پاک
۱۵ کہ بُد در روز خورشید و شب ماہ
بسالار طبیباں رونما
علو دینوری مولی کامل استاد
بحق آں کہ دل در عشق حق بست
امیر عالم ابراہیم سلطاں
بعبد الواحد بن زید شہباز
حسن بصری امام پیشوایاں
خلیج بحر رحمت شیخ شیخاں
بنور خاک پائے اوست خورشید
بحق آنکہ محبوبش گرفتی
بما بگذاشتی باقی جہاں را
ہمہ نعمت بنام او نمودی
بدرگاہ ہمت شفیع المذنبین است

www.nafseislam.com

ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ مقیدہ

مثنوی تحفۃ العشاق

از تصانیف

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف

طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

چشتی قادری نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی - دفتر الابقاء

چاند کتاب محل اردو مارکیٹ ڈسکہ
0300
9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

بحق سرور عالم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
از و قائم بلند بپایہ و پستی ست
دلم از نقش باطل پاک فرما
بشو از من ہوائے کعبہ و بتکدہ
دلم را محو یاد خویش گردان
کہ تا ز عیب از جانم برآری
گناہم را اگر دیدی بگیر ہم
تو عفو ادی اگر ہستم گنہ گار

بحق پیر تر عالم محبوب ۲ اللہ علیہ
ثنائی او ز مقدور جہان ست
براہ خود مرا چالاک فرما
درونم را بعشق خویشتن سوز
مرا حسب مراد خویش گردان
بخوبی زشت را مبدل نمائی
بعفو فضل خود ای شاہ عالم
بسے بگذشت شاہا نامرادم

بذات پاک تو کاں اصل ہستی ست
کہ کنہش برتر از کون و مکان ست
بکش از اندرونم نسبت غیر
بتیر درد خود جان و دلم دوز
اگر نالائقم قدرت تو داری
سیاہی را بہ بخشی روشنائی
دگر بیچارہ ام ہستی مددگار
بدرگاہت رسیدم سار شادم

بحال تباہم بے چارہ بنگر
بچشم لطف اے حکم تو بر سر

نصائح دستور شریف — بسم اللہ الرحمن الرحیم — منقول است از امیر المومنین یعسوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ من دہ کلمہ از توریت

اختیار کردہ ام و ہر دو ترجمہ ثبت داں تا کل بحکم داں ایں ست۔

کلمہ اول۔ حق جل علا میفرماید اے پسر آدم کہ البتہ مترس از ہیچ شیطان تا ہیچ حاکمی تا دائم کہ سلطانی من باقی ست

کلمہ دوم۔ اے پسر آدم مترس از قوت و رزق تا دائم کہ خزانہ من پر یابی و خزانہ من ہرگز فانی و تہی نشود۔ ۱۴

کلمہ سوم۔ اے پسر آدم ہر گاہ کہ در ہیچ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیابی کہ اجابت کنندہ ہمہ و بیکسی کار انم۔

کلمہ چہارم۔ اے پسر آدم بدرستی کہ من ترا دوست میدارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار۔

کلمہ پنجم۔ اے پسر آدم از مکر من ایمن مباش تا دائم کہ از صراط نگذشتہ باشی۔

کلمہ ششم۔ اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و از نطفہ و علقہ و مضغہ و عاجز نشدم در آفریدن تو بکمال قدرت لیکن

چگونہ عاجز شوم کہ دو گردہ نان بجہت رسانم چرا از غیر من می طلبی۔

کلمہ ہفتم۔ اے پسر آدم آفریدم اشیاء را برائے تو و ترا آفریدم از جہت عبادت خود و تو خود را قابل جیفہ کردی

کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دور میکنی بجہت غیر من۔

کلمہ ہشتم۔ اے پسر آدم ہمہ چیز دیگرے را میخواہی از برائے نفس خود و من ترا میخواہم۔

کلمہ نہم۔ اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من بجہت نفس خود و خشم نمیگیری بر نفس خود از جہت من۔

کلمہ دہم۔ اے پسر آدم مرا بر تو فریضہ است ... کہ تو لذت میگیری در فریضہ من و من

فی الوقت ... روزی تو ...

کلمہ یازدہم۔ اے پسر آدم تو طالب روزیے فردائی و من از تو طلب عمل فردا ... نمی طلبم۔

کلمہ دوازدہم۔ اے پسر آدم اگر راضی شدی بآنچہ کہ من ترا قسمت کردہ ام در راحت افتادی و آسودہ شوی و اگر

حال تو دوست دارد ... شکری و اگر راضی نشوی بآنچہ ترا قسمت کردہ ام مسلط گردانم بر تو دنیا را تا تراد رہ ... گرداند

چوں سگ بدر ہا خوار گردی و تو نیابی مگر آنچہ مقدر کردہ ام ترا۔

ملنے کا پتہ :- مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی ۱

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مثنوی تحفۃ العشاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد ہے خالق کو سزاوار اتنا
ہیں احد میں محو سب بے حد و عد

حمد ہے اس کو جو خود موجود ہے
اور سوا اس کے نہ کوئی بود ہے

حمد اسکو ہو کہ ہے شان و نشان
وحدت اپنی کی ہو کثرت میں عیاں

حمد ہے اسکو کہ با چندیں چون
سب میں ہے اور سب سے بیچون ہے

حمد ہے اسکو کہ دے باغ وجود
ہر روش ہر رنگ کی دی ہے نمود

حمد ہے اسکو کہ با صد زیب و فر
ہر زماں ہر شان میں جلوہ گر

حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار
اول و آخر نہاں و آشکار

ہے وہ بے علت سزاوار ثنا
ذات و صفات ایسی ہیں بے فنا

حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو
سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو

کیونکہ عالم میں ہے تحریر یار
وہ ہے محمود ہے آپ آشکار

دو جہاں ہے آئینہ جسکا عیاں
ذرہ ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں

نقش کی گر حمد کرے نقاش کی
درحقیقت حمد ہے نقاش کی

کر کرے ادعا و تعریف صفات
ہیں حقیقت میں سب وہ اوصاف ذات ۲

ہے معنی و ذوات اک کہ فرق ہے
نور خورشید میں کب فرق ہے

موج و کف کو بحر سے دوری ہے کیا
اصل کو شاخ سے جدائی ہے کیا

یعنی موج اور بحر ہیں شاخ اور اصل
ایک ہیں یکتے ہیں نہیں فصل

حمد خالق کی ہو خالق کی ثنا
کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے بنا

حمد کیا اسکی کرے کوئی بشر
عقل و ادراک کے جلتے ہیں پر

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے
مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے

درحقیقت میں یہی ہے حمد یار
یاد تو اس کی کرے لیل و نہار

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا
اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا

ہے یہی تعظیم حمد کردگار
روبرو اس کے ہو آپ بیقرار

ہے یہی تنزیہ و توصیف غفور
وصف اوصاف خودی کر اپنی دور

ہے یہی تشریف و تکریم حمد یار
حکم پر اسکے کرے جاں کو نثار

ہے یہی تسبیح و تہلیل و سلام
محو کر تو دو سرا کا دل سے کام

قول پیغمبر ہے لا احصی ثنا
کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

جتنی موجودات مخلوقات ہے
سب اسی کی حمد میں دن رات ہے

دیکھتا ہے جسکو تو ہے غرق لب
اس کی ظاہر باطن کرتی ہیں حمد سب

دو سرا میں شور ہے ہنگامہ تمام
عشق کی زنجیر گردن میں ہے دام

عشق کی آگ نے ڈالی کر قرار
[illegible]

ہے خود و بے ہوش ہر ذی روح تمام
کوئی ہے مدہوش کوئی دیوانہ وار

ہے زمین آسمان سب اس کے
عشق میں ہر اک ہے ...

غرض ہو تا عرش موجودات سب
مست ہیں عقل بے ادب عشق سب

دیکھ لے ذرات عالم کو تمام
ہے شراب عشق سے وجود مدام

ہیں ہوئے عشق سے اس کی تمام
سب زمین و آسماں جہاں پیمانہ و جام

کوہ و دشت و بحر ہیں لبریز لبیب
مست شراب شوق سے سب کی ہیں

پیا ہے کیا انس و جن کیا وحش و طیر
عشق نے کی ہے ہر اک کی سیر

جملہ عالم کو ہے عشق کیا وحش
ہیں شراب عشق سے بے ہوش سب

مست انسان ہے شراب خاص سے
عشق میں جیتا ہے جان خلاص سے

انبیا مسرور جام وصل سے
اولیا مخمور بادۂ اصل سے

مست جام عشق سے ہیں عاشقاں
فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں

اہل باطن جام وحدت سے ہیں مست
اہل ظاہر رنگ کثرت سے ہیں مست

مومناں مخمور از جام طہور
کافراں بھی مست ہیں از آب شور

زاہد اس کے جام سے گرم و پر جوش
رند اور اوباش اس کے دردنوش

صومعہ مسجد کنشت و دیر میں
شہر و جنگل جا بجا خیر و شر میں

مومن و ترسا و رند خمار
عاشق ہیں سب یکے پنہاں و آشکار

گر ریٹا ہے ہر اک کا یار اور
پر ہے باطن میں ہی کچھ جوش اور

اسکا جلوہ ہے ہر اپنے طور پر
ایک ہے دوسرا ہے بے خبر

ہے جمال حق ہی مراد آشنا
ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا

ہے ہر اک کو ذکر تسبیحات اور
ڈھونڈھتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور

سارے عالم کا وہی معبود ہے
سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے

ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور
رکھتی ہے ہر جان اسکا ذوق اور

رابطہ اس کو ہے سب کی جان سے
یا تو ہر اک ہے اسکے خوان سے

ایک ہے اک گھونٹ سے گم کردہ ہوش
کر گیا ہے دوسرا دریا کو نوش

ایک جرعہ سے ہوا بیہوش ایک
گر گیا دریا پئے کو نوش ایک

الغرض ہر اک باندازہ خمار
بیخودی و مستی ہے جدا ہے یار

غرق ہیں دریا میں وہ جو آب
مست ہیں مستی میں وہ رنگیں شراب

غرق ہیں پانی میں پیاسے ہیں آہ
بیخود و مست ہیں اور بادہ خواہ

ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب
در بدر پھرتے ہیں اور گھر میں حبیب

ہر کوئی ہر اک سے ہے فیضیاب
کوئی آباد ہے اور کوئی خراب

مظہر ہادی سے آگاہ سب
مظہر اسم مضل گمراہ سب

گرچہ اک دریا میں ہیں موجیں ضرور
لیک رنگا رنگ ہے ان کا ظہور

ہیں اسی خورشید کے سائے تمام
ہر حجر ہر شجر ہر دیوار و بام

عارضی ہیں چند مدت کو ہر ایک
ہوں گے آخر اصل میں پنہاں ... ۳

چھوڑ سایہ نور کی ہو جا ذات
تاکہ ہو سر یقین تجھ پر عیاں

کر نظر دریا میں موجوں کو گذار
تاکہ ہو معلوم تجھ کو سر یار

جبکہ سکے نہ دریا میں قدم
مار اس مسئلہ میں تو ہرگز دم

یعنی مستی بجمال الٰہی قال کر
حال پیدا کر تو کشادہ بال کر

دیکھ تو فرق مراتب پر نظر
تا نہ ہوا زیاں میں تیرے ضرر

بس کر اب اداد تو زیادہ کلام
تا خرابی میں نہ پڑ جائے عوام

ہوش کر تک ہوش کر بیہوش نہ
اپنی ہستی کو ذرا خاموش ہو

ہٹ ادھر سے اور اٹھا کر پا تو
کر طلب اس سے اس کی ذات کو

عرض کر اس سے کرلے عاشقاں
یہ تجھے ہرگز نہیں یاں ہے جان

مناجات بجناب الٰہی تعالیٰ شانہ

اے مرے محبوب دم مرے عالم
ہے تری ہی آرزو دل میں بندھا

اے مرے مطلوب دل میں تیری چاہ
اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں

اے مرے محبوب اے میرے حبیب
ہجر غم دوری میں مرنے کے قریب

ہجر سے تیرے دو صد آفت کھینچتا ہوں
اس کا بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں

چھوڑ دوں تو جان کو راہ وصال
جان لے تجھ پر ہے جان ہجر و ملال

کیونکہ جو جان وصل سے ناقابل نہیں
جان ہے جان بے تیرے جان نہیں

سب ملک پا رہے ہوں تجھ سے جدا
جلوہ گر ہو تجھ کو کر مجھ سے جدا

یا الٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر
تا کہ دیکھوں تجھ کو تجھ ہی اک نظر

دو جہاں کچھ نہیں مجھ کو طلب
تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب

دو جہاں عالم سے نہ مجھ کو کام ہے
پر تو ہی تجھ سے مجھے درکار ہے

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مناجات دیگر

یاالٰہی تو ہے رحمان و رحیم
صاحب جود و کرم فضل عمیم

یاالٰہی تو ہے خلاق جہاں
مالک دارین شاہ انس و جاں

تو ہے سلطان دو عالم سب فقیر
تو ہے زور آور تو ہی اور سب حقیر

گرچہ دو عالم سے تو ہے بے نیاز
لیک بیچاروں کا تو ہی چارہ ساز

دست گیر بیکساں ہے تیری ذات
مستغیث عاجزاں ہے تیری ذات

مونس غم خوارگاں ہے تیری ذات
چارۂ بیچارگاں ہے تیری ذات

ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات
ہے عفو پر گناہاں تیری ذات

ہے مریض لادوا کی تو دوا
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا

آسرا بے آسروں کا ہے تو ہی
بے سہاروں کا سہارا ہے تو ہی

ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا

ہے انیس وحشت فرقت تو ہی
ہے رفیق شدت غربت تو ہی

میرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی
میرا حامی بے بسی میں ہے تو ہی

رنج و غم میں ہے مرا غمخوار تو
تنگی و سختی میں حامی کار تو

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب
دوسرا تجھ بن مرا ہے کوئی کب

الغرض ہر کام کا ہے تو کفیل
ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل

لیک صد حسرت بایں لطف و عطا
میں کروں ہر دم کئے جرم خطا

پر کروں کیا آہ تیرے علم و خبر
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر

ہے یقیں گر عمر بھر عصیاں ہوا
پیش خورشید کرم ہوں محو سب

گر تری بخشش کا نکلے آفتاب
ہو حبِ جرم و خطا رو تو ثواب

ہو طلوع تیرا اگر راہ نجات
ظلمت عصیاں ہو تو رضات

گر ترا دریائے رحمت جوش کھائے
مثل خس دے سب گناہوں کو بہائے

لطف و احسان کیا کروں تیرا رقم
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم

قطرۂ ناپاک سے مجھکو بفضل
کر دیا ہے پاک لطف خوش شکل

گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا
عقل و علم و نور دیں مجھکو دیا ۴

پھر کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا

یعنی دار الکفر سے مجھ کو نکال
لایا بیت اللہ میں لے قیل و قال

گرچہ میں لائق نہ تھا اسکے کبھی
پر تری رحمت نے کی غم خوارگی

تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا
ظاہر و باطن میں سر تا پا

کی نہ میرے جرم عصیاں پر نظر
کر کے اپنے لطف و احساں پر نظر

اپنی رحمت کے پیادے بھیج کر
کھینچ بلوایا مجھے یاں سربسر

کر دیا اپنے مشرف دار سے
رکھیو مت محروم اب دیدار سے

لایا گر گلشن میں خارستان سے
دور مت کیجو اب اس بستان سے

گرچہ میں نالائق دربار ہوں
پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں

ہوں ترا گرچہ برا ہوں یا بھلا
چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا

تھا مرا اس در کے گو قابل نہیں
پر کروں کیا دوسرا بھی تو نہیں

گر پڑا تو نے اے شاہ جہاں
پھر بتا میرا ٹھکانا ہے کہاں

اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں
آستاں تیرا ہو اور میری جبیں

یوں ہی ہو حسن ابد تک اے پروردگار
یہ تیرا کوچہ ہوا اور میرا مزار

کچھ نہ دو عالم میں ہو تو اتنا بس مجھے
جو تری خواہش ہو خواہش ہو مجھے

ہے مجھے شاہی گدائی میں تری
ہے نوا سب بے نوائی میں تری

خواری و رسوائی و ذلت مری
تیرے کوچے کی ہے بس عزت مری

عزت و دولت تمامی سکر و صحو
ہے رضا و نارضا میں تیری محو

تو ہے گر راضی تو ہے عزت مری
تیری ناراضی سے بس ذلت مری

الغرض پھر پھر کے آخر دربدر
اب تو آ رکھا ہے تیرے در پہ سر

مو بمو سر کو مرے کر سرفراز
گر کیا سجدے سے اپنے سرفراز

یوں ہی آنکھوں کو بھی میری سربسر
جلوۂ دیدار سے روشن تو کر

کر مرے کانوں کو اسرار و نکات
سر بسر سر میں ہوائے شوق بھر

چشم کو کر چشمۂ آب زلال
سبز تا ہو گلشن ذوق و حال

پاک ہر شے سے مرا کر کے دماغ
بوئے دلبر سے معطر کر دماغ

محو کر ہستی کو اندر بوئے یار
جس سے پہنچوں تا بباغ روئے یار

گرمیٔ وحدت سے لب کو لب بلب
محو ہوں جس سے خیال غیر سب

دو جہاں سے مجھکو کر کے بے نیاز
دولت دیدار سے اپنے نواز

غفلت و سستی و ظلمت کر کے دور
کر عطا مستی و چالاکی و نور

دور کر کبر و ریا عجب و غرور
بخش عجز و مسکنت اخلاص نور

بخش گنج فقر و درویشی مجھے
سکر و مستی محو بے ہوشی مجھے

دے شراب نیستی کا مجھ کو جام
لوح دل سے محو کر ہستی کا نام

دھو مرے دل سے دوئی کا حرف نام
تا تمیز او تو اٹھ جا تمام

اب دعا کو ختم کر کے یہ دعا
ہوں رجوع اب جانب خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کر وسیلہ اسکو لے امداد تو
وصل سے حق کے ہو تا دل شاد تو

گر تو طالب ہے وصول اللہ کا
چل پکڑ دامن رسول اللہ کا صلی اللہ علیہ وسلم

جو کہ لے امداد اللہ کا وصال
بے وسیلہ اسکے چاہے ہے محال

ختم کر کے یہ مناجات نکو
کر وسیلہ ذات پیغمبر کو تو صلی اللہ علیہ وسلم

نعت شریف پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

حامد و محمود و ممدوح خدا
احمد مرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زینت تاج رسالت ہے وہ ذات
رونق تخت نبوت ہے وہ ذات

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال
محرم خلوت سرائے لایزال

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی
بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

مہرباں مثل پدر سب پر بیاں
روز محشر شافع خرد و کلاں

عزت شاہی و فخر سروری
شان بخشش سند پیغمبری

مہتری کے ملک کا مہتر ہے تو
بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو

ہے امین مخزن افلاک وہ
تاجدار کشور لولاک وہ

روشنی عرش نور لامکاں
شمع بزم عالم کون و مکاں

۵ رونق گلزار محبوبی ہے وہ
عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ

سرسوار عرصۂ چرخ و سما
باز خوش پرواز معراج علا

راحت روح روان کائنات
زندگانی پرور جان حیات

باعث ایجاد عالم ہے وہی
موجب بنیاد آدم ہے وہی

گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو
یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو

ہے وہ سرمایہ وجود کائنات
دو نور عالم سے ہے مقصود کی ذات

ہے وہ بیشک میوۂ نخل وجود
اول و آخر وہی اصل وجود

ہے یہ سب اسکے لیے اے نیکبخت
واسطے پھل ہی کے ہوتے ہیں درخت

گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل
پر ہے ظاہر اسکے سبقت کی دلیل

گرچہ پیچھے انبیا کے ظاہر ہوا
پر حقیقت میں ہے سب کا پیشوا

گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر
کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر

جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا
پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

کیا کمال میوہ میں نقصان ہے
جو وہ اول سابق بستان ہے

میوہ کو سبقت ہوئی جب بار بار
ہے وہ اول وہ ہی آخر سر بسر

بس سمجھ لے اس سے تو اے زہد ور
رمز نحن الآخرون السابقون

ہے وہی شاہ جہاں اسکے طفیل
ہے وہی مقصود کل باقی طفیل

پڑھ درود اس پر ہزاروں اور سلام
آل اور اصحاب پر اس کی مدام

در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

چار یار اسکے ہیں چار دوست خاص حق
ساری امت پر وہ رکھتے ہیں سبق

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ
دوست پیغمبر کے یہ حق کے ولی

چار وہ پیغمبر کے ہیں برحق وزیر
ملک اسلام ان سے ہے رونق پذیر

زیب ایوان شریعت ہیں یہ چار
رونق باغ طریقت ہیں یہ چار

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ہیں یہ ملک معرفت کے شہریار
ہیں حقیقت کے چمن کی یہ بہار
قلعۂ دیں کی ہیں یہ دیوار چار
ملت حق کی ہیں انہار چار
ہیں طریق حق کے چاروں رہنموں
ہیں یہ ایوان خلافت کے ستوں
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چہار
جو ہو باہر ان سے ہے مردود و خوار
بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطہ زن
ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جو کہ وہ سمجھے انہیں احول ہے وہ
دو جہاں میں بے شبہ بیکل ہے وہ
جو کوئی ان سے ہوا اعدا عناد
ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد
جو ہیں اہل بیت اور آل رسول
گلشن دین کے ہیں یہ مقبول پھول

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

ہے ہر ایک ان سب کا بیشک و یقیں
مغز ملت جان ایماں روح دیں
جس قدر ہو ان سے الفت میں کمی
اس قدر ہے دین ملت میں کمی
ایک کا بھی ان سے جو بدخواہ ہو
راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو
جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام
ہے ہر اک نجم ہدایت السلام
اک صحابی سے بھی ہو گر سوء ظن
ہے وہ بے شک لائق گردن زدن
بھیج ان سب پر تو صلوٰۃ و سلام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام

دربیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمّٰی بہ تحفۃ العشاق
و مدح عشق و مذمت عقل جزوی

ہو گیا لے دو مثنویوں اتفاق
باعث تحریر نظم پرمذاق
رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل
مجمع علما و صلحا اہل دل
ایک دن پڑھتا تھا نفحات الانس
جس میں ہے ذکر حق سے سب نفحات الانس
جوش پر تھا بحر علم عارفاں
ہو رہے تھے گوہر معنی عیاں
حاضروں کے دل میں دیدار شان حق
کھل رہا تھا گلشن عرفان حق
اولیا کا حال سن مسرور تھے
ماسوا سے محو غرق نور تھے
رفتہ رفتہ حضرت محقق کا ذکر
آگیا اس عاشق خستہ کا ذکر
سن لیے ان کی شان و شوکت جاہ عشق
ہمت مردانہ اندر راہ عشق
بولا تھا ہر اک بعید ذوق و سرور
ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور
خاص کر قطب زماں شاہ وفا
آفتاب معرفت بحر صفا
کامل اکمل ولی بے بدل
عاشق ذات خدائے لم یزل
صاحب ارشاد و تلقین و سبق
عاشق صادق شہید راہ حق
برگزیدہ دو جہاں مقبول رب
مشرب چشتی و فاروقی نسب
یعنی شیخ حافظ محمد ضامن آپ
مجھ کو فرمانے لگے کر کے خطاب
نظم کر اس قصہ پر درد کو
گرم کر اک بار ہر دل سرد کو
مثنویاں ہیں مجازی عشق میں
پر بہت کم ہیں حقیقی عشق پر
قصۂ تحفہ اگر منظوم ہو
رتبۂ عشاق حق معلوم ہو
ریختہ میں نظم کر اس کو تمام
تاکہ سمجھیں اس کو سارے خاص و عام
جان دے تا ہر کوئی بے قیل و قال
عاشقان حق کا یہ ہوتا ہے حال
دعوی جو کرتے ہیں جھوٹا عشق کا
ہوش میں ہوویں سنکے رتبہ عشق کا
تابش گرمئ عشق حق سے گرم
ہوں کے بس دل سنگ بھی چوں موم نرم
عاشق صادق بھی سن کر جاہ عشق
چاق اور چوبند ہو اندر راہ عشق
جان لیں تا عشق کی سب رسم و راہ
چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ
عاشقاں لیتے ہیں سر ہتھیلی پہ دھر
ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر
عشق ہے جاں اک بلائے جاں گداز
ہے ازل سے دوست کش دشمن نواز
عشق کا سب سے الگ ہے رنگ ڈھنگ
ہے ازل سے عقل سے اور اس سے جنگ

عقل چاہے ہے کہ ہو عیش فراغ
عشق چاہے رنج و غم سینہ پہ داغ
عقل چاہے عزت و جاہ جلال
عشق ذلت خواری و درد و ملال
عقل چاہے مال ملک و سلطنت
عشق عجز و فقر و فاقہ مسکنت
عقل چاہے عیش و عشرت خرمی
عشق درد و کلفت و رنج و غمی
عقل چاہے ہے کہ ہو شیر و شکر
عشق کہتا ہے کہ کھا خون جگر
عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں
عشق لیجاتا ہے کوہسار میں
عقل چاہے ہے قبا و پیرہن
عشق کرواتا ہے سامان کفن
عقل کہتی ہے کہ کر عیش و طرب
عشق کہتا ہے کہ لے رنج و تعب
عقل کہتی ہے کہ چل بازار میں
عشق لیجا جنگل و کہسار میں
عقل چاہے دولت و سرداریاں
عشق چاہے سو بلا و خواریاں
عقل لیجا گلشن و گلزار میں
ڈالتا ہے عشق جلتی نار میں
عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ
عشق کو ان سے ہمیشہ سے ہے جنگ
عقل پیرا در عشق میں ہے لاگ
عشق جب آیا تو بس عقل بھاگ
ہو گئے حضرت عشق کا جس دم ظہور
عقل سر سے جائے اور دل سے سرور
عشق کیا ہے درد و غم کی کھان ہے
غیر دل ہر کا عدو جان ہے
کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں
رنج میں راحت میں کرتا ہے عیاں
نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق
خاک میں جس کو ملا دیتا ہے عشق
تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق
درد میں اسکے دوا ہے سر بسر
مرض میں اس کے شفا ہے سر بسر
مارنا اس کا جلا دیتا ہے جان
توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جان
رنج میں اسکے ہے گنج بیکراں
مرگ اس کی ہے حیات جاوداں
عشق کے برعکس ہیں کاروبار
نار کو اسکے سمجھ تو سو بہار
اس کی ویرانی کو آبادی سمجھ
خار کو گل غم کو تو شادی سمجھ
کلفت و تکلیف کو راحت تو جان
فقر و فاقہ کو سمجھ دولت تو مان
عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
خواری و زاری کو تو حرمت سمجھ
عشق کی تعریف ہو کس سے عیاں
ہے ستم پیرا سکے سو شفقت نہاں
ہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق
اور طبیب بے درد درماں ہے عشق
اول آخر ظاہر پنہاں ہے عشق
دونوں عالم جسم ہیں جاں ہے عشق

رجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو لیجے بدل
اب کہوں حال شہ حافظ پر عمل
ان کے فرمانے کو میں نے بعد ادب
رکھ لیا سر پر سعادت جان کر
گرچہ مجھ کو شعر گوئی میں نہ تھا
دخل کچھ پر حکم کو لایا بجا
توڑنا موقع کا ہو آداب تر
لے کے حکم بادشاہ بحر و بر
لیکے ان کے گوہر ارشاد کو
حقہ دل میں لیا رکھ شاد ہو
وقت فرصت دیکھتا تھا کہ جو
حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو
پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت جہاں
تا لکھوں اس نظم کو با شوق جاں
لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ
ہو گیا کچھ اور ہی عالم کا ڈھنگ
ہو گئے بس حضرت حافظ جی شہید
شام غم ہم کو ہوا روز عید
فرقت جاناں کی میں کھنچکے تفنگ
جان جاناں نذر کی بیدرنگ
خوش نہ آئی ان کو یاں کی رنگ و بو
لیجا بیٹے بس جنت الفردوس کو
ہم بچاروں کو تڑپتا چھوڑ کر
سوئے حق راہی ہوئے منہ موڑ کر
وہ تو وہاں جام شہادت پی رہے
زہر غم کھا نیکے یاں ہم جی رہے
وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
پیتے ہیں حسرت سے ہم خون جگر
ناز و نعمت میں وہ ہیں مشغول وہاں
خاک و خوں میں لوٹتے ہیں ہم یہاں
جام وہ کوثر سے ہو وہ لب
چاٹتے ہیں پیاس سے ہم اپنے لب
آپ تو جا کر کیا جنت میں گھر
کر دیا سرگشتہ ہم کو دربدر
آپ تو راحت کے سامان لے گئے
مایۂ رنج و الم یاں دے گئے

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

آپ تو بیٹے رنج و غم مثل عروس	جا کیا تختِ شہادت پر جلوس	لے لیا عیش و طرب ناز و نعم	رکھدیا سر پر ہمارے کوہ غم
عیش و عشرت میں ہمیں مشغول کیا	ایک لخت ہمکو گئے بس بھول یوں	عیش نے ہمکو دیا بالکل بھلا	حق الفت اور قرابت سب گیا
دعوئ حب و قرابت گر گیا	خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق تھا	بے خبر ہمسے اگر رہنا تھا یوں	ساتھ اپنے لیگئے ہم کو نہ کیوں
گرچہ ہم لائق نہ تھے درگاہ کے	کفش برداری میں رستے شاہ کے	شاہ کو زیبا ہے کب تنہا روی	گو بہت خادم نہ ہوں تھوڑے سہی

دربیان محرمی و ندامت برحال خود و حسرت مفارقت بزرگاں ویاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشاں

آہ و واویلا دریغا حسرتا	ساتھ والے چل دیئے میں رہ گیا	ساتھ کا اپنے ہر اک واصل ہوا	مدعا دل کا اسے حاصل ہوا
پہنچا ہر اک منزل مقصود پر	رہ گیا میں ہی پڑا بس دور تر	صاف تھے جو چل دیئے صاف اور پاک	شل الجھ کے رہ گیا میں زیر خاک
جو کہ نوری تھے گئے افلاک پر	رہ گیا سایہ کے جوں میں خاک پر	بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا	بوم ویرانہ میں ٹکراتا رہا
گھر کیا قمری نے شاخ سرو پر	جھاڑ میں شکی ہی چمگادڑ ادھر	گھر کیا طوطی نے شکرستان میں	زاغ تو جہ گر ہے خارستان میں
ماہی حق نے تو لی دریا کی راہ	موش سوراخ زمیں میں ہے تباہ	شیر حق کا آہوئے عرفاں شکار	سگ ہی بہر استخواں کیچڑ میں خوار
جا ملا دریا سے آب سیر بار	رہ گئے خشکی کے اندر سنگ و خار	نرگس و ریحاں کو جا آہو چرے	اور شتریاں خار و بن چرتا رہے 8
دست شہ پر جا ملا شہباز پر	کھول پر کرگس پڑا مردار پر	مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر	مرغ خاکی لوٹتا ہے خاک پر
پر تھے جنکے سوئے بستاں اڑ گئے	مرغ بے پر لقمۂ گربہ ہوئے	مرد باہمت ہوئے شہ پر نثار	ہمسے دوں ہیں نقش کے یا تھوکیں خوار
حیف ہے صد حیف یاران طریق	ہو گئے دریائے مطلب میں غریق	گوہر مطلوب ہر اک نے لیا	غوطہ خور میں بحر حرماں میں رہا
آہ صد افسوس حسرت آہ آہ	جا کہوں کس سے مصیبت آہ آہ	غم کا اپنے کون ہے غمخوار آہ	حال دل جس سے کروں اظہار آہ
جو کہ تھے غمخوار اپنے چل گئے	زیر پائے رنج ہم کو مل گئے	ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر	خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر
دور ساغر وصل کے چلتے ہیں واں	آتش فرقت میں ہم جلتے ہیں یہاں	آہ واویلا کوئی ہمدم نہیں	جو سنے میری مصیبت کے تئیں
نے مرا ہمدم نہ کوئی غمگسار	غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار	دل کی دل میں رکھے چپ رہتا ہوں	قصۂ تحفہ کو اب کہتا ہوں میں

مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ مغنیہ قدس اللہ سرہا

بعد مدت کے اب آئی المراد	حضرت حافظ کی وصیت مجھکو یاد	حسب ارشاد ان کے میں لیکر قلم	قصۂ تحفہ کا کروں یارو رقم
عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں	گمرہی سے رہ پہ لاتا ہوں تمہیں	راہ اس سے کوئی بہتر نہو	حق سے ملنے کی سمجھ لو راہ جو
گر نہ عاشق ہو تو سن عاشق کا ذکر	دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر	عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر	گرچہ پتھر سے بھی ہو دل سخت تر

عشق کی باتوں میں ہے وہ زور فن	مردہ دل زندہ ہو اندر گور تن	ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ	خشک مغزوں کا ہو تر جس سے دماغ
ہوش سے بیہوش ہو کر ہوش کر	گوش دے گوش ہو کر گوش کر	سب طرف سے پھیر کے کھول کان	جمع کر کے رکھ مری باتوں پہ دھیان
تا مزہ دیویں مری باتیں تجھے	عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تجھے	تجھ کو بھی آجائے شاید بوئے عشق	کھینچ لیجا تجھ کو بھی تا کوئے عشق
دے وہ پہنچا شہر الفت میں تجھے	غرق کر دے بحر وحدت میں تجھے	دیکھنے ہی سے نہیں ہوتا ہے عشق	سننے سے بھی تخم بو دیتا ہے عشق

دربیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

ہیں بہت عاشق کریں دیکھ جمال	سن کے پاتے عشق سے بس گوشمال	بلکہ کامل عشق ہے عشق شنید	ناقص و بے اعتبار ہے عشق دید
کیونکہ ہو عشق خبر دل سے حصول	عشق صادق کا ہے دید سے نزول	دید تابع دل کے ہے نے دل تبع	سوچ اس نکتہ کو کر کے دل جمع
یؤمنون بالغیب ہے مقبول حق	یؤمنون بالعین ہے معزول حق	حسن محبوبان عالم سر بسر	عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر
اصل کو کر ترک سایہ دیکھ کر	عاشق ناقص نے دی جاں عکس پر	دید تھا اسکو نہ دل تھا جو دل	چھوڑ سایہ اصل سے پاتا وصل
گر ہے دلبر گل سے کم کب دل ہے وہ	اصل سے جو عکس پر مائل ہے وہ	اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر	آئینہ دل صاف کر اور کر نظر
سر کی آنکھیں دل کا پردہ ہیں مقر	کھول دل کی آنکھ سر کی بند کر	کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار	سن کے وصف اسکا کریں جی نثار
انبیا اس واسطے آئے یہاں	تا کریں اوصاف حق تم پر عیاں	تا کہ اوصاف حق عاشق سنتے	دل میں ہو اُس کی تمنا کے چنے 9
یعنی ہے وہ ذات بیشک بالیقین	خالق و رزاق رب العالمین	راحم و رحمٰن رحیم و بردبار	رائیگاں بخشندہ نعمت بیشمار
عالم الاسرار و ستار العیوب	غالب و قہار و غفار الذنوب	عاشق و معشوق محبوب جہاں	طالب و مطلوب و مرغوب جہاں
اول اور آخر وہی اور جزو کل	ظاہر اور باطن وہی معبود کل	ہے وہ اول بے بدایت اسکی ذات	ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات
ہے وہ ظاہر باکمال استتار	ہے وہ باطن سخت ظاہر آشکار	ہے ازل سے تا ابد وہ ایک سا	ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما
ہے وہ اک شان اور ہزاروں شان میں	جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں	ہے منور باکمال و باجمال	جلوہ گر ہے ہر دم بہر رنگ و مثال
فرد مطلق لا الہ الا ھو	بیچگوں بے کیف و بے چون چار سو	لا و ہو دونوں نفی اثبات میں	نافی غیر اور مثبت ذات میں
کیوں ہے ان سے گر نہ غافل سدا	لا و ہو کو کر تو ورد دل سدا	تا کہ بخشے لا و ہو قوت ترا	می پرد تا پردۂ عزت ترا
حق سے با حرص و ہوا کب ملے	ترک جب لا کو کرے تب تو ملے	کیوں بنا رہتا ہے تو در آب و گل	ماسوا کو ترک کر اور حق سے مل
حضرت آدم سے تا آخر نبی	وصف حق کرتے چلے آئے سبھی	بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب	اور امام اور اولیا اقطاب سب
وہ صفات و حال خوبی جناب	جس میں آمیختہ ہوئیں صلصال کتاب	سب ہیں تیری عشق باری کے لیے	وصل حق کی چارہ سازی کے لیے
تا کہ تو یہ دیکھ سن کر حال و قال	عشق کی رہ میں کرے حاصل کمال	لیک صد افسوس حسرت بے حساب	ہیں پڑے چاروں طرف تیرے حجاب
نے تو کر سکتا ہے آنکھوں سے نظر	اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر	پھنس گیا دلدل میں غفلت کے تو	چل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مرکب تو پہ عصائے آہ لے | پھر نکل دلدل سے اپنی لے کے
میل سے غفلت کے کر کانوں کو پاک | بعد ازاں سن یہ حکایت دردناک

شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ

گوش دل سے سن سری سقطی سے نقل | جس کے سننے سے سمجھ کچھ آئے عقل
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری | ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری
کہتے ہیں اک شب ہوا یہ اضطراب | نے رہا ورد و وظائف اور نہ خواب
مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر | سب عبادت کا ہوا ویران گھر
قبض ایسی دل پہ ان کے آ گئی | مہر عرفان پر گھٹا سی چھا گئی
نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز | لذت سجدہ نہ کیفیت نماز
فوج بے تابی نے کر کے ازدحام | لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام
نے رہا ورد و وظائف نہ درود | نے تہجد نے تلاوت کی نمود
تھی نہ بیہوشی نہ غفلت یہ حال | لیک تھا وہ صبر و تاب و قرار
گو عبادت سے رہی تب بے نصیب | لیک کیفیت تھی اک دل میں عجیب
ظاہرا چھوٹا اگر ورد و نماز | تھا مگر دل میں عجب سوز و گداز
ہجر کی لذت کو عشاق ان سے ب | وصل کی لذت کم جانیں ہیں کب
عاشقان حق وصال و ہجر میں | ایک سا لذت مزہ دونوں میں لیں
اضطرابی اور بیتابی کا لطف | کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف
لطف بیخوابی کا بیخوابوں سے پوچھ | خط بیتابی کا بیتابوں سے پوچھ
ذوق بیخوابی کا تو چاہے اگر | کوئے بیخوابوں میں کر اک شب گزر
لطف بیتابی کا ہے مطلوب گر | عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر
چاہے گر کیفیت سوز و گداز | خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز
10 کرتا ہے روشن دو چشم طالباں | سرمہ گرد قدوم عاشقاں
اضطرابی بے قراری کا مزا | جانتا ہے جس کے دل میں ہے چھپا
لذت درد و قلق رنج و بلا | وہ ہی جانے جو ہیں ان میں مبتلا
لوٹنے کی خاک پر آرام کو | عاشق بیتاب جانتے ہیں تو تو
جانے کیا بے درد لذت درد کی | درد و رنج و غم غذا ہے مرد کی
درد سے نامرد کی نکلے ہے جاں | مرد کے حق میں حیات جاوداں
زہر مار اوروں کو ہے گرچہ ممات | سانپ کے حق میں ہے پر آب حیات
جو پڑے آتش میں جل کر فنا | ہے سمندر کی وہی عیش و بقا
سوزش خور شاخ تر کو دے ثمر | خشک کو دے آگ مگر خشک تر
خون ہو فرعونیوں کو آب نیل | قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل
نار ہو گلزار ابراہیم پر | لیک ہو نمرود پہ قہر و شرر
زخم گرز و تیغ و تیر آبدار | ہے شہیدوں کیلئے باغ و بہار
درد و غم ہے زندگی عاشقاں | مرتے ہیں اس زندگی سے فاسقاں
کیونکہ ہے درد و بلا مطلوب یار | اس لئے عاشق کریں غم اختیار
جانتے ہیں عاشقاں بے قرار | رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار
خار میں گل گل میں بلبل زر گرد میں | غم میں شادی اور شفا ہے درد میں
رنج میں راحت فقیری میں غنا | مسکنت میں سلطنت ہے بے غنا
ہے گدائی میں شہی بے صبری میں تاب | گریہ میں خندہ ثواب اندر عذاب
رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور | ذلت و خواری میں عزت ہو غرور
نیستی میں ہستی پستی میں علو | زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو
موت میں جینا بقا اندر فنا | عاشق جانباز کو ہے یہ غنا
بیخودی و نیستی غم کی بہار | دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار
خاکساری رنج و علت ناسزا | عاشقوں سے پوچھ ان سب کا مزا
بے گھری و بے زری و بے پری | بیخودی و بیکسی و بے بری
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر | بیقراری انتظاری در بدر
نیستی و پستی و مرگ و فنا | ذلت و رسوائی و رنج و عنا

لذت و کیفیت ان سے کی ذرا | عاشقان باوفا سے پوچھ جا
پوچھ جینے کا مزہ یعقوب سے | کلفت و زحمت کا خط ایوب سے
سر کے کٹنے کا مزہ یحییٰ سے پوچھ | لطف تن چرنے کا ذکریا سے پوچھ
سر کے رکھ دینے کا نیچے تیغ کے | پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے
آہ و زاری کا مزہ آدم سے پوچھ | درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھ
جنگلوں میں ٹھوکریں کھانے کا لطف | اور پہاڑوں بیچ ٹکرانے کا لطف
فرش سے تا عرش پھرنے کا مزہ | پوچھ عیسیٰ موسیٰ اور احمد سے جا
زخم کھا کر خاک و خوں میں لوٹ کر | جان دینا بے خطر با ذوق تر
پوچھ ان سب کے شہیدوں سے ذرا | لذت و کیفیت و ذوق و مزا
ہو کے بیجان جاں فدا کرنے کا لطف | پوچھ جانبازوں سے وہ مرنے کا لطف
پوچھ لے ہر تخم سے بستاں میں جا | خاک میں لٹنے سے کیا تم کو ملا
روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ | شمع سے جا موم کے گلنے کو پوچھ
سیم و زر سے خاک میں ملنے کو پوچھ | کیمیا سے مس کے جا ملنے کو تو
ابر کے رونے کو خور کے سوز کو | باغ و اشجار جہاں سے پوچھ تو
گریۂ ابر اور سوز آفتاب | باغ عالم اس سے ہے با آب و تاب
گرمی دل چشم تر ہوں گے نہ گر | باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر
عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر | گلشن جاناں ترا ہو تازہ تر
عشق کی باتوں لئے مجھ کو ای عزیز | کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز
حضرت سری کو اس حالت میں چھوڑ | عشق مجھ کو لے گیا کس طرف موڑ
عشق نے ان کے کیا مجھ پر اثر | نقل سے ان کی ہوا میں بے خبر
ذکر ان کا جو ہوا ان کو دیکھ کر | جس طرح ہو آہو پیش شیر نر
ہندوئے شب کا جو گزرا صبح جو | ترک خورشید کا ہوا قاتل یزد
الغرض کی رات اس صورت بسر | ہوگئی جب صبح ظاہر سر بسر
اٹھ وضو کر کے بعد سجدہ نیاز | کی ادا جوں توں فجر کی ہی نماز
11 صبح کا جس دم ہوا روشن چراغ | نکلا چل کہیں گھر سے لیتے پر داغ
چل کہیں موقوف تا یہ ملال | گھر سے نکلا یکر کے دل میں خیال
چل کہیں ایسی جگہ تا ہو سے کم | اضطرابی اور بیتابی و غم
آخرش گھر سے نکل پھرنے لگا | در بدر صحرا بصحرا جا بجا
ماہ کی جوں کو بکو گھر بہ گھر | شہر و جنگل میں کیا ہیں نے گذر
گذرا تا بازار میں ہو غم بسر | اور دل مضطر تھا جوں گل زیر بر
گر گیا گلشن میں جس گل کی کلی | تھی زیادہ اور دل کی بے کلی
جو گیا صحرا میں تسکیں کے لئے | اور اٹھے دل سے بگولے آگ کے
سیر دریا کی کر کم ہو اضطراب | جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب
گر تسلی کو گیا اندر بہار | اور غم کا آپڑا سر پہ پہاڑ
اور مزار اہل دل پر بھی گیا | پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا
جس جگہ جاتا تھا مثل آفتاب | تھا ترقی پر جلال و اضطراب
آتش درد فراق بیدلاں | کب بجھے بے آب وصل دلبراں
غنچۂ دل کب کھلے عاشق کا یار | بے ہوائے وصل یار گلعذار
کب ہو کم ظلمت رمیدہ کا اضطراب | جب تلک دیکھے نہ روئے آفتاب
ہووے کب بے گل کے بلبل کو قرار | باغ میں ہوئے اگرچہ سو بہار
ہووے کب قمری کو کرتے غم دوا | گلشن گلزار سے بے سرو ناز
دیدۂ حیراں نہ ہو مجنوں کا کیا | بے نظارہ نرگس بیمار دلربا
جاوے کب عاشق کے دل کا پیچ و تاب | ہو نہ گر زلف صنم کا دستیاب
ہو فغاں بے لیلیٰ کے دل سے دور کب | تا نہ ہو وہ لب سے اپنے لب بلب
لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو | تا نہ وہ ہم بستر جاناں نہ ہو
جو کوئی ہو عشق کا بیمار زار | کب علاج اس کا ہو جز دیدار یار
الغرض تدبیر کی میں سو ہزار | پر نہ آیا دل کو میرے کچھ قرار
مرض مہلک نے جو گھیرا جان کو | دل میں آیا چل مریضستان کو
کیونکہ ہوں میں بھی جو بیمار دل | دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل
دیکھ کر ہمدرد ہم مرضوں کا حال | ہو دل غمگیں مرا شاید بحال

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

نقل ہے کملتا ہے خوب آپس میں دل | جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل | جنس اپنی جنس سے ہو فیضیاب | غیر جنسیت سے ہو اندر عذاب
ہے مراد ہم جنس سے ہم وصف یار | جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار | آدمی ہم جنس ہیں صورت میں ایک | مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک
جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار | فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار | ہو گئے اوصاف جو سب رنگ رنگ | اسلئے ہے رات دن آپس میں جنگ
گر کریں اوصاف کو لب نے صاف | پھر رہے کاہے کو ایسا اختلاف

رجوع بقصہ و کیفیت بیمارخانہ و مقولہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آخرش دل میں یہ ٹھانی سری نے | در پہ جا نکلا مریضستان کے | میں نے داروغہ سے اسکے جا کہا | کھول دربیمارخانہ کا ذرا
تا کہ دیکھوں میں تو ہمدردں کو ٹک | ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹک | دیکھ کر پہلے تو لیس تعظیم کی | باادب اٹھ کر مجھے تسلیم کی
بوداں اسنے دیا جو در کو کھول | کھل گیا گویا در دل بے عدول | دیکھ کر احوال اہل ابتلا | غنچہ دل میرا گو مارے کھلا
دیکھا ہر اک کو کہ ہے زار و نزار | کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار | کوئی کو لیے اور کراہتا ہے کوئی | صبر کو اپنے نباتا ہے کوئی
کوئی روتا ہے کوئی کرتا ہے آہ | کوئی کہتا ہے کہ ہوں یا حق تباہ | کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں | کوئی حیراں کوئی پیچ و تاب میں
ہے کوئی گل کی طرح سوجا مرجا کے | مثل قمری ہے کسی کے سر پہ خاک | ہو رہا بلبل نمط نالاں کوئی | مثل بلبل خاک میں غلطاں کوئی
کوئی رکھتا ہے بصد زاری نزار | زخم دل پر مرہم تصویر یار | کوئی پیکر دار دے تلخ فراق | زندگی سے کرتا ہے کردو اتفاق ۱۲۱
اشک سے دھوتا ہے کوئی ریش دل | کوئی بیتابی سے مارے دل پہ سل | سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی | تابش دل سوز کو آہوں کی روئی
درد سر پر کوئی بیتابی کا لیپ | کرتا ہے پھر تا ہے بے صبری کی کیپ | ہو تپ لرزہ سے کوئی بے قرار | پی رہا ہے شربت زاری نزار
کوئی پیچش سے شکم کی ہو تباہ | گولیاں کھاتا ہو بیتابی کی آہ | ہو کے مرض لا دوا سے بے اماں | جاں بلب کوئی ہے کوئی نیم جاں
زندگی سے نا امید ہو کے بیہوش | کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش | دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب | ہو گیا موقوف میرا اضطراب
| غنچۂ دل کھل گیا دیکھ اکیبار | گلشن بیمارخانے کی بہار |

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق او قدس سرہا

تھا اسی میں جگہ اک سوتی کمر | دیکھتا کیا ہوں کہ اک رشک قمر | تازہ پاکیزہ رو اور صاحب تمیز | بالیاس حور دیتا اک کنیز
چہرہ اس کا ہے گویا شمع حرم | قامت اس کا گلبن باغ ارم | زلف اس کی رام راہ دلکاں | لعل لب اسکا ہے جان تشنگاں
چشم اسکی چشمہ ہر فتنے کا باز | خال اسکا تخم شوق پاکباز | بیٹھتا اسکا وہ با حسن و وقار | چرخ کو دیتا ہے پھر لیے قرار
بیٹھی ہے اک طرف کو چوں شیر مست | دیکھ اسکو ہو گئے ہنگام سیر مست | دیکھ کر کے حسن کی جس کی بہار | نرگس و آئینہ تھے حیران زار
قید میں بھی تھی یہ اس آب و تاب | کوٹھے کے اندر ہو جیسے لعل ناب | تھیں دو آنکھیں اسکی جیسے روشن چراغ | ذوق مستی سے کہ تھی اندر دماغ

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب و تاب | کھاتا تھا تار نظر سو پیچ و تاب | بوئے خوش اس سے مرا تندد ماغ | پہنچی اور دل ہو گیا بس باغ باغ
دیکھ یہ الفت بھری صورت مہیب | ڈرتے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب | دیکھا جو نزدیک جا کر میں لبشوق | مثل قمری ہے گلے میں اس کے طوق
اور بندھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں | شاخ طوبیٰ سی ہو لپٹا سانپ جوں | اور دو مضبوط لوہے کے کڑے | مثل حلقۂ ماہ پاؤں میں پڑے
دست بردل نغمۂ خوش برزباں | عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں | مجھ کو جو دیکھا تو اسنے اسی گھڑی | دی لگا آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
مثل ژالا اشک برسانے لگی | گل کو لالہ دکھلانے لگی | زردی اور دکھ کے پھر کر آہ سرد | چند شعر اسنے پڑھے با سوز و درد
اس کے عشق اور ذوق مستی کا اثر | پڑتا تھا دل پہ مرے جو تاب خور | تابش گرمی دل سے اسکی میں | جا نہ پایا تی جو ہی بے صبر و چین
ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ | بے شبہ ہے عاشق جانانہ یہ | پوچھا داروغہ سے میں اس گھڑی کا | کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا
کیا خطا اس سے خطا نے کی کہو | قید میں ڈالا ہے اس سفلہ کو جو | کیوں کیا زنجیر و طوق اس شاہ کو | ابر میں کیسے چھپایا ماہ کو
کوئی بیماری نہیں ظاہر اسی | ہے بھلی چنگی کہو یہ کیوں بندھی | بولا داروغہ یہ سنکر اے عزیز | تھی یہ اک مولا کی شائستہ کنیز
ہو گیا اس کو جنوں تقدیر سے | اس لئے ہے بند یہ زنجیر سے | اس کے مالک نے کیا بند اسلئے | تاکہ شائد عقل و ہوش آ دے اسے
جملہ نداں چونکہ در زنداں شوند | متقی و زاہد و حق خواں شوند | طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند | تاکہ ہو عالم و دانا ہوشمند
قید آب و گل میں آدم کو کیا | جوہر انساں جب ظاہر ہوا | نطفۂ زنداں رحم میں جب ہو بند | شکل انساں تب ہو خوب و سربلند
بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ | تب وہ موتی ہو وے با خوبی و جاہ | کان میں جب قید ہو وے لعل و سیم ۱۲۰ | پاوے جب قیمت گراں و قدر عظیم
تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں | تاکہ اس سے پھول پھل حاصل کریں | نفس سگ نے تجھ تقویٰ میں کیا قید | آ ہوئے عرفاں کو جب کرتا ہے صید
حرص جو قید قناعت میں ہو بند | ہو فنا قلبی وہی لے ارجمند | طمع کو محو توکل کر شتاب | تا کہے اللہ کا پاوے خطاب
بخل کو اندر سخاوت کے چھپا | تا حبیب اللہ ہو تو برملا | بولنے کو بند چپ رہنے میں کر | ہمکلام حق ہو تو تا اے پسر
بند یاد حق میں کر طول امل | تا رہے اک دم نہ تو بے نیک عمل | حکم میں حق کے چھپا تو عجب کو | ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو
کر تواضع میں تکبر کو تو بند | تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند | کبر و ریا کو محو تو اخلاص میں | تا ہو حق کے بندگان خاص میں
عشق حق میں بند کر تو حب غیر | تا ہو باغ وصل حق کی تجھ کو سیر | کر صفات حق میں گم اپنی صفات | ما سوا سے تاکہ تو پاوے نجات
کر خودی کو تو خدا میں محو ٹیک | تاکہ ہو معلوم نہیں جز ذات ایک | اس لئے درویش فقرا ہوشمند | چلہ عزلت میں ہوئے آپ بند
تاکہ ہو داں کو یا میں قید نکول | گر ہو مطلب ز مقصد حصول | اسکے مالک نے بھی اس سبب | اس کنیز کو بند کیا ہے قید میں
بند کر کے تاکریں اسکا علاج | تا صحت پہ پہنچے تب اسکا مزاج | ہو چکے شاید عقل و ہوش اسکا بجا | تا نقیصہ سے اس کے دھیلے تنہا
جو یہ داروغہ سے لونڈی نے سنا | رو پڑی اک بار اور سر کو دھنا | دردناک اک کھینچ کے دل سے آہ | بولی میں ہوں اے عزیز بے گناہ
اے مسلمانو نہیں مجنوں میں | اپنے دلبر کی ہوں مفتوں میں | محو تکلم موسیٰ کا چہرہ دیکھا ہا سب میں | جس کے دل سے بیخبر موسیٰ رہے
سن کے اس کے ظاہری بیہودہ قال | ہو گئے غصہ نہ دیکھا دل کا حال | یوں ہی مجھکو بھی دیوانی جانکر | کر لیا قید اور نہ لی دل کی خبر

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بابی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ قدس سرہا

گرچہ بھید اپنا نہ کہنے دے ہے عشق | لیک کب خاموش رہنے دے ہے عشق | ہو سکے کب بند عاشق کی زباں | گرچہ بھید اسکا نہ جانیں مرداں
جبکہ سمجھیں انبیا کم راز عشق | کس طرح ہوں عام پھر یہ راز عشق | بے کئے معلوم میرے دل کا بھید | کر دیا مجنوں سمجھ کر مجھ کو قید
ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست | لیک ہوں میں اپنے مستانہ کی مست | رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں | سب سے غافل اس پہ آگاہ ہوں
عشق سے اسکے ہوں میں مست و خراب | مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب | لے گیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش | وہ ہی بڑاتا ہے اب مجھ سے خروش
ہوں کسی دانا کی میں دیوانی آہ | شمع روئے یار کی پروانی آہ | مست ہوں دل مرا شیدا رہے | جان آسودہ مگر تن خوار ہے
ہو گیا البتہ پر مجھ سے گناہ | جان کی خاطر کیا تن کو تباہ | ہے گنہ بس کہ میں کرتی ہوں چاہ | غیر خوبی کیا ہے یوسف کا گناہ
گر گنہ ہے تو یہ مجھ پہ ہے گناہ | اپنے اس محبوب کی کرتی ہوں چاہ | عشق نے اس کے کیا جاں میں گھر | تن بدن کی ہو گئی ہوں بے خبر
شمع رو کا اسکے جب آتا ہے دھیان | اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں | آتا ہے جب زلف دلبر کا خیال | نوچتی ہوں اسلئے میں سر کے بال
جبکہ یاد آتی ہے پیشانی یار | پھوڑتی ہوں سر کو دیوار سے مار | چہرۂ گلگوں کا اسکے کر خیال | میں طمانچوں سے کروں ہوں منہ کو لال
خنجر ابرو کو اسکے یاد کر | کرتی ہوں قربان اپنا سینہ سر | یاد کر وہ خال روئے گلعذار | داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار
چشم میگوں اسکی جب یاد آ گئیں | جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھرا گئیں | نوک مژگاں کا خیال ہوا ہے جب | سینہ چھن چھن کر مرا چھلنی ہو سب ١٧
یاد کر کے خیر دہن کو یاد کر | نون چھڑکوں میں جگر کے زخم پر | یاد آویں جب دندان یار | گوہر اشک اسپہ کرتی ہوں نثار
ہو لب شیریں کا اس کے دھیان جب | تشنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب | یاد کر کے قد و قامت یار کا | کرتی ہوں شور قیامت بپا
یاد کر کے دلبری کی چال ڈھال | خاک میں ہوتی ہوں گویا پائمال | دور ساغر یاد کر کے یار کا | زہر کے گھونٹ بھرتی ہوں
کر لباس و پیرہن کا اس کے دھیان | کرتی ہوں دامان گریباں دھجیاں | یاد آوے جب سراپائے صنم | جلتی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم
یار سے ہم بستری کو یاد کر | لوٹتی ہوں جیسے بسمل خاک پر | کر دندان لب خنداں کو یاد | گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں شاد
جانتی ہے خلق دیوانی مجھے | عقل سے یکلخت بیگانی مجھے | کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے | کوئی کہتا ہے جنوں کا دیو ہے
حال زار من نمی داند کسے | ہستم اندر آتش غم چوں خسے | حال سے میرے نہیں واقف کوئی | ہوں میں اندر آگ کے جیسی روئی
ہے مری ایسی مثال اے عزیز | ناک والا ہو کہیں نکٹوں میں ایک | ان کو سب نکٹو بتا دیں سر بسر | عقل و ہوش سر کا اڑا دیں مختصر
اگرچہ اپنے کلام میں عاقل ہوں میں | خلق کے نزدیک پر جاہل ہوں میں

۱ مراد صفت شہود حق ست ۲ مراد تجلیات نوری کہ سالک از کیفیت آں مطلع میشود ۱۲ ۳ مراد تجلیات کہ از تجریدی خراب میشود ۱۲ ۴ مراد صفت بصیری او تعالیٰ و نظر و عنایت بر طالبان خود ۱۲ ۵ مژگاں مراد اشارت الٰہی بواسطہ وحی یا بواسطہ الہام باشد ۱۲ ۶ دہن مراد صفت متکلمی و اشارت الٰہی ست ۱۲ ۷ مراد صفت معبودیت و سزاوار پرستش ۱۲ ۸ مراد جذبات معشوق عاشق را ۱۲ ۹ مراد جامع جمیع اسما و صفات ۱۲ ۱۰ ہر چیز کہ دراں مشاہدہ انوار غیبی و ادراک معانی می کنند ۱۲

جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم | سنکے ہنس دیتا ہے مجھ کو یک قلم | نے مرا غمخوار نے مونس کوئی | کوئی دیوانی کہے ہے حق کوئی
ہر کسے از ظن خود شد یار من | وز درون من نجست اسرار من | اپنی اپنی بوجھ کے سب یار ہیں | کب یہ میرے واقف اسرار ہیں
جسمیں سمجھیں ہیں یہ میرا فائدہ | ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ | اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد | ہے مرے حق میں وہی انصاف و داد
درد کا میرے نہیں کرتے علاج | کرتے ہیں وہ جس سے اور بگڑے مزاج | بند کرتا کب ہے وحشت کا علاج | وحشیوں کا ہو فقط صحرا علاج
جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار | کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار | ہے علاج ایسا کہیں زیر فلک | جائے مرہم زخم پر چھڑکیں نمک
ہے یہ کس حکمت میں درمان بخار | دیں ٹھنڈائی کی جگہ آتش و نار | تشنگی بجھنے کی کیا یہ بھی ہے راہ | جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ
ہے کوئی آتش بجھانے کا یہ کھیل | ڈالے پانی کی جگہ جلتے پہ تیل | ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی | دوستی کی جا کرے جو دشمنی
چاہتے ہیں درد عشق ہو اس سے دور | اور ہے میری زندگی اسمیں ضرور | دور جاناں کس طرح چھوڑوں بھلا | زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا
مایۂ راحت ہے مجھکو اس کا غم | مونس وحشت ہے مجھ کو اسکا غم | درد کی میری دوا ہے اسکا درد | اور تب ہجراں کی دارو آہ سرد
عشق جاں محروم ہے میری جان کا | زخم غم مرہم ہے میری جان کا | عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جان کی | دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی
پر ہے درد عشق سے جو جام دل | ہے تڑپنا لوٹنا آرام دل | گرچہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار | دھرتی ہوں انکو میں اسکو بار بار
میں نہیں مجنوں ہوں بس ہوں ہوشیار | آتا ہے طعنہ زنوں سے مجھ کو عار | پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں | جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں میں
١٧ ہیں مسخر میری عقل و فہم و عام | اور جنوں میرا ہے اک ادنیٰ غلام | ما تمام در قید زنجیر جنوں | بہ کہ باشیم اہل عقل ذو فنون
شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے | عشق کے دل میں وہ تحفہ چبھے | درد کی سن گفتگو غش کھا گئے | جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے
دل جلا سن گفتہ دل آویز کو | دی اجازت اشک گوہر ریز کو | تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی | دیکھ کر دی انکو تسلی شیخ کی
یوں کہا اے شیخ جاں کھونا ترا | اس کے وصف ہی سے ہے یہ رونا ترا | اسکو پہچانے تو گر اے نیک بخت | یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت
اس گھڑی کیا حال ہو تیرا تباہ | تو ہے یہ عقل و ہوش تیرا بجا | گر یہ بیتی یک نفس حسن وجود | اندر آتش لگتی جاں و وجود
اس کے صفتی کہ جب عالم فنا | عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا | جان و دل ہیں جانبازی عشق میں | کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں
اسکے ادراک کی ہوں میں اک مثال | تاکہ ہو معلوم جانبازی کا حال

حکایت لطیف تمثیل

مثل ہی لڑکا تھا اک درویش کے | تم نہیں تیرا پاک طینت نیک سے
[illegible] تھا وہ | شہرۂ عالم تھا [illegible] تھا وہ | حسن کا اس کے کروں میں کیا بیان | تھا گویا [illegible]
رہتا تھا اک پیر [illegible] | تھا پڑھا وہ [illegible] | میرا لڑکا جو پڑھتا تھا وہاں | [illegible] کرتے زباں
[illegible] | آشنا وہ [illegible] لڑکا | ہو گئی ناگاہ الفت درمیاں | پیر لڑکے کی [illegible] بجاں
[illegible] ایسا ہوا اس پر فقیر | ایک دم رہتا نہ [illegible] امیر | ناگہاں اک دن وہ پیر [illegible] | آ گیا [illegible]
[illegible] آن کر | آخر اس لڑکے کو مفلس جان کر | حکم اٹھا دینے کا اسکے دے دیا | [illegible] کہہ دیا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر
کہنے سے استاد کے ہو چشم تر
تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق
عیش دن کو تھا نہ شب کو تھا نہ ذوق
بھوک نہ یاد ہو تو کھا دل کو کباب
حال کو اسکے کوئی گر پوچھتا
میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر
جا مری جانب سے یوں اس کو کہہ
یوں جواب اس سوختہ جاں نے دیا
جان لے القصہ میرا بے گمان
میر کا لڑکا یہ سنکر ناز سے
گر ترا دل مجھ پہ یوں مائل ہے اب
جا کے نوکر نے پیام جاں گزا
بعد لمحہ بے طلب نوکر میں آ
بعد ایک ساعت کے نوکر میر کا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر رومال
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا
دیکھتے ہی اک لگی سینے پہ چوٹ
دیکھے دل آرام اس کو ہوگیا
سنتے ہی خادم گیا واں جلد تر
رکھ کے سر زانو پہ بیدم ہوگیا
ہوگیا وہ جاں بحق تسلیم آہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب
لے کے سکین برا شاہ دلربا
دل دیا لاکھوں نے یہ ہم نے خریدے داغ 18

صحبت اسکی میرزادے کو مضر
اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر
کھا گیا تھا میرزادے کا فراق
خون دل پیتا تھا اور روتا تھا ذوق
پیاس تھی یاد ہو تو دے آنکھوں سے آب
ہنس کے رو دیتا نہ تھا کچھ بولتا
اس کی بیماری کی پھر تو چلی خبر
کیا ہے بیماری تجھے اے یار کہہ
تیری الفت میں مرا دل پھنس گیا
جسم تڑپے ہے یہاں اور جان وہاں
بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے
بھیجئے میں کون چیز حائل ہے اب
میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا
اور طبق پوشیدہ لیجا تا اٹھا
حسب فرمودہ پسر اندر گیا
اور زمیں پر رکھ پڑا وہ تھال
میر کے لڑکے نے سنکر پھر ذرا
ہوگیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ
جب گیا پہلو سے دشمن سو گیا
اور اس جاں دادہ کی لایا خبر
سانپ کے کاٹے کے جوں پیچ کھا گیا
سن کے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ
چل گیا جب تیر ہٹ سکتا ہے کب
دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا
اک کلی دیکر لیا پہلو کا داغ

الغرض استاد نے مجبور ہو
پھر نہ تھے تھوڑے دنوں آنسو بہو
آتش فرقت میں اس کی روز و شب
کھانے پینے سے دیا اسکو جواب
نے کبھی ہنستا نہ کرتا بول چال
اندر اندر کھا کے رنج یار سخت
جھٹ بلا کر ایک خدمتگار کو
آکے خدمتگار نے بعد از سلام
تیری فرقت میں ہوا بیمار میں
لوٹ کر کہہ میرزادے سے غلام
یعنی تو کہہ کر کہا جا جلد تر
دل ترا رہتا ہے گر مجھ بن اداس
سنکے عاشق نے پیام دلربا
وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور
جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ڈھکا
وہ طباق اس جا سے جلدی سے اٹھا
اس طبق کو دیکھا جو رومال اٹھا
وہ تو دل کو دیکھ کے راحت پا گیا
پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر
یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا
عشق اپنا نام کر کے چل گیا
اپنے کہنے سے پشیماں ہو کے وہ
عاشق صادق تھا اور اہل کمال
اک شعلے میں دیا دل بے خلل
جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال

جا کہا درویش کے فرزند کو
ہے وہ لڑکا سخت بیمار زبوں
جلتا بھنتا تھا بصد رنج و تعب
خواب راحت لے گیا آرام و خواب
غم کے کونے میں پڑا رہتا نڈھال
رفتہ رفتہ ہوگیا بیمار سخت
یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
میر کے لڑکے کا بھیجا یا پیام
اب کوئی دم کا ہوں مہماں یاں میں
آیا اور بیمار کا لایا پیام
کہہ دے اس دلدادہ سے اس طور پر
بھیجتا کیوں نہیں دل میرا ہے
ٹھہر در دالان پہ نوکر سے کہا
جلد رکھنا میرزادے کے حضور
اور زمیں پر ایک طرف لوٹا پڑا
میر کے لڑکے کے جا آگے دھرا
دل تڑپتا پایا اس میں برملا
دل اس کے بھی مگر تڑپا گیا
جا کے اس جانثار کی لا تو خبر
جان کو جاناں پہ قرباں کر گیا
تخمیں تو پائے گل میں مل گیا
ہوگیا بے ہوش بس رو رو کے آہ
دیدیا دلبر کو جو دل بے دغا
کر گیا اس شعر پر گویا عمل
کیوں نہ مٹ جائیں عاشقان خدا

خلق دے مخلوق پر جاں بے عنا
شمع پر پروانہ ہو جل کر فنا
حسن یوسف عکس حسن حق ہے یا
گوئی خو میگردد بر پہلوئے
عشقہائے کز پئے رنگے بود
تھر تھرا کر گر پڑی بیہوش ہو
شیخ نے اسکو پکارا اے کنیز
نام جو لیتی ہے میرا برملا
غم میں اسکے عشق کے کھیلی ہے تو
شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو
کون سے محبوب کی عاشق ہے تو
کون ہے شعلہ رد کی سوختہ
کونسے ہے سرو قد کی پائمال
زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی

عشق خالق میں تو ہو کیونکر فنا
عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا
حسن حق پر کیوں عاشق نثار
غلط غلطاں و رحم چوگان عشق
عشق نبود عاقبت ننگے بود
آہ بھر کر رہ گئی خاموش ہو
بولی لبیک اے سر با تمیز
مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو بتا
آپ کو کھو کر کے پایا اس کو دید
پر بتا ہے کون تیرا ماہرو
کون سے مطلوب کی خائف ہے تو
ہے تو کس تیر نگہ کی دوختہ
عشق میں کس ماہ کی تو ہے نڈھال
گیند کی جوں ہے غلطاں ہر گھڑی
کونسے گل کی ہے تو بلبل بتا

عشق مولیٰ کچھ نہیں لیلیٰ سے کم
حسن یوسف پر زنان مصر مست
عاشقان صورت و ہم و خیال
عشق حق میں جو دے اک جان کو
حضرت تحفہ نعیم پر سینہ چاک
بعد ساعت کے جو آیا اس کو ہوش
یوں کہا پھر شیخ نے با صد ادب
بولی جب سے دور ہے کوچہ تا میں
کھل گئے سب دل میں اسرار جہاں
کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ
کونسے دلدار پر مائل ہے تو
ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب
پیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو
کونسے شمشاد کی قمری ہے تو
کون ہے محبوب تیرا گل بتا

کیونکہ ہوں مجنوں میرا سر کے قلم
ہو کے کاٹیں جا زلیخا اپنے دست
کب ہوں مثل عاشقان ذو الجلال
پائے بدلہ اس سے کے کرسات سو
کہہ چکی جب سے حکایت دردناک
پھر وہی نعرہ تھا اور بیہوش و خراب
کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب
اس سے اس کو خبر پہنچا نا ہی میں
ہے نہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں
کون ہے بت تیری یاری ہے راہ
کس کی تیغ ابرو کی گھائل ہے تو
ہے تو کس چشم وقت میں غرقاب
ہے نشہ میں سچ بتا کس مئے کے تو
19 کون سرو آزاد کی قیدی ہے تو

بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است

عرض کی تحفہ نے اے قطب زماں
عشق سے پر جان جس نے دی مجھے
نالی کو نہیں پر عاشق ہوں نہیں
دل دہندہ ہی کی دلبرہ ہوں نہیں
ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز
اپنے اوپر آپ سرو گل ہوں میں
جس کی وحدت کی ہو کثرت جلوہ گاہ
ہے وہی معبود برحق میرا دوست

ہے مرا محبوب خلاق جہاں
یاد میں اپنے بہر مولیٰ مجھے
مالک ارض و سما کی شائق ہوں نہیں
اپنے اس جاں بخش کی مردہ ہوں نہیں
اپنے عزت بخش کی ہوں خاک بیز
گاہ قمری اور گہے بلبل ہوں نہیں
جس کی یکتائی کا شہد اللہ گواہ
ہے وہی موجود مطلق میرا دوست

یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور
مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا
دل دیا جس نے دیا دل اسکو میں
اپنی ہستی بخش پر ہوں میں فنا
اپنے ہوں افروختہ پر سوختہ
ہے مرا محبوب دو عالم کا رب
ذات برحق بادشاہ بے بدل
ہے مرا محبوب سر کن مکاں

حرف وہ سے دو نوع عالم کا ظہور
نور عرفاں سے مرا دل بھر دیا
آپ کو چھوڑا گئی دل اسکے میں
میری ہستی میں ہے وہ جلوہ نما
اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ
جس کی پاکی بولتی ہے خلق سب
فرد مطلق لایزال و لم یزل
راز عالم جان جاناں روح جہاں

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

میرا محبوب مطلوب و حبیب / جو ہے مجھ سے بھی بہت نزدیک قریب
ہے مرا معشوق وہ بے شبہ و شک / عشق میں جس کے ہے سرگرداں فلک
جس کی یکتائی کرے حیرت زمیں / ہے پری بدمست و بیجان و حزیں
ہے نشہ میں جس کی عبدیت کے چور / آدم و جن و ملک حور و قصور
جس کے جام عشق سے ہیں رند مست / فرش سے تا عرش ہیں موجود مست
ہے وہی دلبر مرا وہ ہی حبیب / اور سوا اس کے نہیں کوئی حبیب
ہیں جو محبوبان عالم پر یہ نور / ہے اسی کے پرتو کا یہ ظہور
حسن محبوبان عالم سربسر / عکس حسن حق ہی جو ہے ننگ تر
مس زر اندود وہ ہے یہ خوبی خلق / عکس محبوبی ہے محبوبی خلق
اڑ گیا جب نہ رہی وہ ظاہری / اس کے عاشق پر جب آتی ہے ہنسی
سایہ اپنے اصل کو جب چل گیا / خاک میں عشق مجازی مل گیا
ہو مگر عاشق مجازی کو جو عقل / تھا سما اس سایہ کے ذکر تا ہی نقل
سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا / عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا
جب حقیقت دیکھ لی اندر مجاز / تب حقیقی عشق میں کر ترک ناز
یعنی جب معشوق اس کا مر گیا / بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا
ہو گئی باہر بدن سے روح جب / ہو گیا عشق مجازی سرد سب
چشم و گوش و چہرہ رب معبود ہے / عشق تھا جس سے کہو وہ کیا تھی
پرتو حسن حقیقی کا وہ تھا / جس پہ یہ عاشق ہوا تھا مبتلا
پرتو وہ جب اصل کو اپنے گیا / رہ گیا عاشق بچارا دیکھتا
کھل گئی جب آنکھ تب فریاد کی / عشق ناقص میں عمر برباد کی
اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق / چھوڑ دریا کو ہوا قطرے میں غرق
دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر / غش کیا اور کی نہ سوچ پر نظر
آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب / اصل صورت میں کہاں تھا بے نصیب
جب خیال ماسوا باطل ہوا / عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا
عشق بر مردہ نباشد پائدار / عشق را بر حی و بر قیوم دار ٢٠
عشق زندہ در رواں در رہبر / بلکہ ہر دم در غنچہ تازہ تر
عشق مرد بے بتہ ہے پائدار / زندہ اور قائم کا کر عشق اختیار
عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر / دل میں اور آنکھوں میں ہمدرد نگر
ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے / شکل ہستی ہی و لے نابود ہے
بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر / ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر
غیر ہی کب ہے وہ ہی موجود یار / اول و آخر نہاں و آشکار
ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک / دو نظر آتے ہیں احول کو ولیک
احول کو دو دیکھ کر نظر / ہے وہی خورشید ہر جا جلوہ گر
ہیں اسی دریا کی سب موج و حباب / گرچہ رنگا رنگ ہے الکتاب
شمع گر لاکھوں تجھے آویں نظر / ایک ہی جب دیکھ ہر جا وہ نظر
ہے ہزاروں آئینوں میں نور یک / عقل اس کثرت سے حیراں ہے ولیک
آئینوں کو دیکھ کے رنگ سے تنگ / عشق حیدری ان تکثر سے ہو دنگ
پوچھے آئینوں کی کثرت سے تو گر / حق کے اسما و صفات ہیں جلوہ گر
دس عدد ہوں یا ہزاروں یا کہ سو / ہر اک ان کا ایک سے خالی نہ ہو
وہ نہیں جس میں نہیں جسمیں ہے وہ / وہ کبھی ہی نا چیز ہے اعداد
یہ نہیں وہ [illegible] / ہے وہ ہی اور [illegible]
وہ نہ کہہ اور وہ نہ [illegible] / جان [illegible] آپ کو محو و فنا
اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں میں / ہے یہی بہتر کہ چپ بیٹھا رہوں میں
ہے کہاں حق اب پرواز ہم / [illegible] سخن میں [illegible]
قطرہ میں دریا سمائے کس طرح / ذرہ میں خورشید آئے کس طرح
باد اندر شیشہ آسکتی ہے کب / آگ پتے میں سما سکتی ہے کب

رجوع بالقصہ

کوہ کو کیونکر اٹھا دے برگ کاہ / نور میں ظلمت کو ہو کس طرح راہ
فیض سری یہ سخن تحفہ کے سن / رہ گئے حیران و ششدر بے سخن
سن کے اس سے یہ بدل میٹھے کلام / قند و شکر سے ہیں شیریں کلام
کر کے اس سے گوہر معنی بگوش / شربت توحید کو بس کر کے نوش
یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا / روئی اور رکھ کے تحفہ دل بریوں کہا
جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ / بند مجھ آزاد کو بس کر دیا
بعد ازاں اک آہ بھر کر گر پڑی / شیخ نے جانا گئی مر اس گھڑی
ہوش جب آیا تو پھر اس پرنم نے / چند شعر اپنے مناسب حال کے
دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ / اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ
صاحب یار خانہ سے کہا / بہر حق کر اس دلیہ کو رہا
اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ / آہ ہوئے صحرائے و قید کو توڑ
قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو / تا تری بر لادے حق امید کو
کر تو آزاد وہ عالم کو آزاد / دو جہاں میں تا کرے حق تجھ کو شاد
سن کے اس نے طوق اور زنجیر توڑ / انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ
پھر کہا یوں شیخ نے اے خستہ جاں / اب چلی جا تیرا دل چاہے جہاں
عرض کی تحفہ نے اے والا گہر / میرے جانیکا ٹھکانا ہے کدھر
قید میں ظاہر کی میں کیا قید ہوں / قید باطن کی وہ لے پابند ہوں
شیر معنی ہوں میں آزاد ہوں کون / بند کر سکتا ہے یہاں اب بند کون
طوق و زنجیر اور یہ زنداں ہیں سراب / اک اشارہ میں فنا ہوتے ہیں سب
کیا نہیں تم نے سنا اے خیر خواہ / قید میں منصور کی قوت کا حال ٢١

حکایت حضرت شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ

قید میں جس دم کیا منصور کو / فانی حق غرق بحر نور کو
ساتھ اسکے تین سو اور تھے قید / اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند
بولے منصور ان کو تم سب بند توڑ / تم اگر چاہو تو دوں میں سب کو چھوڑ
یوں کہا سب نے یہ گر ممکن ہے جو / کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو
یوں کہا مجھ کو شریعت کا ہے پاس / قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہراس
ہاں اگر چاہو تو دوں میں تم کو چھوڑ / اک اشارے میں تمہارے بند توڑ
پھر اشارہ جو کیا انگشت سے / بند دست و پا سے انکے گر پڑے
قیدیوں نے آپکو دیکھا جو خاص / بند اور زنجیر سے بالکل خلاص
پھر کہا سب نے کہ اے شیخ بلند / کس طرح جائیں گے و زنداں ہے بند
اور نہیں دیوار و در پر مستعد / پہرہ اور چوکی کے اوپر مستعد
یوں کہا منصور نے پھر کیا ہے ڈر / کرکے یہ اونکی سوئے زنداں نظر
شیخ کے کرتے ہی زنداں پر نظر / ہوگئے پھٹ کر کے دیواروں میں در
پھر کہا اب جاؤ تم سارے نکل / اپنے اپنے گھر کو جاؤ بے خلل
بولے سب تم کیوں نہیں جاتے ہو گھر / یوں کہا جاتا ہوں مجھکو دار پر
سر بستہ میں اک سر نہاں / دار پر جا کر کروں گا میں عیاں
بعد اسکے حکم سے دلدار کے / ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے جسم زار کے
اس طرح میں بھی ہوں قید حق میں بند / امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند
میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند / کر دیا ہے بند میں یا بے بند
میرے محبوب نے کر دی ہے مجھے / اپنے اک سینہ کی بس بندی مجھے
اس کی مرضی پر رہوں گی دل سے شاد / ہو جدا میرا یہاں گر بند بند
میرا مالک ہو راضی جاؤں گی / ورنہ صابر ہو یہیں پھر لاؤں گی
شیخ سری نے کہا ہنس کر کے یوں / ہے عجب تو نکتہ داں اے ذوفنون

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

ہو گیا اس شخص سے اب آشکار | میں ہوں مجنوں اور تو ہی ہوشیار

ملاقات شدن شیخ سری سقطی از تاجر مالک تحفہ

شیخ اور تحفہ باہم آپس میں تھے | کر رہے تھے گفتگوئے راز و ناز
تاجر دل خستہ سینہ سوختہ | پشت خم غصہ سے سینہ دو نیم
آگیا باہر سے اندر ناگہاں | جانب زندان بندی بے اماں
آگے داروغہ سے یوں اس نے کہا | ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا
پاس اس کے بیٹھے ہیں حضرت سری | سن کے یہ خوش ہو گیا وہ اس گھڑی
شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا | فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا
بولا برکت سے دعا کی ان کی اب | مشکلیں آساں ہوں گی میری اب
بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر | رکھ دیا پھر شیخ کے قدموں پہ سر
شیخ بولا ہوش کر اے بے تمیز | مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز
ہے ادب مجھ سے گدا کا بیشمار | شاہ معنی کو کیا ہے بندہ خوار
وائے تعظیم بر تو ہو ستم | اور یہ ہونا لائق معظم محترم
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند | در جفائے اہل دل جدی کنند
کب ہے مسجد حرز روان اولیا | کیونکہ ہے وہ دل حلقہ کبریا
کیا نظر چھپی ہے دانائے راز | باز کو پشہ کہیں پشہ کو باز
ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار | خار کو جانیں ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانیں ہیں راہ اور راہ کو چاہ | شاہ کو مسکیں کہیں مسکیں کو شاہ
نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک | ایک کو سمجھیں سو اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم | نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم
خوار کو سلطان سلطاں کو ذلیل | دانا کو ناداں ناداں کو عقیل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل | اہل کو نا اہل نا اہلوں کو اہل ۲۲
عاقلوں کو جانتے مجنوں ہیں | اور جو ہیں مجنوں انہیں عاقل کہیں
خلق جس کو جانتی سردار ہے | پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے
اور جسے سمجھے ہیں سب خوار و ذلیل | ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کنیزک کو کہ ہے سلطان جاں | کس لئے رکھا ہے خوار و مستہاں
کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار | کیوں کیا اس آئینہ کو پر غبار
جان کو اپنی ستاتا ہے کوئی | خاک میں زر کو ملاتا ہے کوئی
کیوں آزاد اس دو عالم کو کیا | قید میں اس کا سبب مجھ کو بتا
کر بیاں اس کی حقیقت مجھ سے تو | اول اور آخر سے یکسر دو بدو
حال کیا رکھتی تھی اور کدھر سے جمع | یہ جنوں اس کو ہوا کیونکر شروع
ہو گئی ہے کب سے یہ زحمت اسے | کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے

بیان نمودن تاجر حال تحفہ را رحمہا اللہ

اشک سے لعل و گوہر کر کے نثار | شیخ سے کی عرض تاجر نے کہ یار
سنیئے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش | عشق کی کیجئے دریافت بگوش
سنیئے ساتھ اسکے کہانی کو مری | اس بلائے ناگہانی کو مری
کان دیجئے تا مرے دل کا دھواں | نکلے راہ گوش سے کچھ تو اماں
ایک دن پھرتا تھا میں بغداد میں | آگیا اک کوچۂ بیداد میں
خلق کا دیکھا وہاں اک ازدہام | گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام
ایک سے پوچھا میں کیوں ہے یہ ہجوم | سے کہا اک فتنہ تحفہ کی ہے دھوم
یکتا ہے اک شاہد خورشید فام | جنتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام
دیکھو اس کو شمع رو و گلبدن | سب گئے ہیں بلبل و پروانہ بن
وصف اس گلرو کا جب مجھ پر کھلا | دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا

جلوہ اس ماہ رخ از راہ گوش | برد از تاجر دل و عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کو بڑھا | بہر تسخیر پری آگے بڑھا
دیکھا رخ اسکا تو پایا جلوہ گر | کان سے بہتر ملی مجھ کو خبر
نور کا پتلا عجب دیکھا عیاں | جس کی ہے تعریف میں قاصر زباں
ہیں خریدار اسکے صدہا پیش پا | قیمت اسکی کرتے جاتے ہیں سوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا | اس کی قیمت دونگا میں سب سے سوا
یاں تلک لایا کہ جو اندر شمار | آئے دے ہم اسکی قیمت بیس ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں | فتنہ دوراں آشوب زماں
آیا خوش ہو کر کے پھر میں جلد تر | خانہ ویراں گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرمت کا تھا بس اسکے شغل | خاطر عالم رہی تھی اسپہ ڈھل
بہرے پا رکھتی تھی دیبائی پنا | پر عیاں چہرے سے سودائی تھا

اظہار شدن عشق تحفہ و زور و شور او

شوق کی پیکر کے اک دن تنگ کو | تھی لگی گانے بجانے چنگ کو
تھا زباں پر یہ کہ اے فریاد رس | کون تجھ بن بے کسی میں کا کس
چارہ بیچارہ کا بیکس کا رفیق | مایہ بے مایہ کا بیکس کا شفیق
دستگیر ناتواں عاجز نواز | مستغیث عاجزاں چارہ ساز
دل دہندہ بیدلاں عاشق نواز | مرہم زخم دلان پاکباز
اے مرے دلبر مرے جان حبیب | اے مرے نزدیک دوری سے قریب
پردہ دل میں ہے مری تو نے جا | خلق کے در پر مجھے دی تو نے جا
پر ہے تیرے عشق سو سب تن مرا | خلق کے ہاتھوں ہے میرے دامن مرا
زندگی تیری ہے میری زندگی | غیر کا کر قطع پیوند بندگی
۲۳ ہے قسم تیرے جہاں پاک کی | دام غم میں تیرے جب سو میں پھنسی
دو جہاں کا دل سے میرے غم گیا | تخم الفت تیرا دل میں جم گیا
ہر رگ و پے میں سمایا ہے تو ہی | غیر کی مجھ میں نہ گنجائش رہی
بیکسوں کا تو ہے کس بیکس ہوں میں | دستگیری کر کہ بیکس ہوں میں
ہاتھ سے اس کے کر مجھ کو خلاص | کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کے یہ پھر تو ڑ تار زیر کی | کھولدی مژگاں سے مرجاں کی لڑی
بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو | اور کیا رونا شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزوئیں توڑ دیں | آرزوئیں دل سے اپنے چھوڑ دیں
جو کوئی اس محفل دلکش میں تھا | تاجر اور ساتھ اسکے تھے چھوٹا بڑا
بولی ٹھاہر اک کسی سودا سے آ | سر میں اس زیبا کے سودا پڑ گیا
تیر عشق پھینکا کسی خوش ماہ نے | زخم کھایا اس کی جان آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر | پار دل کے ہو گیا سینے کو چیر
لیک کی ہر چند ریتے با ہنر | جستجو اس بات کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہو کون آہ | کون سو بت نے ہے مارا اسکو آہ
ماری تیغ عشق کس معشوق نے | زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
اور اس حالت میں اسکو ایک سال | کھانا اور پینا تھا مرنا پیش زوال
عیش دن کو تھا نہ سونا رات کو | لب نہ کھولا ان زباں سے گفتگو
انس رکھتی تھی غم پر سب سے یہ | بھاگتی تھی مثل وحشی سب سے یہ
تھی گریباں وہ داوت ہاتھ کو | تار دامن میں نہ چھوڑا بات کو
آہ نالے سے اسے الفت کمال | اپنے بیگانے سے تھی وحشت کمال
شور فغاں کی کبھی بھی ہو تمام | گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر پیٹتی تھی لیا اور دیں پھوٹ | گاہ جا جنگل میں دروازوں کو توڑ
رات بھر روتی تھی یا روتی تھی | مجھ کو سونے دے نہ خود سوتی تھی
نوچتی تھی گاہ اپنے سر کے بال | گر طمانچوں سے کیے تھی منہ کو لال
کام تھا گریہ اس کو روز و شب | جان میری اس سے آئی ہے بلب

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مقید کردن تحفہ را در بیمارستان و بیان شور او در غلبۂ عشق الٰہی

گرچہ تدبیریں کریں سو ہزار — ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار
جبکہ بگڑا اور بھی اس کا مزاج — بند کرنا ٹھہرا آخر کو علاج

کر کے لیا آہن دلی سے یہ ذوق — کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق
چشم سے جاری تھا اسکی خون نال — پڑھ رہی تھی شعر اپنے حسب حال

اشک آنکھوں میں لیوتی تھی فغاں — عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں
جس کا سب مضمون سوز و درد تھا — گریہ فغاں و آہ سرد تھا

جب سے اشک کہ ہی دیوانی ہے یہ — عقل و حس سے اپنے بیگانی ہے یہ
دشمنی ہے خویش دار سے اسے — ہمدمی ہے آہ و زاری سے اسے

کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا — خواب اور آرام اس کا سو گیا
کھا کیا بادل لگی ہے بھوک اگر — جب پیاسی ہو پئے خون جگر

نقل غم اس کا ہو رہا ہے شراب — لوٹنا جگنا ہے بیہوشی ہی خواب
راحت اور آرام اس کو شاق ہے — اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے

ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا — عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا
گر ہنسے تھوڑا بہت روتی ہے یہ — رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ

ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا — اپنے سے پروانہ جاں کو جلا
خوش ہے اپنی بیخودی مستی پہ یہ — مرتی ہے نت نیستی ہستی پہ یہ

ہے محبت اسکو وحدت سے سدا — دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا
اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے — شور و غل میں شہرۂ آفاق ہے

اسکی آنکھوں کو ہے نت آمد عشق — اشک کو میل خودی ہو نہ عشق
اس کی اس حالت نے اے ذا الخطاب — کر دیا ہے عشق میرا سب خراب

اور جو پوچھو سب مری پونجی ہے یہ — گنج دولت کی مری کنجی ہے یہ ۲۴
یا ہمہ حال اسکو میں سو درمار — ہے خریداری کے درہم میں ہزار

رکھتا تھا امید نالوں میں لعوم — ہم مثل قیمت کے اس پر سو دام
کیونکر رکھتی ہے یہ اک کامل ہنر — جس سے اس کو چاہتا ہے ہر بشر

رکھتی ہے ظاہر جو یہ حسن و جمال — اس سے زیادہ اور ہے اسکا کمال
جس سے زیادہ خلق میں ہے اسکی دھوم — شوق خلقت کی ہوا سے ہجوم

شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر — جس سے اس کی ہو یہ قیمت اور قدر
یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ — دل کو اک نغمہ میں لیجاتی ہے یہ

فن موسیقی میں رکھتی ہے کمال — قال سے اسکی ہو عالم اہل حال
جو کوئی آواز کو اس کی سنے — ذوق سے وہ دو پہر سر کو دھنے

ذوق میں آ کر کے یہ گاتی ہے جب — مست ہوتے ہیں در و دیوار سب
لحن داؤدی اسے حق نے دیا — اور دم عیسیٰؑ اسے حق نے دیا

واسطے نغمے کے جب کھولے زباں — جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں
بلبل روح اس کا سن آواز چنگ — جائے گلزار ارم کو بے درنگ

ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ — صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ
مرغ دل پرّاں ہو جب کھولے زباں — ہو صدا سے اسکی حیران گوش جاں

جب ملا کرتی ہے یہ آواز کو — ہوتی ہے پیدا قیامت چار سو
اور سوا اس کے بھی اس میں کمال — اس سے واقف ہے شہ لایزال

پرسیدن شیخ سری سقطیؒ از تحفہ مطربہ حقیقت حال او

سن کے سریؒ نے کہا تحفہ سے یوں — سچ ہے کیا تاجر بیاں کرتا ہے یوں
حال دل کچھ تو بھی کر اپنا بیاں — دست بر دل دیدہ تر کھولی زباں

رو دی اور ہنس کر کہا اے شیخ دیں — سچ کہا تاجر نے گرچہ سچ نہیں
کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی — حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی

پھر کئی اشعار عربی کے پڑھے — جنکے معنی ہیں یہ ہندی میں لکھے
یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام — تھی زباں محبوب اپنی اس مقام

بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول — کر لیا حق نے مجھے پاک اور قبول
لے لیا بس کوچۂ الفت کو میں — پر نہ چھوڑا اس در دولت کو میں

جو کہا مانا میں رغبت سے اسے — ہو گئی حاضر بلایا جب مجھے
سب گناہوں کو مرے کر کے معاف — کی عطا جنت مجھے بے اختلاف

ایک جنت کیا جو اس کا ہو رہا — ہو گیا وہ وارث ہر دو سرا
فضل سے حق کے ہوئی مقبول میں — سیر باغ وصل میں مشغول میں

لطف حق نے کر لیا مجھ کو پسند — زہد ناقص تلخ بہتر مثل قند

ذکر عطائے بے انتہائے الٰہی در عبادت بندگان خود

دیدہ مرغوب نا چیز و حقیر — فضل سے کی ہی اسے نعمت کثیر
ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں — لو تر لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں

سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر — لے ہے مشت خاک دے ہے سیم و زر
لے گل پژمردہ دے گلشن تجھے — بدلے اک داتے کے دے خرمن تجھے

لیکے شاخ خشک دے بستاں تمام — بدلے اک دینار کے دے کان زر
لیکے تجھ سے کوزۂ آب خراب — جام کوثر دے ہے با مشک و گلاب

لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور — لے ہے گو ہو پیڑے جوز قصور
سجدہ سر جو نہیں جز خاک و خوں — بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں

ہیں جو اعمال جوارح خاک و یار — لیکے دے نعمائے جنت با مراد
چشم نم لے دے ہے یم رحمت تجھے — آہ دل لے دے ہے دم وصلت تجھے

۲۵ دست دیا لے بال و پر داد اور ماں — تن کے بدلے جان جانکے جان جاں
لطف و احسان کا ہو اسکے کیا بیاں — بخشدی اونی کو اک ملک جہاں

تخت زر بخشش کے جب ہو جاوے گر — بندۂ عاجز کو بخشے تاج و سر
پشہ کو شہباز کے دے بال و پر — گریۂ مسکیں کو طاقت شیر نر

ذرہ کو خورشید کر دیتا ہے وہ — قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ
وہ ہوا اس کا جو اپنا اس کا ہوا — وہ ہوا اسکا تو سب اس کا ہوا

ہوش کر لے یار پھر وصل جاں — مزرعہ دنیا ہے کچھ بو لے یہاں
چند ایام اندر عمر مستعار — کر کے طاعت لے حیات پائدار

وہ حیات جاوداں بے انتہا — گر دہے جس کے نہیں ہرگز فنا
پیش عقبیٰ دنیا اک ساعت ہے بس — ایک ساعت وہ بھی ہے راحت سے بس

ہیں کہاں افسوس تیرے ہوش و عقل — سانس تیری رائیگاں کرتی ہے نقل
مت گنوا انفاس کو خوار و زار — غفلت دنیا سے بچ رہ ہوشیار

تین دن کے عیش پر مت ہو تو شاد — آخر ہو مثل عقیمہ نامراد
آخرش سب چھوڑ کر مر جائیگا — جز ندامت کے نہ کچھ لیجائیگا

تو حیات جاوداں چاہے اگر — پہلے مر جیسے نہ جیگا اور نہ مر
آفریں جاں کو جو اسکی میں جا — مرحبا سر کو جو ہوا اسیر فنا

مرنا اس رہ میں ہے پیا کے زندگی — ہے یہ مرنا زندگی پائندگی
عہد پیمان ازل کو یاد کر — ذکر حق سے ملک دل آباد کر

غفلت و نسیاں سے تو رہ دور تر — پاس کر انفاس کا اے بے خبر
پاسباں ذکر کا رکھ زور و خوب — تا نہ آ پائے کہیں غفلت کا چور

ایکدم نسیاں اگر تجھ کو ہوا — عمر کی دولت سے لیجاگا چرا
ایکدم غافل نہ رہ کر ذکر حق — تا نہ ہو شے غیر ذکر و فکر حق

غیر حق کو دل سے اپنے دور کر — نور کے جلوے سے دل معمور کر
ذکر کر مذکور تا ہو وے عیاں — تا کہ ہو جس ذکر سے جاری زباں

ذکر تو طاعت ہے ذکر دل حضور — ذکر سری نور ہستی سے نفور
ہے مشاہدہ حق کا ذکر روح یہاں — رویت اور دیدار ہو اس ذکر کا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز	ذکر روحی جوہری ہے اے عزیز	جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر	اس گھڑی ہو سر بسر تو کان ذکر
ذاکر و مذکور ہو جا ایک بار	غیر حق کی کب ہے باقی شمار	ہو ترے دل میں جاں جان عیاں	جس کے اک ذرّہ کا ہے قطرہ یہ جہاں
یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا	تم کو ہے اس یم سو بس نشو و نما	پیش خورشید کرم اے جانِ عم	ہیں یہ دونوں ماہ خورد ذرّے سے کم
الغرض برق تجلّی نہاں	پھونک کر کر دے تجھے بے نشاں	بعد اس کے ہو نہیں سکتا بیاں	ہو ترے ہر جز سے جو کچھ عیاں
جب کرے عشق احد دل سے ظہور	میم احمد درمیاں سے ہووے دور	دل سے جس دم عشق کا شعلہ اٹھا	جز احد کے کون اے احمد رہا
	بن کر امداد اب آگئے زباں	قصۂ تحفہ کو کر ہم سے بیاں	

رجوع بقصہ و خریدن شیخ سری تحفہ را و منظور کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کے حال و قال	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال	خاطر نادر میں اپنے باکمال	بو یا اک اس کی تمنا کا نہال
اور کہا دل میں کہ لڑکوں سے گہر	مول لینا ہی بہت آسان تر	دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر	اور ہے تاجر طفل نادان بے خبر
حقہ پر لعل سر بستہ ہے یہ	لے تو اس کو کھول کر زر کی گرہ	گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں	لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں
شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	بیچ تحفہ کو میں دوں اس کی بہا	بیچتا ہے تو اگر لیتا ہوں میں	جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں میں
جس قدر زر چاہے تجکو سو لے	لیک تحفہ سیمبر مجھ کو دے	عرض کی سن کر کے تاجر نے کہ آہ	ہو گیا ہوں تفرقے میں میں تباہ
میں تو لٹ کر ہو گیا اس پر فقیر	کب ہے تم پاس اس قدر دولت کثیر	تم ہو مسکیں ہے کہاں تم پاس زر	جو خریدو گے اسے اے بہرہ ور
جو کہ نقد و جنس میرے پاس تھا	سب کا سب ہوا اس کی قیمت میں دیا	ہو گیا محتاج سب کچھ صرف کر	نے کنیزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر
یہ رہا نہ وہ میں بے کس رہ گیا	مثل عاشق بے دل و بیدل رہا	آہ صد افسوس اب میں کیا کروں	کس سے جا اپنی مصیبت کو کہوں

۲۶

مناجات شیخ سری سقطی در طلب قیمت تحفہ رحمہما اللہ

شیخ نے اس سے کہا ٹک صبر کر	لاتا ہوں میں اس کی قیمت بے خطر	بعد ازاں اٹھ کے با آہ و بکا	روتے روتے شیخ اپنے گھر گیا
گھر گئے شیخ اور نہ تھا پاس ایک دانگ	جز دعا و گریہ و فغان و بانگ	جا کے بس حیران تنہا بیٹھ کر	رات بھر روئے بصد سوز و جگر
عرض کرتے تھے کہ اے پروردگار	حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار	پاس میرے کچھ نہیں ہے اے جواد	ہے ترے فضل و کرم پر اعتماد
کر دے اس دم اپنی رحمت کی نظر	مجھ غریب و مفلس و بیمایہ پر	کھول گنجینہ کرم کے اپنے در	اور عطا تحفہ کی قیمت مجھ کو کر
سرخرو کر مجھ کو تاجر کے حضور	وعدہ کر آیا ہوں میں اس سے ضرور	ہے مرا یا رب تو اب حاجت برآر	کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار
بہر حق ہو بحر رحمت موجزن	کر مجھے رسوا نہ اندر مرد و زن	شیخ کی بس عجز و زاری دیکھ کر	آگیا دریا کرم کا جوش پر
لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر	ناگہاں ٹھونکا کسی نے آکے در	کھولا دروازہ تو دیکھا اک امیر	با لباس فاخرہ روئے منیر

ہے کھڑا در پر باآداب تمام	اور شمع روشن لئے ہمراہ غلام	اور کئی ہمراہ خادم باادب	تھیلیاں پر زر لئے ہاتھوں میں سب
کون ہے پوچھا دیا اس نے جواب	ہوں میں احمد مثنّی اے جناب	شیخ نے اس سے کہا اس وقت تو	کس لئے آیا کہا اے نیک خو
مجھ کو اس رات اے ولی با خدا	خواب میں یوں پہنچی ہاتف کی ندا	یعنی لیکر چند زر کی تھیلیاں	جا کے سری کی نظر کر اس زماں
دیکھے سری کو کہ اس کا جی خوشی	جان تو اس کی خوشی میری خوشی	آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں میں	ہو یہ مقبول اب جو کچھ لایا ہوں میں
شیخ نے سن مژدۂ راحت فزا	سجدۂ شکر حق کی نعمت کا کیا	صبح ہوتے ہی ادا کرکے نماز	باہر آئے شیخ باشوق دراز
میر کو لے ساتھ اپنے باشرف	لیگئے تشریف تحفہ کی طرف	ہاتھ احمد کا پکڑ اک آن میں	لیگئے اس کو بیمارستان میں
دیکھا جو صاحب بیمارستان کو	بیٹھا ہے آنکھیں لگا کے جانب ہو	شیخ کو دیکھا تو کہہ کر مرحبا	عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا
یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں	قرب تحفہ رکھتی ہے قدر و شاں	غیب سے کل آئی مجھ کو یوں ندا	یہ شہرہ تحفہ ہے مقبول خدا
چاہتی ہے رب کو وہ اور اس کو رب	فضل رب کا اس پہ ہے ہر روز و شب	ہے خدا تو قرب اس کی جان میں	نور و عظمت اس کو ہے ہر آن میں
شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی	اور یہ کی حق سے مناجات اس گھڑی	یعنی خوش بیٹھی تھی میں اے کبریا	تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا
حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا	وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا	خلق میں مشہور کر کے اے خدا	کر دیا مجھ کو بلا میں مبتلا
بند محکم میرے جو ہے شہر	ہے یہ بند آہن سے بھی بس سخت تر	خلق میں جو ہو گیا مشہور تر	کھل گئے سو آفتوں کے اس پہ در
غیرت و رشک و حسد غصہ و چشم	یعنی حرص و دشمنی و کینہ خشم	ہر طرف سے اس کے اوپر کر ہجوم	آن کر برسے ہے جیسے ابر ہجوم
گر تو ان آفات سے چاہے پناہ	دامن عزلت پکڑ اور امن چاہ	مرکب عزلت ہو اور گمنامی کی راہ	آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ
جس نے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار	کیا قدر جانے وہ گمنامی کی یار	شب قدر سے قدر کم ہو نیکی پوچھ	عظمت عزلت کو اسم اعظم سے پوچھ
قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو	بیٹھ کر خلوت میں گم کر آپ کو	آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں	آنسوؤں کی سیل چہرہ پر رواں
شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں	جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہوں میں	شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر	عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر
میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو آپ	قیمت اس کی دے سکے گا کوئی کب	قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا	اس سے اس کو کب کروں دل سے جدا
پھر بڑھائے اور درہم چند بار	بڑھتے بڑھتے پہنچے تا چالیس ہزار	روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات	خواب میں حق نے کہا مجھ کو یہ رات
یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور	پاس میرے خویش و بیگانہ سے دور	جان سے میری طرف مائل ہو یہ	ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہو یہ
ہو گیا ظاہر جب اس کا مرتبہ	کر سکے کون اس کا اب بیع و شرا	اب اگر دنیا کی دولت دو تمام	کب قبول اس کو کروں میں نیک نام
قال اللہ اب میں بالیقین	کر دیا آزاد تحفہ کے تئیں	اور جو کچھ ہے سیم و زر اس کے سوا	وہ بھی میں نے سب فقیروں کو دیا
کر دیا سب کچھ رہ حق میں نثار	تا کروں حاصل رضائے کردگار	حق کی مرضی میں لٹا تاجر نے گھر	باندھ لی دل کے رستہ میں کمر
میر نے جو حال تاجر کا سنا	ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا	اور کہا گویا کہ رب العالمین	خوش ہے میرے اعمال سے بالکل نہیں
جو رہا محروم اس برکت سے میں	جل گیا سرتاقدم حسرت سے میں	مجھ سے راضی ہوتا گر پروردگار	مال میرا ہوتا تحفہ پر نثار

۲۷

www.nafseislam.com

شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ	تم رہو اس بات کے میرے گواہ	پاس میرے مال و زر جتنا ہے اب	خالصاً للہ دیا میں سب کا سب
چھوڑ کر کے حشمت و جاہ و سریر	راہ میں حق کی بیٹھتا ہوں فقیر	پاس میرے جسقدر ہے ملک و مال	ترک دل سے کر دیا میں بے ملال
کر دیا راہ خدا میں سب سبیل	بس مجھے کافی ہے وہ نعم الوکیل	الغرض دولت لٹا کر میر نے	رکھا بار فقر سر پر میر نے
	دل سے اپنی سلطنت سے توڑ کر	باندھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر	

بیان تاثیر صحبت کامل و تحریص صحبت و خدمت ایشاں

پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر	کر دیا یک لخت سب کو راہ پر	عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا	گھر دیئے ہمسایوں کے سب ہی جلا
عشق کے دریا میں جو تھی غوطہ زن	پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ زن	کر لیا اپنا سا سب کو یک بیک	جوں گرے کان نمک میں ہو نمک
خود کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر	صحبت کامل نہ دے کیونکر ثمر	پکڑے خربوزے سے خربوزہ تو رنگ	رنگ عارف کیوں نہ دے پھر تجھکو رنگ
ہوئے پس اکسیر کامل کی نظر	سنگ و آہن جس سے ہووے لعل و زر	تو بھی ہو کامل کا بھائی ہمنشیں	تا وصال حق سے ہو تو مقریں
ہو تو ان تیروں کے ہو پر نثار	پھر شکار معرفت کا کر شکار	ہووے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ	تا کہ ہو حاصل تجھے آب حیات
خاک سے کم ہے جو ہے خاکی کا یار	صحبت نوری سے دیکھے سو بار	گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تیر	صحبت کامل سے ہو لعل و گہر
ڈھونڈ حق کے یار کو لے مرگا	تا خدا تیرا ہو اور ہو غمگسار	خدمت کامل کو کر تو اختیار	دین و دنیا کے ملیں تجھ کو کمال
	تا توانی بندہ شو سلطاں مباش	زخم خود چوں گمے شو چوگاں مباش	

آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن او از خلق

خاک پلنے کا نہ لائق ہے یہ سر	بہتر اس سے ہے کہ ہو تو تاج سر	درد کی برکت نے تحفہ کی غرض	کھو دیا ان سب کا روحانی مرض
اس کی صحبت نے کیا ایسا اثر	ہو گئے اکسیر سے چوں مس زر	تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی	شیر غراں کی طرح واں سے اٹھی
جسم سے پوشاک پھر کر کے جدی	تن پہ اک کملی پرانی ڈال لی	سب لباس فاخرہ تن سے نکال	ٹاٹ کا ٹکڑا ایسا اک سر پہ ڈال
جائے اطلس کر لیا تن پر پلاس	ترک دل سے کر دیا راحت کا پاس	عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک	عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ خاک
جہد عریانی کا اک کرتا لیا	مخملی فقر کا ریشم لیا	اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا	اور عصا آہ کا ہاتھوں میں لیا
باندھی بیتابی کے پٹکے سے کمر	اوڑھلی عجز کا مونڈھے پہ پھر	درد رنج و غم کو کر اپنا رفیق	پکڑا اس نے نامرادی کا طریق
اور کیا آنکھوں سے جاری بحر خوں	شیخ مصری نے کہا پھر اس سے یوں	وقت جینے کا ہے روز دو دنیکا اب	کر دیا آزاد حق نے تجھ کو اب
آہ بھر کر عرض کی تحفہ نے یوں	واسطے اپنے نہ روؤں میں ہنسوں	اس سے امید روتی ہانستی ہوں میں	واسطے اس کے ہی جاں کھوتی ہوں میں
بھاگتی ہوں اس سے میں اس کی طرف	اور رونا اس سے ہے اسیر صرف	چاہتی ہوں اس سے اس کو فاش کر	دل سے مائل ہوں میں اس پر بسر

جب تلک اس تک نہیں پہونچوں گی میں	جان کو اپنی یونہی کھوؤں گی میں	جبتلک ہو گا نہ دلبر کا وصال	پائے فرقت میں رہونگی پائمال
ماہی بے آب کو کب ہو قرار	ہو نہ جب تک بحر تک اس کی گذر	ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ	جبتلک دیکھے نہ روئے گل کو آہ
تا نہ دیکھوں گی لب و دندان یار	میں رہوں گی خون دل ہی اشکبار	تا نہ دیکھوں شعلۂ رخسار ماہ	میں رہوں گی غم سے جل جلکر تباہ
اس کے سودائے محبت میں تباہ	جان اور دل کو کرونگی میں فدا	تا نہ جاؤں گی میں اس گلگوں کے پاس	غنچہ ساں پر خوں رہیگا میرا دل
گرچہ ہے دلبر مرا ہر لحظہ پاس	دیک مستسقی کی کٹ سکتی ہے پیاس	گرچہ ہے ہرم تیا جادۂ تیاو دل	بر ترقی پر ہے عاشق کا خیال
اے برادر بے نہایت درگہیست	ہر چہ بروے میرسی بروے مایست	کہہ کے یہ اور اٹھ کو بازاری	چھوڑ کر گھر سب لی جنگل کی راہ
واں سے دامن جھاڑ کر وہ چاک جیب	ہو گئی مثل پری اک دم میں غیب	شیخ اور تاجر وخبر از ایں	باہر آئے دیکھا تحفہ کے تئیں
ڈھونڈا ہر چند سب نے اسکو جا بجا	پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا	چھپ گئے جس طرح قفس سے طیور	اڑ گئی جھٹ ہو کے ہی گھر سے بدر
مل گیا خشکی سے تاکہ حسب خواہ	ماہی بے آب کو دریا کی راہ	روح صالح تن سے ہو خون فرقت	ٹھہرتی ہو کب ہے قیمت سے ورے
بلبل بے بس جو تھی پنجرے میں واہ	کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کی راہ	دام میں قید آہوئے وحشی جو تھا	بند کھلتے ہی ہوا مشکل ہوا
اب نشاں اس کا کہاں ڈھونڈو تم	وہ ہوا صحرائے لق و دق میں گم	رات اندھیری اور اور تنہا ہوں میں	بے شمع جانا بلا کی ہے میاں
	بحر مقصد بیکراں اور دور راہ	رکھو ستاروں پر نظر تا ہو پناہ	

النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ

از مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی، پاکستان میں چونکہ نماز کے بعد دعا کے عجیب عجیب طریقے ... جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہیں حضرت مفتی صاحب رح نے احادیث کی روشنی میں دعا کا مسنون طریقہ بتلایا ہے اور آجکل جو اعتراض کیے جاتے ہیں ان سب کے جواب بھی دیئے ہیں۔ ایک اور چیز جس کی وجہ سے کتاب کی وقعت زیادہ ہو گئی ہے یہ ہے کہ اس کی ایک سو سے زائد علمائے کرام نے تصدیق کی ہے ان تصدیق کرنیوالے حضرات میں علمائے دہلی، رنگون، مولمین، ہاٹ ہزاری، مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری حضرت مولانا تھانوی رح حضرات علمائے دیوبند، سہارنپور، میرٹھ، مراد آباد، امروہہ، بریلی، شاہجہانپور، کانپور، اجمیر شریف، ڈابھیل، لکھنؤ مولانا شبلی نعمانی ندوۃ، ڈابھیل، سورت، راندیر، مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی، علمائے بہار، بنگال و گجرات، پنجاب، مکہ معظمہ کے قاضی القضاۃ۔ غرض یہ ہے کہ پہلے ہندو پاکستان کے بڑے بڑے حضرات علمائے کرام نے اس کتاب پر تصدیق کیا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان متلاشی حق اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور پیرو کو اس کتاب کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ کاغذ طباعت عمدہ صفحات ۱۴۸ قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ

محمد عبد المنان مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

رفتن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنیٰ به بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ و ملاقات شدن شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا	کر دیا پھر عزم بیت اللہ کا	شیخ و تاجر میر تینوں ہو بہم	متفق ہو کر کیا قصد حرم
جب نہ پایا تحفۂ جاں کاہ کو	چل دیئے پھر تینوں بیت اللہ کو	مر گیا ان میں سے رستہ میں میر	حسرت و درد و الم کا کھا کے تیر
دولت دنیا تو بھی کر کے نثار	جان بھی جان آفریں کی نذر کی	میر تو ان سو گیا مر راہ میں	شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں
ایک دن با شوق دل و سینہ صاف	کر رہے تھے شیخ کعبہ کا طواف	اک صدا پر درد آئی کان میں	جس سے جوش ان کی پڑا آ جان میں
تھا یہ ایک مضمون اس نالہ کا	یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات	اے مرے معبود اے محبوب دل	اے مرے مقصود اے مطلوب دل
ہے چراغ شب سیہ روزوں کا تو	شادی دل غم اندروں کا تو	رہنمائی تجھ سے ہو گمراہ کو	دے ہے آگاہی تو جاں آگاہ کو
درد ہے تیرا شفا بیمار کی	زخم ہے تیرا دوا دل زار کی	پیاس تیرے شوق کی رکھتا ہے جو	تیرے آب وصل بن کب سیر ہو
عاشق حق مت ہو دنیا میں مراتب	آہ وہ درد اس کی دوا ہے ذقیقش	جو کہ ہو غم سے ترے پُر اضطرار	بے ترے دیکھے اسے کب ہو قرار
سن کے اس سے شیخ مضمون دعا	مثل سیل اشک اس کا بہہ چلا	جا کے دیکھا ایک طرف اک خستہ تن	سر بسجدہ خاک میں ہے نعرہ زن
سنکے اس دم شیخ کی آواز یا	چونک اٹھی ایکبارگی وہ پارسا	سر اٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو	اور کہا اے شیخ مری خوش ہو تو
شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا	جس کے نالہ سے مرا دل خوں ہوا	سنکے بولی لا الٰہ الا ہو	جہل ہو بعد علم کے اے نیک خو
رحم حق تجھ پر ہو اے حیرت کی جا	آشنا کے بعد ہو نا آشنا	تم گئے کیا بھول اے مری مجھے	میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے
میں ہوں تحفہ جس کو کی تم نے رہا	پائی پردے سے ترے میں سو نوا	شیخ نے دیکھا جو اس کو غور کر	مثل تنکا ہو گئی ہے سوکھ کر
ہے پڑی اک غار میں وہ پاک تن	خاک میں غلطاں ہے اس کا تن بدن	ہو گئی ہے رہ سے جیسے خیال	ہے گل پژمردہ کانٹے کی مثال
سرو سیمیں قد ہوا اسکا ہلال	بدر تن گھٹ کر ہوا مثل ہلال	ہو گیا قامت الف سی اک نون	مادر مرغ کی طرح کا گل نگوں
قطرۂ خوں تھے ہزاروں چشم پر	مو لبوں پر آہ و نالہ پُر شرر	شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر	نخل تنہائی سے پائے کیا ثمر
کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بیدلاں	خلق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں	تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا	کر بیاں کچھ لطف و وصف کبریا
جب سے چھوڑا دوستوں اور شہر کو	تو نے کیا دیکھے کرم حق کے کہو	سر حق کی تحفہ نے اے والا قدر	شب قدر نے دیدیئے پائی کیا قدر
اسم اعظم سے تمہیں ہوگا عیاں	کیا ملی عظمت اسے ہو کر نہاں	میں وہ پایا خاک میں عزلت کی دُر	خاک سے پایا تا ہی جوں ہر تخم گل
قدر و قیمت پانی میں چھپنے میں ہیں	لعل و گوہر کوہ کے کونے میں ہیں	سیم و زر کے جوں مجھے اک گنج سے	مل گیا کان تہاں سے ایک گنج
خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہاں	جوہر تنہا ہو گیا مجھ پر عیاں	لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ	دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ
تخت پر اپنے محبت کے بٹھا	تاج الفت کا مرے سر پر دھرا	دفع درد و غم مرا سب کر دیا	عشق سے اپنے مرا دل بھر دیا

۳۰

قربت حق سے ملے انسیت مجھے	غیر اسکے سب سے ہے وحشت مجھے	شیخ نے اس سے کہا یوں تھا امیر	دے تھا جو قیمت میں تیری زر کثیر
تھا میرے ہمراہ عرب کی راہ میں	مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں	یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو سرشت	ہوگا ہمسایہ مرا اندر بہشت
حق تعالیٰ کی مرا الفت میں وہ	ہمسفر ہوگا مرا جنت میں وہ	حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبا	آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا
شیخ بولے وہ کریم بے ریا	خط آزادی تجھے جس نے دیا	تاجر دل خستہ الفت میں تری	چاہتا ہے شوق زیارت میں تری
ہے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر	سنکے تحفہ نے دعا ایک دلمیں کر	مر گئی رکھ کر در کعبہ پہ سر
دم میں پھر کر سانس ٹھنڈی مر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی	جان مت دی تاں اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فدا کی اس نے جاں
عمر طاعت میں گذاری یار کی	مردوار آخر کو جاں بھی وار کی	چھوڑ کر اے دل یہ رہ دیوانگی	سیکھ لے اس تن سے تو مردانگی
غم کو اپنا کر نہیں گر مجھکو غم	جائے ماتم ہے نہ جس جا میں ہیں غم	آ گیا تاجر بھی ناگاہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی
بیدلی سے وہ بھی گر کر خاک پر	مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر	جان دی بلبل خستہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جلکر بے درنگ
دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا للہ و انا الیہ راجعون	بعد ازاں تجہیز اور تکفین کر	خاک میں دونوں کو سونپا دلبسر
شیخ نے دونوں کا کر گور و کفن	بعد حج راہی ہوئے سوئے وطن	رحمت حق ہو جیو شام و سحر	ان شہیدوں کی مزاروں پاک پر
رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے بگہ ہم کو بھی ربان کے جوار	بارہ سو تھے اور اکاسی ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر
	ہو چکی جب مثنوی تحفہ تمام	تحفۃ العشاق رکھا اس کا نام	

۳۱

تمت بالخیر

از جناب عالم لوذعی و فاضل یلمعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب
مدرس اول بدرست آدلہ

آہ کہ وہ یار مرا یار نہیں   آہ وہ دلبر مرا دلدار نہیں   آہ مجھے جس نے لیا پھیر دیا   آہ مرا کوئی خریدار نہیں
وہ جو لے پھر مجھے پیچھے دیں   آہ کوئی ہم بازی بس غمخوار نہیں   آہ جسے دل دیا بس رنج دیا   آہ کوئی یار وفادار نہیں
آہ سنے کون مرا درد و غم   آہ بجز غم کوئی غمخوار نہیں   آہ کہوں کس سے میرا احوال دل   آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سنے   آہ مرا یار رہی جب یار نہیں   آہ لے آمد آہ نہ کر آہ آہ   آہ ہی سر قابل اظہار نہیں

تمام شد

www.nafseislam.com

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ نسخہ مفیدہ

رسالہ

بیان وحدۃ الوجود

(از)

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان عفی عنہ

مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء

چاند کتاب محل آرمی مارکیٹ ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائیٹر وڑائچ برادرز

معلم الحجاج

زائرین بیت اللہ اور شمع رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی اور مسرت ہوگی کہ ہم معلم الحجاج کی اشاعت کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ یہ کتاب جس کے پاس ہو تو گویا اس کے ساتھ ایک چلتا پھرتا عالم ہے۔ یہ کتاب انڈیا میں چھپتی رہی ہے جس کے مصنف مظاہر علوم کے مفتی مولانا قاری سید احمد صاحب ہیں۔ اب چند سال سے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور جدہ میں بالکل تبدیلیاں ہوگئی ہیں، ان سب تبدیلیوں کو بالکل موجودہ صورت حال پر تمام کتاب میں ترمیم و تنسیخ کردی ہے بلکہ یوں کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ یہ کتاب پھر سے تصنیف ہوئی ہے عمدہ کتابت اور بہترین کاغذ پر شائع کی ہے جن حضرات نے اس کتاب کا پہلے مطالعہ کیا ہے وہ اب اسمیں بہت سی تبدیلیاں اور خوبیاں پائیں گے۔ چونکہ جدہ اور مکہ معظمہ (بیت اللہ شریف) میں اب بہت کچھ تبدیلیاں ہوگئی ہیں، موجودہ طباعت میں ان کا خیال رکھا گیا ہے یعنی ہوائی جہاز کا سفر، اونٹ کا سفر، جدہ اور معلمین حجاج۔ یہ تمام عنوانات از سر نو لکھے گئے ہیں۔ اسی طرح کتاب کے شروع میں چند صفحات کے ایک مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں طواف کی وہ دعائیں جن کو بلا تفریق عقائد حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی تمام معلم پڑھاتے ہیں جمع کردی ہیں اور ایک خاص بات یہ ہے کہ ۸ ذی الحجہ سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ تک پانچ دن کا پورا پروگرام شائع کردیا ہے یعنی جو حضرات پوری کتاب کا مطالعہ نہ کرسکیں اور صرف یہی مقام اگر دیکھ لیں تو ان کے سفر حج کا پورا پروگرام اس مقدمہ میں مل جائیگا۔ ہر عربی کی عبارت کا اردو ترجمہ بھی ساتھ ساتھ کردیا ہے جس کی وجہ سے انشاء اللہ عوام کو اور سہولت ہوجائیگی غرضیکہ کتاب کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ معلم الحجاج اتنے اہتمام اور اتنی خوبیوں اور صحت کے ساتھ آج تک نہیں چھپی تو انشاء اللہ ہم اپنی اس تحریر میں سچے ہونگے۔ قیمت تین روپے علاوہ ڈاک

اصلاح الرسوم مدلل مع ضمیمہ مجلدہ

پیدائش سے مرتے دم تک کی تمام رسوم کی مکمل تفصیل اور ساتھ ہی ساتھ ان کی اصلاح رسوم شادی میں ناچ اور گانا اور نامحرم کا دیکھنا اس پر جو گناہ ہوتے ہیں۔ گنجفہ شطرنج، کبوتر بازی، مرغ بازی، بٹیر بازی، کنکوا بازی، ڈاڑھی منڈانا یا کترانا، ڈاڑھی چڑھانا، ٹخنوں سے نیچا پاجامہ، ریشمی یا لمبی آستین پہننا، گھروں میں تصویروں کا رکھنا اور کتا پالنا، غیر مذہب والوں کی وضع بنانا، شادی کی جملہ رسمیں، شادی کی تمام رسمیں، ختنہ کی تمام رسمیں، عقیقہ کی تمام رسمیں، ازواج مطہرات و صاحبزادیاں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے واقعات اور مہر اور جہیز۔ کا مکمل بیان پردہ کے ضروری احکام۔ نکاح ثانی کو عار سمجھنا اور اس کے متعلق جملہ احکام۔ انگریزی پڑھانے کے متعلق بیان۔ گھوڑ دوڑ، کشتی۔ تماشہ تھیٹر کے متعلق بیان۔ مولد شریف کے متعلق مکمل بیان، اولیاء اللہ کا عرس اور فاتحہ، شب برات کا حلوا اور شربت اور عید کی سویاں محرم کا کھچڑا کے متعلق مکمل بیان ہونے کی مکمل رسوم اور ہدایات۔ حافظوں کا قرآن مجید سنا کر لینا اور مزار وغیرہ میں سنا کر اور عورتوں وغیرہ کا جمع ہونا اور چندہ وغیرہ جمع کرنا اس کے متعلق مکمل بیان، دستار بندی۔ تبرکات کی زیارت وغیرہ وغیرہ اس کتاب کا ہر چھوٹے بڑے کو مطالعہ کرنا اور عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کاغذ طباعت ٹائیٹل نہایت عمدہ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۳۲

تبلیغ دین محشّٰی

نماز روزہ، حج، تلاوت قرآن مجید، ہر وقت ذکر الہٰی۔ طلب حلال مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ امر بالمعروف و نہی عن المنکر وعظ و نصیحت۔ اتباع سنت کا بیان قلب کو اخلاق سے پاک کرنے کی ضرورت اور ان کی تفصیل اور طریقہ کا ذکر کثرت اکل اور حرص طعام غضب حسد بخل اور محبت مال، رعونت حب جاہ کی محبت دنیا کی محبت نخوت و تکبر خود پسندی۔ ریا حسن خلق اور نفس کے دھوکے کا مکمل بیان، توبہ، خوف، زہد صبر، شکر اخلاص و صدق۔ توکل محبت۔ تفکر موت غرضیکہ حضرت امام غزالی رح کی تبلیغ دین کا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کروایا ہے۔ اس کا مطالعہ تمام مسلمانوں کو ضرور کرنا چاہئے۔ کاغذ، طباعت وغیرہ نہایت عمدہ۔ قیمت عــہ دو روپیہ۔ علاوہ ڈاک خرچ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

معہ منتخب رباعیات

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں اس قدر زبان آمیز نصیحتیں کی ہیں اگر آپ جیسے عام مسلمان مطالعہ فرمائیں تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ قیمت پچاس پیسے علاوہ ڈاک خرچ

ملنے کا پتہ

محمد عبد المنان عفی عنہ مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء مقابل مولوی مسافرخانہ بندر روڈ کراچی

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

رسالہ دربیان وحدۃ الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فقیر حقیر امداد اللہ فاروقی چشتی صابری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بعد حمد و صلوٰۃ و وافیات و تقدیم سلام و تحیات مودت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشان قدوۂ ایشان حقائق آگاہی معارف دستگاہی جناب مولوی عبد العزیز صاحب چشتی صابری زاد اللہ تعالےٰ مجدہ مبرہن و مکشوف باد۔ معاوقہ سامی بمضمون عجیب و اشارات غریب موصول شدہ ممنون یاد آوریہا فرمود بلحاظ ہم مشربی و ہم طریقی دربارۂ مسئلہ وحدۃ الوجود و ما یتعلق بہا استدعائی شدہ است و لیطلب جوابش مبالغہ رفتہ مخدوما فقیر ایں لیاقت کجا دارد خود را در زمرۂ عارفین حقائق شناس کجا می شمارد کہ متصدی چنیں امر خطیرہ گردد۔ اما از آنجا کہ جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرمودہ اند و پیا مہا گفتہ فرستادہ لاعلاجا امتثالاً لامرہم قلم برداشت و ہرچہ حق رست در فہم رسید از رطب و یابس نگاشت واللہ الموفق والمعین۔ رجا می دارم کہ اگر سہوے و خطائے یابند بپوشند بلکہ باصلاح آں کوشند کہ منت خواہد بود چرا کہ فقیر ہیچمداں را جز منصب ترجمانی ہیچ نیست۔ ٢

آغاز

فقرہ ماخوذ مکتوب بطریق انتخاب مضامین آں سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان وحدۃ الوجود و وحدۃ الموجود را ملحد و زندیق میگفتند، مرید و شاگرد شان مولوی احمد حسن صاحب نیز ہمچناں می گویند و اقوال ضیاء القلوب را ماؤل می دانند تاویل واں آں جز خود دیگرے را نمی شمارند و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب نیز ہمبریں مسلک بودہ اند یا وجود آنکہ اجازت از آنجناب گرفتہ اند و مشرب اہل چشت می دارند خلاف مشائخ چشت سخنان می گویند۔

جواب نکتہ شناسا مسئلہ وحدۃ الوجود حق و صحیح ست دریں مسئلہ شکے و شبہے نیست، معتقد فقیر و ہمہ مشائخ فقیر و معتقد کسا نیکہ با فقیر بیعت کردہ و تعلق می دارند ہمیں ست۔ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم و مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی احمد حسن صاحب و غیرہم از عزیزان این فقیر اند و تعلق با فقیر می دارند ہیچگاہ خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشائخ

طریق خود مسلکی نخواہند پذیرفت مگر با عتقاد کیفیتے ست قلبی کہ بندہ را از کمال علم و یقین صدق برامری در دل مستحکم گردد ایں را در عرف شرع شریف تصدیق می گویند و اقرار باللسان برائے اجرائے حکم مسلمانی ضرور افتادہ ور نہ برثبوت اسلام عند اللہ اقرار ضرورتے ندارد و تصدیق قلبی کافی ست ایں مسئلہ وحدۃ الوجود چناں نیست بلکہ از ینجا تصدیق قلبی و تیقن و کف لسان واجب است چرا کہ اسلام شرعی تعلق با خدا و با خلق میدارد۔ اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق با اقرار ضرورست اینجا فقط تصدیق باید سوائے آں در استتار ایں مسئلہ فائدہ ہمیں کہ اسباب ثبوت ایں مسئلہ بسیار نازک و نہایت دقیق فہم عوام بلکہ فہم علماء ظاہر کہ از اصطلاح عرفاء عاری اند قوت درک آں نمی دارد چہ علماء بلکہ صوفیائیکہ ہنوز سلوک خود تمام ناکردہ باشند و از مقام نفس گذشتہ بمرتبۂ قلب نارسیدہ از ایں مسئلہ ضرورمی یا بند و از مکر نفس و تزلزل و لغزش پا در چاہ اباحت و قعر ضلالت سرنگوں می افتند بلکہ گروہہا افتادہ اند کما شاہدنا ہم نعوذ باللہ من ذٰلک ۔

جناب ہم نیکو میدانند کہ ایں مسئلہ خاصیت عجیب می دارد کہ بعض را ہادی و بعضے را مضل۔ ہرچند نعمت خوش گوار ست اصحاء را از آں لذت و حلاوت حاصل، مرضی را تلخ و ناگوار و در حق شاں از زہر قاتل بدلے ہمیں فرمود من صرح ان الرّبوبیّۃ فقد کفر استتار آں لازم افشائے آں ناجواز اول کسیکہ در ایں مسئلہ خوض فرمود شیخ محی الدین ابن عربی ست قدس اللہ سرہ اجتہاد او دریں مسئلہ و اثبات آں ببراہین ٣ واضح برگردن جمیع موحدان تا قیام قیامت منتہا ولطف ایں جاست کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ ہم عصر و ہم بلد او بود مردمان حال شیخ اکبر را از و پرسیدند گفت زندیق ست مردمان از صحبت او احتراز می کردند چوں وفات یافت از شیخ الشیوخ حال آخرت او پرسیدند فرمود بات قطب الوقت من کان ولی اللہ ہمہ مرد ماں تعجب کردند پرسیدند کہ چرا او را زندیق گفتی مارا از استفادہ محروم داشتی گفت او ولی و واصل بحق بود اما جذبۂ قوی داشت ہرچند مقرب بارگاہ بود لاکن قابل اتباع نبود در زمان اخیر مجذوب شدہ بود زبان او در افشائے اسرار بے اختیار شدہ اگر شما در صحبت او میرسیدید گمراہ می شدید چرا کہ از غلبۂ حال سخناں کہ می گفت در فہم شما نمی آید عوام را زیاں دارد اگر دانید بر شما منت نہادم پس ایں جا غور باید فرمود کہ مردماں را چہ می رسد کہ با کسے قدحا کسے یا از مسئلہ وحدۃ الوجود گرم دارند عوام را از جز دے از ایمان تقلیدی خبر ندارند از ہم بے تعصب سازیم در ینجا گنجائیش اصل ست رفتہ خود و اعتقاد عوام ضائع کردن ست معارف آگاہا برائے ہمیں احتیاط احباب فقیر متقی تیمز زبان از ایں قبیل مقال بستہ می دارند و احتراز می کنند سالکاں را اشارت بنا و ولات می نمایند تا انکار ایں مسئلہ نگردد بسیار مردم بلد نتاویزہ ایں مسئلہ سرشتی برداشتہ مجلس ہا می آرایند خود گمراہ شدہ گردہ

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مسلمانان را گمراه می سازند چنانچه مشاهده می افتد پس ازین قبیل و قال چه فائده اگر می باید مردمان را طالب
حق و ترک تعلق دنیا و کثرت ذکر و فکر تحریص باید فرمود و ایشان را باید کوشید چون ازین سلوک تزکیهٔ نفس و
تصفیهٔ قلب حاصل گردد خود بخود ضرورت آن قسم مراقبه که در ضیاء القلوب مرقوم شده پیش می آید خدا خود
رهبری می کند وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا غرض از هدایت کردن سبیل تجلی ذاتی ست
بر قلب سالک تا حقیقت مسئله وحدة الوجود منکشف گردد. این راه رفتنی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن
از دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار ست خدائے تعالی ما و احباب ما را شما و احباب شما را درین راه از
ذات پاک خود نگهدارد دیده و شنیده اکثر حضرت حاجی قدس الله سره السامی می گویند قطعه: از ساحت دل غبار کثرت رفتن ::
خوشتر که بهرزه دُرِ وحدت سفتن :: مغرور سخن مشو که توحید خدا :: واحد دیدن بود نه واحد گفتن - اگر از راه
انصاف نگذاریم و بتعمق نظر در حقیقت این مسئله نگریم جز حیرت در حیرت بدون فنا هیچ بدست نمی آید
خاک گویم که چنین ست و چنان است ع: آن سوخته را جان شده آواز نیامد. ناطقه در تشریح این
اسرار و حقائق لال ست مثل نابینائے مادرزاد که در خواب رنگها و چیزهائے عجیب می بیند یا مردمان
چه توان گفت که چنین بود یا چنان بود چرا که در محسوسات چیزے نه دیده است که بدان مشابه کند و فهماند
اگر احیاناً گوید و فهماند واقعی نگفته باشد. والله اعلم بحقیقة الحال ۴

فقره دوم بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

سوال ۲ - حالانکه در ضیاء القلوب بوند بر ع لاموجود الا الله در مراقبه همه اوست بتصریح تاکید ست هم در
مراقبه همه اوست ملاحظهٔ معنی لازم گفته پس این مراقبه بلالحاظ عینیت و اتحاد صورت نه بندد و نیز جائے
دیگر ضیاء القلوب درج ست تا وقتیکه فرق در ظاهر و مظهر پیش نظر سالک ست بوئے شرک باقی ست، ازین
مضمون معلوم شد که در عابد و معبود فرق کردن شرک ست جواب ۲ - شک نیست که فقیر این همه در
ضیاء القلوب نوشته است اگر گویند که هرچه گفته نمی شود چگونه نوشته شد گویم اکابر دین مکشوفات خود را بتشبیهات
محسوسات تعبیر می کنند تا طالب صادق را فهمانند نه آنکه کماهی گفته باشد مثلاً اگر نابینا در خواب ماری بیند
در بیان آن حاجت آید گوید که مثل ساعد من بود و در آن حال بدست او اگر رسن دهند و گویند که آیا چنین بود
گوید هان چنین بود در انیست تشبیهیم بتمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینیان برائے آگاهی پس آیندگان
تا اشاعه برقرار ماند و وقت حاجت رفع شکوک گردد اسرار که سینه بسینه می آمد حواله قلم کردن مناسب
دانستند در راه حقیقت کشاده دانستند و گفتند ما آن کسانیم که ما اهل را در کتاب ما نظر کردن حرام ست
حقیقت حال اینست فقیر هم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کرده است باوجود آن جناب انتفاء

می فرمایند و انکشاف چگونگی آن می خواهند لاعلاج امتثالاً للامر چیزی ابتلاء آن ضرور افتاد تا
خاطر نشین آن حقائق شناس گردد و اطمینان دست دهد تردد نماند. اختصارش اینکه. از بیان سابق
مبرهن گردید که در اصل مسئله مذکور حق و بالیقین ست صدق آن الگاه معلوم گردد که بعد از محنت و ریاضتها
و ممارست استغراق و ترک خطرات ماسوا از خودی خود دور شود چون از خیال خود گذشت گویا از همه
گذشت هیچ شے در نظر و خیال او نماند همه هستی حق معائنه کند و وقتیکه از نظر سالک تقیدات و هستی
ماسوا مرتفع گردید، جز خدا هیچ نه بیند و بے خبر گردد بلکه شعور این معنی هم مرتفع شود هرچه بیند خدا بیند
هو هو گفتن چه معنی انا گوید این مرتبه را فنا در فنا گویند، این گفتها را زنی بناید فهمید بلکه فانی می گوید مولانا
قدس سره است ع: نے که هردم نغمه آرائی کند :: فی الحقیقت از دم نائی کند :: بے فنائے خویش و بے
جذب قوی :: کی حریم وصل را محرم شوی. ایضاً عارفی گفته. تو مباش اصلاً کمال اینست و بس ::
تو در آن گم شو وصال اینست و بس :: ازین وقت خود خبر داد سلطان الانبیاء صلی الله علیه وسلم لی مع
الله وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل و از خواص امت شیخ گفت بایزید
بسطامی سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ و منصور حلاج انا الحق این همه ازین همه باب ست با وجود
۵ این همه غریب اعتباری که اصطلاحی است از میان عبد و رب مرتفع نه شد هرچند در حالت فنائے
شعور در نظر سالک نمانده باشد زیراکه چون او بے شعورے باز بشعور در آمد دانست که من از خود بے خبر
شده بودم مثل آن آهن پاره که در آتش سرخ شده نعره زد که من آتشم انکار این قول وے کرده نمی
شود، اما واقعی آتش نه شده است این حالتے است بر پاره آهن عارض شده و گرنه آهن آهن ست
آتش آتش این ست سمه از حقیقت وحدة الوجود در ینجا کیفیت عینیت و غیریت اندکے دانستن
از واجبات ست تا آنکه ازین آگاهی نباشد کیفیت وحدة الوجود مفهوم نه گردد و ورزش مراقبهٔ همه
اوست و ملاحظهٔ عینیت صورت نمی بندد و کسانیکه بمجرد خوض در مسئله وحدة الوجود در زندقه افتاده
اند از نادانستن مسئله عینیت و غیریت بوده است. هر که اول این دو امر بتحقیق دانست دانستن
همه مسائل برا و آسان گردد اگرچه تحقیق این مسئله عینیت و غیریت متعلق ست بدانستن تنزلات سته
اما فقیر با طناب آن مبرهن خلق نمی تواند مختصر می نگارد و آن اینکه در عبد و رب عینیت و غیریت هردو ثابت و
متحقق ست آن بوجهے و این بوجهے اگر در بادی النظر اجتماع ضدین در شخص واحد محال می نماید الضدان
لا یجتمعان صحیح ست. اما این دو ضد لغوی ست ضد اصطلاحی جمع می شود برائے همین ست که محققین
اجماع الاضداد می گویند که اصطلاح صوفیان دیگری باشد مثل آنکه نور و ظلمت ضد لغوی ست این ضد

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

دریکجا دریک وقت جمع نمی شود زیراکہ معنی این دو لفظ بر وضع خود قائم است اگر بر وضع خود قائم نباشد اجتماع آن
جائز ست مثل آن سایہ راکہ اگر ظلمت گویند مجاز از روئے استعارہ میتوانند این سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد با نور یکجا و دریک
وقت جمع میشود چنانچہ دیدہ میشود کہ دریک وقت یکجا تابش آفتاب کہ نور است و سایہ دیوار جمع میشود زیراکہ این ظلمت اصطلاحی بود
پس ازین تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم غیریت حقیقی لغوی نیست۔ اجتماع این ہر دو ضد در یک جا محال
پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع و اقع شدہ آن بمعنی لغوی ست نہ اصطلاحی این قوم محققین ازین جہت جامع الاضداد الذکر ضد
را جمع نمی کنند آن دو ضد بمعنی لغوی نیست زیراکہ اجتماع ضدین لغوی نزد ایشان ہم محال و لا یجوز ست بمثال دیگر تفہیم اینکہ اگر
شخصے گرداگرد خود آئینہ ہا گذارد در ہر آئینہ بذات خود و صفات خود کا نمودار شود بمواری صفات آنست کہ ہر حرکت و سکون و
ہر سہا شادمانی و غمگینی و خندہ و گریہ شخص در عکس ہویدا می شود ازین جہت شخص بعین عکس ست عینیت حقیقی اصطلاحی ست اگر لغوی
بودی ہر کیفیتے کہ بر عکس گذرد بر شخص گذشتی واجب گشتی چراکہ عکس در ہزار ہا آئینہ ست این کثرت در وحدت شخص فرقے نمی آرد
اگر بر آئینہ و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص ازان متضرر و متنجس نمی شود بحال خود ست ازین تقدمات منزہ و مبرا ست
ازین رو غیریت حقیقی اصطلاحی بثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت ہر دو متحقق شد پس انکہ در عبد و رب عینیت حقیقی
لغوی ہر کہ اعتقاد دارد و غیریت بجمیع وجوہ انکار کند ملحد و زندیق است ازین عقیدہ در عابد و معبود و ساجد و مسجود ہیچ فرقے نمی ماند
۶ غیر واقع ست نعوذ باللہ من ذالک اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق و مخلوق اعتبار کنند ہیچ نسبت و تعلق عینیت در عبد
و رب جز نسبت خالقی و مخلوقی ثابت نماند مثل نسبت کمال با ظروف اگر کمال بمیرد ظروف ساختہ او بجائے خود ماند این بسبب غیریت
لغوی ست در ظروف کمال این قسم غیریت در عبد و رب باقی نیست بدین غیریت کہ قائل از علمائے ظاہر و متکلمین اند غافل از اصطلاح
موحدین شدہ می ترسند کہ عبد و رب یک نشود یعنی دانند کہ موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت ہر دو جہت ہمایک
آن نشد و آن این نگر ویدہ عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص ست و شخص قدیم و باقی و کامل پس ملتفت
حقیقت این مقدمہ۔ بیت جامیؒ ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ؎ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی ؎ و بمصداق مرج البحرین
یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان بین بحرین وحدوث و قدم ست نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آمد یعنی بندہ
قبل وجود خود باطن و ظاہر بود کنت کنزا مخفیا برین معنی گواہ ست حقائق کونیہ کہ نتائج علم الٰہی اند در ذات
مطلق مندرج و مختفی بود در ذات بر وجود ظاہر بود چون ذات خواست کہ ظاہر شود بر نہج دیگر شد و اعیان ثابتہ بلباس قابلیات
شان بجلوہ تجلی خود ظاہر فرمود و خود از شدت ظہور خود از چشم بصیرت ایشان مخفی گردید مثل تخم کہ شجر با تمام شاخ و برگ و گل و
ثمر دران پوشیدہ بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوہ چون تخم باطن خود را ظاہر نمود وجود خود نہان گردید ہر کہ بیند
شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس شجر ظہور فرمودہ تخم بالقوہ شد شجر بالفعل شد ہر چند از وجہے تخم یک ست جدائی
نیست عینیت یافتہ می شود اما دلائل غیریت و جدائی نیز در پیدا و واقعی ست حفظ مراتب ضرور ست زیراکہ صورت و شکل و نبض

و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر ست وجوہات غیریت ہم کثیر ست مرد صاحب فطانت انکار آن نخواہد کرد از روئے
عینیت تخم و شجر اگرچہ واحد ست این وحدت اعتباری و اصطلاحی ست درینجا اول ست نہ اتحاد معنی بالفعل و بالقوہ
شراکت دارد پس ہرچہ بالفعل بود بالقوہ شد و آنچہ بالقوہ بود بالفعل گردید فہم من فہم جلت حکمتہ و عظم شانہ
بیت ؎ ترا زدوست بگویم حکایتے بے پوست ؎ ہمہ از دوست اگر نیک بنگری ہمہ اوست۔ قائلہ چون نسبت
دو جہت در عبد و رب ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برائے عروج از مرتبہ پست ترین نزول و حصول قرب و وصال
و رسیدن بدرجہ عبدیت حقیقی کار ہا ضرور افتاد و آن مجاہدہ و مراقبہ است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
عبادت کردن یعنی عبد شدن ست در حقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ست عبد شدن
دشوار ست تا از وہم الوہیت خود تماما و کمالا نگذرد بدین مرتبہ نرسد بنا بر آن مجاہدہ و ریاضات و ترک تعلق دنیا و حظ نفس و ترک
توہم ما سوا واجب گردید تا ذکر و فکر بدرستی و راستی بظہور رسد چون دل بصیقل ذکر نفس مطیع و قلب صافی شدہ ذوق و شوق در پی
آرد و دل از خطرات پاک و وقت مراقبہ لا موجود الا اللہ درآمد چون درین مراقبہ از ہمہ اوست اغماض نظر کردہ ہمہ اوست
را پیش نظر دارد درین استغراق فیض باطنی و تجلیہ غیبی مددی فرماید از ہرچہ جز اوست بے خبر گردد شعور این بے خبری ہم نمی ماند
بیند ہرچہ بیند داند ہرچہ داند گوید ہرچہ گوید محمود ست۔ این ست وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود مثل آہن پارہ کہ در
آتش رنگ آتش گرفتہ نعرہ انا النار زد آنکہ بانقلاب حقیقت آتش نشد این زحال تعلق دارد نہ از قال مقام غور ست
۷ الٰہی درحالتیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آنست کہ آتش بر وجود مستولی گردد
و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق وے شرکت ست کہ مانع مقصود و قاطع الطریق او است این ست
معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ سامی درآمدہ کہ در مراقبہ ہمہ اوست تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظہر پیش نظر سالک ست
بوئے شرک باقی ست واللہ اعلم لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ گرامی قدرا از فقیر بے محابا طول لسانی گردید کند کیا
بدون آن سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نادم می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقائم متعددہ جناب
ادا گردید اگر پسند خاطر و منظور نظر گردد بندہ ضعیف را بدعائے خیر خاتمہ یاد دارند و رنہ باز فقیر را نیاز ارند والسلام

درین مشہد بگویائی مزن دم ؎ سخن را ختم کن واللہ اعلم

حررہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ در مقام خیر البلاد مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہؒ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائد نہ تھی کل چوراسی سال تین مہینے بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقۃ نحیف
نحیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر ہجوم خواص و عوام اور سب سے بڑھ کر عشق حسن ازلی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

جو انتڑوں تک کو گھلا دیتا ہے، ان اسباب سے آخر میں اس قدر ضعف ہو گیا تھا کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا یار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشہ لقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال تربیت طالبان خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زائد ہو گیا حتی کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ (مقبرہ اہل مکہ) میں بہلوئے مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر کے رکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعی یہ ہے کہ ایسا شیخ کامل مکمل کسی نے کم دیکھا ہوگا۔ اللھم ارفع درجتہ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابرین۔ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ آمین یا رب العالمین۔ حقیر نے ایک مختصر مادہ تاریخ کہا ہے "حَیٌّ دَخَلَ الخُلْدَ" کہ قول اولیاء "اللہ لا یموتون" سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیفہ عالم رؤیا میں مشرف بزیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلے کے ہے اس پر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ٭ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب تام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابق آیۃ ورفعناہ مکانا علیا و حدیث کثبان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیہ "حور مقصورات فی الخیام" نعیم جنت سے ہے سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ احب الالوان البیاض" وارد ہے۔ ونیز لباس سفید موافق حدیث صحیح ورقہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہارم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پنجم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس ہستی و نیستی کے جو خاص مشرب و مذاق حضرت کا تھا جیسا اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم مثنوی شریف کے مضامین میں (کہ حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے) آپ کی روح مطہر کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی قوی معنوی ہے اور حسب آیۃ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ الخ دلیل قرب الٰہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کا تجربہ ہوتا ہے اور اس سے افاضہ برزخیہ کی تائید ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں ایسا ہی خواب رؤیا صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یراھا المسلم او تری لہ۔ والحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔

ختم شد

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ مفیدہ

غذائے روح

تصنیف

از

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان عفرلہ

مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء

چاند کتاب محل اری مارکیٹ ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائیٹر: وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

www.nafseislam.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس سے ہو حمد و ثنا اس ذات کی	کُن سے پیدا جسنے موجودات کی	اس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر ہے جس سے موجودات سب
قدرت حق یہ ہو جس سے دو جہاں	ہو گئے دو حرف سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکاں	اسکے ہر اوصاف قدرت ہیں عیاں	یا الٰہی تو ہے بے چون و چگوں	راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں
ہے تو ہی پروردگار دو جہاں	ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں	خوان الوان عام ہو رب ترا	شکر احسان کر دوں تیرا ادا
ہم سے طاقت کب کی آوے بجا	ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا	تجھ کو جو لائق ہو عنایت اے خدا	ہو وے شاید جب کسی سے کچھ ادا

نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کر تو اب کام و زبان شیریں ذرا	نام پاک ان کا ہے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ہیں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے ہووے نعت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	جو حبیب ذات پاک رب العالمین	ذات احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ بحر بیکراں	جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکاں
ذات پاک احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو والشمس والضحیٰ	جسکے یہ نوکر ہیں سارے اولیا	ہے سزاوار اس کو تاج سروری	زیبا ہے اسے خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم شاہ دیں	پیشوائے اولین و آخرین	حکم ان کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
ذات پاک ان کی نہ پیدا ہوتی اگر	ہوتے کب پیدا جن و ملک و بشر	اس پہ پڑھ امداد تو لاکھوں صلوٰۃ	تجھ کو ہے جس کی شفاعت سے نجات
	آل و اصحاب جتنے ہیں تمام	پڑھ تو ان پر صد درود اور سلام	

۲

مدح مبارک ہر چہار خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دیں	چار یار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اہل یقیں	اولاً ابوبکر صدیق اہل دیں	دوسرے عادل عمر ذوالیقیں
تیسرے عثمان باحلم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب انکے ذی علا	ہیں ہدایت کے فلک پر یہ نجوم
صدق اور عدل و سخاوت اور حیا	سب ان ہی چاروں سے دیں کو ارتقا	ان سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
تو بھی جان و دل سے امداد اب	وہ فدا ان پر سدا ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا	ہے وہ مردود جناب کبریا

اس داستان میں ذکر کا بیان حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور الحق شیخ المشائخ والاولیا حضرت مولانا و اولانا قطب میاں و آپ لقب نور الاسلام حضرت خدا میاں جیو نور محمد جھنجھانوی

لوہاری نور اللہ مرقدہ روح اللہ روحہ العزیز قدس سرہ العزیز

نام سے مرشد کے اے امداد آ	دے زبان دل کو اب کچھ ذائقہ	پیر عالم مرشد دنیا و دیں صلی اللہ علیہ وسلم	عاشق و معشوق رب العالمین

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

ماہی دریائے توحید خدا	مظہر حق مصدر سر خدا	واقف اسرار حق دانائے راز	بے نیاز عالم سے حق سے باینیاز
شاہ دیں سر خیل جملہ اولیا	تاج بخش اصفیا و اتقیا	پیشوائے شاہ شاہان جہاں	مقتدائے جان جانان جہاں
رہنمائے زبدہ ارباب علم	رہبر ہر قدوہ اصحاب علم	حامی دین متیں خیر الامم	دافع بدعات دین کفر و ظلم
اختر چرخ ہدا ماہ عطا	بحر علم معرفت نجم الہدیٰ	قبلہ ارباب اصحاب یقین	کعبہ عباد و زہاد و اہل دیں
یعنی پیر و مرشد و مولیٰ مرے	حضرت نور محمد نیک سیر	حضرت نور محمد اولیا	پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق	میرے سے پاک مصدر انوار حق	دیکھ ٹک جلوہ ذرا اس نور کا	جس سے ہے پر نور یہ ہر دوسرا
سارے عالم پر ہے اس کا پرتوا	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	جس کے سر پر خاص سایہ اس کا ہوا	ملک غیبی کا ہوا سلطان وہ
خاص جلوے کی چمک جس پر پڑی	چرخ غیبی کا ہوا ماہ جلی	چشم رحمت سے نظر جس پر کرے	قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے
پرتو اس نور کا جس پر پڑا	ہو گیا ذرے سے خورشید ضیا	پرتووں کا اسکے کیا ہوئے بیان	ہے ہر اک ان میں سے خورشید جہاں
آگے ان کے ذروں کے ذرہ مثال	ہے وہ خورشید فلک بے قیل و قال	کیونکہ ہیں یہ رب کے سب خورشید جاں	اور وہ ہے آفتاب آسماں
ان میں ان میں فرق ہے بس بیشمار	ان سے حاصل کر خبردار ان سے یار	روشنی ان کی سے ہو دنیا کا کار	نور سے ان کے ہو حاصل فیض یار
دیکھ لے ہو چشم دل کی کھول کر	ہر جگہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر	چاہئے تجھ کو اگر وصل خدا	سایۂ نور محمد میں تو آ
عکس سے اس نور کے تا ایک سر	روئے جاناں پر پڑے تیری نظر	الغرض جو راہ حق مطلوب ہے	جا قدم لے دوڑ کے میرے پیر کے
گرچہ یاں کر گئے ہیں انتقال	فیض باطن ہے وہی اب تک بحال	بلکہ سو چند اس سے ہے نور ضیا	کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بیشک وہ سراسر نور ہیں	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	سال تاریخ اور تولد اور وفات	انکی دونوں مجھ سے سن آئینک ذات
جب ہوا پیدا وہ نور معرفت	شبلی دوران ادہم کی صفت	ہجرت نبوی کا لے فرخندہ فال	بارہ سو پر تھا زیادہ ایک سال
بارہ سو پچپن میں کر کے انتقال	اس جہاں سے جا ملے با ذوالجلال	جسکو ہووے شوق دیدار جمال	ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقد شریف ان کا بس	خلق میں روشن ہے جوں شمس و قمر	گر نہ آوے تجھ کو کوری سے نظر	پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ہدا	مسکن و ماوا ہے اس جا آپ کا	مولد پاک آپ کا ہے اور مزار	اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
متصل اس شہر کے اک نیک نام	ہے عجیب و دلچسپ درگاہ امام	سید محمود ہے نام شریف	ہے مکاں وہ بس عجیب و بس لطیف
پاس اس مرقد کے قبلہ رخ ہی	ہے زیارت گاہ میرے پیر کی	اس جگہ ہے مرقد پاک جناب	سر چڑھا کر تو بھی ان پر شیخ و شباب
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں	اس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں	دیکھے ہی جا اس جگہ کو بالیقین	اس کو ہو دیدار رب العالمین
کیسے ہی زیارت مزار پاک کی	ہو وے ظاہر اس پہ اسرار خفی	کیوں نہ پھر سب سے بڑا ہے مرتبہ	سایۂ نور محمد میں تو آ
جو نہ ہو قدرت تجھے اس نور تک	اس کے خلفا سے تو جا دامن لگ	ہیں بہت ان کے خلیفہ اور مرید	پا سکے ہے ان کو کب تجھ سے سعید
ہیں مرید اور بھی لیکن بیشمار	جن کی برکت ہے جہاں میں آشکار	نزد ان کا مرتبہ دیکھے ہے وہ	چشم بینا دل مصفا جس کے ہو

۳

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ان کا رتبہ کب سمجھ آوے نظر — ہو رہا ہے تو تو بالکل بےخبر
الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے — دوں بتا بعضوں کا جس سے تجھے

طالب صادق ہی جو تو اے میاں — دوں بتا خاص کر میں انکے نشاں
راہ حق تجھ کو اگر مطلوب ہے — قصد تھانہ بھون کی راہ لے

ہیں خلیفہ آپکے چند اک وہاں — نور سے جنکے ہے روشن یہ جہاں
فیض ان کا عام ہے اک خلق پر — چھوڑ گھر اور جلد جا انکے در

صحبت ان کی جان پارس اے فنا — جنکے ملنے سے ہو مس خالص طلا
ہے نگہ میں اس قدر ان کی اثر — سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر

دیکھتے ہی انکے دم میں اے اخی — سو برس کا بت پرستی ہو ولی
اس طرح کے چھوڑ کر مردان مرد — چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد

ہیں خلیفہ ان کے گرچہ بےشمار — لیکن ان میں ہیں دو اعلیٰ یادگار
ان میں سے دو شخص ہیں اہل ہدیٰ — ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ

نیر برج کرم ماہ عطاء — گوہر درج نعم بحر سخا
صاحب ارشاد و تلقین و ہدیٰ — عاشق حق نائب خیر الوریٰ

عالم و زاہد ولی اہل مقام — متقی و پارسا و نیک نام
یعنی ہیں حافظ محمد ضامن آپ — فیض کی طالب ہے جن سے خلق سب

دوسرے شیخ محمد مولوی — علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی
بحر ہے مواج دونوں علم کا — ظاہری و باطنی با اہتدا

وصف انکا ہو سکے کس سے ادا — بحر عرفاں کے ہیں دونوں آشنا
مجمع البحرین ہیں عرفاں کے — جن سے باغ دو جہاں سرسبز ہے

دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں دو — بےحجاب ہو دیکھ ان سے یار کو
دیکھنے کو مصحف رخسار یار — چشمۂ عینک ہیں دونوں یکساں

ملک غیبی کے ہیں دو شمس و قمر — نور سے دیکھ انکے روئے سیمبر
شمع دو ہاتھوں میں یہ ہی ہیں ترے — راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے

اس پہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے — قعر گمراہی میں بیشک جا پڑے

مناجات بجناب باری تعالے ۴

ان کی برکت سے مجھے بھی یا خدا — اپنے کوچہ کا ذرا رستہ بتا
ساتھ کا میرے ہر اک واصل ہوا — کوئے فرقت میں ہائے میں ہی پڑا

میں بھی تو اس نور کا تنکا ہوں آہ — دور مجھ کو ڈال کر مت کر تباہ
گرچہ نالائق ہوں بدکار و برا — کفش بردار ہوں مگر اس نور کا

نیک ہوں یا بد کیا ہوں یا برا — تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا
مت اٹھا ذلت سے اس در سے کہیں — دوسرا در مجھ کو اب ملتا نہیں

اپنی رحمت سے بلایا دور کر — پر نہ چھوڑونگا کبھی میں تیرا در
مجھ سے ہیں بندے ترے بےانتہا — پر نہ مجھ کو تجھ سوا ہے دوسرا

دیکھ عورت پھر مجھے مت کر تو خوار — ورنہ کر ذلت گنہ سے شرمسار
مت مسلط مجھ پہ کر شیطان و نفس — ہاتھ سے تیرے ہے جو ہونا ہو بس

تجھ سے ہی شرمندگی بس ہے مجھے — پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے
شامت اعمال سے اپنے مگر — ایک مدت تک رہا ہوں در بدر

ہو سکے تا آل اپنی تقصیرات سے — اب جو آیا ہوں تو مجھ کو بخش دے
کیا کروں عذر تقصیرات کا — تیرے آگے عجز و زاری کے سوا

آہ و زاری سے اٹھا دست دعا — مانگتا ہوں تجھ سے تجھکو اے خدا
تجھکو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں — اور کی خواہش نہ اب کرتا ہوں میں

نے گدائی نہ سرداری چاہیئے — پر ترے کوچہ کی خواری چاہیئے
کر مجھے یوں اپنی غفلت سے مست — جس سے ہو وے نیست سب خیال غیر پست

دے مجھے اب ہوش یا رب اس قدر — تجھ پہ دل وا نہ رہوں آٹھوں پہر
ذکر ہو وے تو ترا ہو وے سدا — فکر ہو وے تو تری ہو وے سدا

غیر تیرے جو ہو دل سے دور ہو — تیری الفت سے یہ دل معمور ہو
فکر باطل دل سے میرے دور ہو — مظہر انوار سے پر نور ہو

دے تڑپ ایسی تو اپنے عشق کی — ایک دم آرام نا پاؤں کبھی
شغل ہو وے درد و غم کے جام کا — ایک دن بیٹھوں نہ میں آرام سے

درد و غم کر اس قدر یا رب عطا — جو کہ دیکھے مجھ کو وے آنسو بہا
سینہ بریاں چشم گریاں جاں بلب — عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب

کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو — آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو
درد الفت وے دو اب دل کو مرے — درد میرے کو دوا ہو درد سے

خاک راہ درد منداں کر مجھے — جان بریاں چشم گریاں کر مجھے
دیدہ گریہ کو مرے شور اے غفور — جس سے ہو جائے چشم طوفاں کا تنور

تا کہ کردوں غرق میں غیر کو — ماسوا دلبر کے جو کچھ ہو سو ہو
کر عطا ایسی طپش دل کو مرے — ماسوا جاتا رہے سب کو پھونک کے

داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار — تا کہ آوے سیر کو وہ گلعذار
خانۂ دل کو مرے ویران کر — گنج الفت اس میں پھر دے سربسر

زنگ غیر آئینہ دل سے دور کر — تا کہ دیکھوں اس میں روئے سیمبر
دام الفت میں پھنسا کر جلد تر — دو جہاں کی قید سے آزاد کر

جام وحدت سے مجھے یوں مست کر — حرف غیریت کا ہو دل سے بدر
دوست سے کر پر مرا یوں لحم و پوست — پوست سے باہر نکلے غیر دوست

دے رہائی مجھ کو یا رب آپ سے — آپ کو میں لپٹے پاؤں آپ سے
کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے — غیر کی اس میں نہ گنجائش رہے

ہر رگ و پے میں سماوے مثل جاں — دور ہو حرف دوئی اندرمیاں
ما و من کا مرض دل سے دور ہو — تو ہی تو باقی رہے تن تو نہ ہو

۵ اس میں بیان ہے لطف اور احسان حضرت مولانا و ہادینا و مرشدنا قطب میاں نور الاسلام حضرت خداوندم مولوی نور محمد صاحب

قدس سرہ کا اور پر مجھ ناکارہ بیچارہ پرگناہ روسیاہ امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جادۂ نور محمد نے اب آ — دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا
خود دکھا برق تجلی کا جلال — خرمن تن میں مرے دی آگ ڈال

دیکھ کر اس شعلۂ رو کی بہار — ہر بن مو سے مرے نکلے شرار
ان شراروں کو اجازت دو اگر — خاک کر دیں ماسوا کو پھونک کر

دیکھتے ہی لالہ رخ کی پھبن — داغ دل سے ہو گیا باغ و چمن
پھنس کے اسکی زلف میں امداد میں — دونوں عالم سے ہوا آزاد میں

تھی شب معراج لے وہ زلف تھی — جو تجلی اس نے پائی نور کی
بحر عرفاں لطف سے اس نور کے — موجزن امداد کے سینے میں ہے

ایک چشمہ بھی جو اس کھولدیں — غرق ہیں دونوں عالم کو کریں
اک حباب اس بحر کا ہے یہ سما — ایک ذرہ ہے یہ خوار اس نور کا

گر دکھاؤں دل کا اس کا ذرا شرار — دو جہاں کو پھونک ڈالوں [illegible]
جو دکھاؤں اس تجلی کی چمک — پھونک دے [illegible] ہی کیا کرتا تک

یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو — تو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
بل حرف ہو رہے پھر جان تو — ہو ہی ہو باقی رہی خود ہو ہی ہو

اس جگہ خاموش رہنا چاہیئے — سر باطن مت زباں پر لائیے
رکھ قدم امداد اس جا تھام تو — غور فہم عام کر والسلام

لطف و احسان اسکا لکھ سکتا ہے کب — سر قلم کا بھی قلم اس جا ہے اب
دیکھ یاں مت مار دم امداد اب — بند ہو کر حق سے کر حق کو طلب

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ذوق شوق محبت الٰہی کے بیان میں

اے خدائے مالک ہر دو سرا	درد فرقت سے مرا دل ہے بھرا	تیری دوری سے بہت بیتاب دل	رنگ پر جوں ہی بے تاب ہوں
بے قراری ہے بہت اے کبریا	ڈھونڈنے تجھ کو کہاں جاؤں بتا	تو ہی بتلا آپ اپنی مجھکو راہ	جس سے پہونچوں تجھ تلک اے بادشاہ
بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں	تجھ تلک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں	واسطے اپنے ذرا صورت دکھا	تاکہ جی قید دوئی سے چھوٹ جا
اس دوئی نے کردیا دور اس قدر	آپ کی مجھ کو بھی نہیں رکھتا خبر	بحر وحدت سے مجھے لاکر یہاں	ڈالا یوں کثرت میں اے جان جہاں
دور کرکے مجھ سے کثرت کے حجاب	جلوۂ وحدت دکھا مجھ کو شتاب	تاکہ قید ما و من سے چھوٹ کر	اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر
پھر ملا اپنا اسکو کرکے راہبر	تجھ تلک پہنچوں اے با خبر	وہ بھی تو اک قطرہ تھا اے کبریا	جز وجود پاک کے کوئی نہ تھا
بحر وحدت میں جاں تھی غوطہ زن	کچھ دوئی کا تھا نہ واں رنج و محن	ملک ہستی کے اے امداد آ	گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا
قید ہستی میں پھنسا ہے اس قدر	اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر	عہد پیماں جو کئے تھے تونے واں	کچھ بھی ان کو یاد رکھتا ہے یہاں
عہد پیماں توڑ کر اے بے وفا	جس لئے پیدا کیا تھا تجھ کو یاد	وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	راہ سے بے راہ تو اب ہوگیا

6

بھائی نے یہ مضمون کتاب ثانی حلوہ اکا کہ تصنیف بہار الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سن تو اے گم کردۂ راہ قدیم	اور اے گم کردۂ راہ مستقیم	گوش جاں سے سن تو بلبل سے ذرا	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا
ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی	پوچھ باتیں اس سے اس دلدار کی	آفریں اے بلبل بستان جاں	کہہ مرے دلدار کی تو داستاں
آفریں اے بلبل داستاں سرے	آفریں اے قاصد بستان سرے	قاصدا جلدی خبر مجھ کو سنا	کہتا ہے حق میں مرے کیا دلربا
مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بتا	اور مائل بھی ہے کچھ سوئے وفا	یا ہمیشہ ہجر پہ مسرور ہے	سچ بتا جو کچھ اسے منظور ہے
آفریں اے پیک فرخ فال من	آفریں اے مایۂ اقبال من	آفریں اے بلبل خوش خواں تجھے	ماسوا سے کردیا فارغ مجھے
ہیں نوالیں کیا تری آتش بھری	آگ جس سے یوں مرے دل میں لگی	سوز دل سے میری با آہ و فغاں	ہر بن مو سے نکلتا ہے دھواں
آفریں اے ہدہد شہر سبا	آفریں اے قاصدان دلربا	آفریں اے طوطی شکر شکن	تجھ پہ ہو قربان میرا جان و تن
کہہ تو پھر مجھ سے ذرا احوال تم	لے گیا تحقیق دل کو رنج و غم	تجھ کو کیسے یار کی یاد کچھ خبر	تاکہ ہو وے میں مست رب دلبرا زد
پھر سنا پھر قبلا اے نامہ بر	زیر بم وخیفہ دھنا سے کچھ خبر	ہے دل و جان دونوں غم میں مبتلا	تاکہ جیتے جی سن کے حال دلربا
سکوں یاد کی پھر میرے ذرا	شکر خیر پھر قبلا بہر خدا	پھر کہوں کچھ یار بے پرواہ سے	کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے
کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ کس سبب	عہد پیماں توڑ کے کیوں یک لخت سب	کہہ ذرا بہر خدا اک حرف تو	از زباں آں نگار تند خو
جس سے ہو تسکین کچھ دل کو مرے	وہ بیاں کر مجھ سے با قرباں تجھے	اک دن وہ تھا کہ ہم اور وہ صنم	مثل باد و گل تھے آپس میں بہم

ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلربا	تا وہ خوش ہوتا تھا دل گاہ خفا	خوش وہ دوراں تھا کہ اب از کرم	مارتے راہ وفا میں تجھ سے قدم
خوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھ پہ جو گذرے تھا اس آن میں	پھرتا تھا صحرا الصحرا کو بکو	لینے اس دلبر کی کرنا جستجو
آخرش اک شب بصد رنج و الم	میں کروں تھا گوشہ ہر باد ستم	سر بزانوئے غم ساس کے بیٹھ کر	کھینچتا تھا دل سے آہ پر شرر
جاں بلب پر حسرت گفتار سے	دل بھرا نومیدی دیدار سے	وہ قیامت قامت پیماں شکن	آفت دوراں بلائے مرد و زن
فتنۂ ایام و آشوب زماں	خانہ سوز صد چو من خان و ماں	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مہر منیر	خود بخود ہوتا ہے یاں رونق پذیر
ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب	لب گزاں اٹھائے رخ سے نقاب	زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	اور رنگ سے کار عالم کالے کئے
بے محابا پاس میرے آن کر	پوچھنے مجھ سے لگا وہ با خبر	یہ کہ اے شیدا دل محزوں مرے	اے بلاکش عاشق مفتوں مرے
آتش فرقت میں تیرے دل کا حال	کیا ہے کچھ تو منہ سے تو اپنے نکال	میں کہا اس سے قسم اللہ کی	جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھ کر اک دم سر بالیں پر	اٹھ گیا بے ساختہ وہ با خبر	ساتھ اپنے لے گیا وہ خود بہ بست	عقل و دیں میرا وہ سارا یک لخت
میں نے تب اس سے کہا اے خوش ادا	پھر میں کب دیکھونگا تجھ کو بتا	یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو	خواب میں اپنے پھر آدھی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت او صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ مشغول از غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سورہ المؤمنین استغفار یعنی جھوٹا مؤمن کا شفا ہے

7

عمر گذری ساری قیل و قال میں	پھنس رہے غفلت سے اس جنجال میں	الصنم اب پھر حق آگے تو ہی	پا کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھکو رہی
اے ندیم اب کفش پا سے دور کر	پھر موسیٰ اٹھا ہے وہ آتش جلوہ گر	دے مجھے اب وہ شراب شعلہ زن	جس سے جل کر خاک ہو تن او بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب	غیر حق ہو جس سے جل کر سب کباب	وہ شراب مجھ کو دے تو اے حبیب	راہ پر ہو جاؤں بر راہ حبیب
دے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	مست ہوں پینے سے جس کے اس قدر	جس طرف دیکھوں اٹھا کر نظر	کچھ نہ آوے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا	تاکہ فارغ ہوں ز قید ماسوا	ادھر سے خمر الجنا ہے لاؤ تم	چھوڑ پیالوں کو لگا دو منہ خم
اٹھ توجہ کر ذرا بہر خدا	کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	خوف مت کر اب تو اے صاحب شعور	کیونکہ ہے اللہ تو رب غفور
تنگ ہے افسوس تیغ عمر اب	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب	آہ صد افسوس یہ عمر عزیز	کھوئی اپنے ہاتھ سے بے تمیز
علم دیکھی دور کر مجھ سے ابھی	عمر علم رسم میں گذری مری	علم آتی سارا قیل و قال ہے	اس سے کچھ حاصل خیال [illegible] ہے
دل کو کرتا ہے یہ مرے سے بتر	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے جز خطر	طبع کو افسردگی پہنچے مدام	مولوی یا درنہ لے کے پھر کام
علم کاں برق زنی والے بود	علم کاں بر دل زنی یارے بود	خرچ تو نے علم کر تن پر کیا	ہو گیا حق بیں وہ تیرا آدہا
علم سے کہتے صفائی دل کی یا	ہے تری یہ عمر تیرا یاد و مگلسا	علم حق ہے جاں علم و ہوا شقی	مالقی سے مکر ابلیس شقی
نافہمی کا حکم حق ہو اور درست	اور سودا اسکے ہیں سارے علم	جس کے دل میں ہو نہ الفت یار کی	ہے بلا شک وہ تو قابل نار کی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ہو نہ جس دل میں محبت کا اثر
ہے خدا کی مار اس پر بیشتر
جس کے دل میں نہ مہر گل رخاں
کہنہ اینٹ ہے وہ پر از استخواں

راز باطن اس سے کب تجھ پر ہو باز
گو ترے شاگرد ہوں سو فخر رازی[1]
علم رسمی گو تو کیسا ہی پڑھے
راز باطن اس سے کب تجھ پر کھلے

جو کوئی قربان ہووے یار پر
اس کے لائق ہو جدا ہو تن سے سر
جو نہ ہووے مبتلائے ماہ رو
نام اس کا لوح انسانی سے دھو

جس کسی کے ہو نہ دل میں مہر یار
اس پہ لائق ہے کہ ہو پالان کا بار
الغرض اس علم رسمی میں اخی
کھو چکا تو عمر اپنے کام کی

علم دیں ہے فقہ و تفسیر و حدیث
جو سوا اسکے پڑھے ہو وہ خبیث
عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر
سات دن باقی ہیں اب شک نہ کر

سن تو اس ہفتہ میں اے مرد خدا
اب پڑھے گا علم بتلا کونسا
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم
ہندسہ یا رمل یا اعداد و سوم

یہ علوم اور یہ خیالات صور
فضلۂ شیطاں ہیں یہ سنگ پر
جو نہ ہو دل خالی از عشق دلبراں
سنگ استنجائے شیطاں ہے وہ جاں

دل کو علم عشق سے خالی اگر
دیکھتا ہے دیکھ یا تک غور کر
سنگ استنجائے شیطاں ہے وہ دل
دل نہیں ہے یہ سرشت آب و گل

حیف ہے رکھتا ہے جو تو اے دغل
سنگ استنجا، دیو اندر بغل
لوح دل سے فضلۂ شیطاں دھو
اے مدرس درس عشق ہم بگو

حیف ہے جو آتی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں
پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیوں کو بھی تو جان

علم معقولات بے بنیاد ہے
مغز کو خالی کرے گا تا بکے
بحث نحو و صرف میں کی عمر صرف
اب تو فضل عشق سے پڑھ یک حرف

دل کو روشن کر با نوار جلی
کیوں بنا ہے کاسہ لیس بو علی
فخر رازی اور ارسطو بو علی
ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی

ان کو جو پڑھتا ہے تو اے نفر خو
خوک اور کتوں کا جھوٹا کھا نہ تو
سرور عالم شہ ہر دو سرا
کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا

سو ارسطالیس سو بو علی
کب شفا حضرت نے فرمایا اخی
جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا
کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا

کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا
جا کے کھا تریاق تا ہووے شفا
سینہ اپنا جا کے تو صد چاک کر
دل کو تو آلودگی سے پاک کر

کب تلک افسوس زاری بیٹھا
شرم کر حق اور نبی سے اب تو یار
کب تلک بے ہودگی سے گفتگو
تو کرے گا اب بتا اے زشت خو

کب تلک اس فکر باطل میں بھلا
تو رہے گا مبتلا اے بے حیا
فکر کر اس کی جو تیرا یار ہو
درد و غم کا تیرے [illegible] کار ہو

سن دف و نے سے وہ کل مرد عرب
کہتا تھا کیا خوب از ذوق و طرب
گوش جاں سے سن ذرا اے نیک خو
قول ایک مرد عرب کا مجھ سے تو

تھا عرب میں ایک مرد خوش نوا
عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ التجا
ایک دن فرحت سے وہ بے رنج و غم
دائرہ اور نے بجا تھا بہم

اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے
یعنی اس مضمون کو جی جان سے
ہو چکے تو تم قوم اے مردان کار
مدرسہ میں رہ کے بول لیل و نہار

کچھ کیا حاصل تم نے زینہار
جز خیال و وسوسہ اے نابکار
جو کہ کرنا تھا کیا تم نے نہ کام
عمر باتوں میں گئی ناحق تمام

حق حق و لق لق میں یہ عمر عزیز
تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز
پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا کیا
جس نے یہ تم کو دیا ذہن و ذکا

ذکر مولیٰ و فکر میں غیروں کی آہ
جان اور تن کو کیا ناحق تباہ
چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا
لے لیا ہے آہ رستہ نار کا

ہے تمہارا ذکر در غیر الحبیب
کچھ نہیں عشقی میں اب تمکو نصیب
لوح دل سے دھو اسے اے نیک ذات
علم جو دیوے نہ عشقی میں نجات

[1] مراد از ان امام حجۃ الاسلام فخر الدین رازی مسکنہ تا آدم کہ در دل تو محبت گل رخان نخواہد بود سر باطن منکشف نخواہد شد اگر مثل فخر الدین رازی ہزار تلمیذ تو بود ۱۲ منہ

ساقیا ایک جرعہ از جام قدیم
دے تو اب آزاد کو بہر کرم
تا کرے شق پردۂ پندار کو
یار کی آنکھوں سے دیکھے یار کو

یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق کے ہے

جس کو دے توفیق رب العالمین
ہو وہ قیل و قال سے گوشہ گزیں
تجھکو خلوت میں ہو حاصل اے فنا
اختلاط خلق سے ڈھونڈے ہے کیا

جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا
خلق کے ملنے سے پھر حاصل کیا
دامن عزت سے پا مت کر جدا
کیوں تجھے ہے جوں گدایاں در بدر

گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر
پھر قدم ہرگز کبھی باہر کر
جو دیو نفس سے پاوے اماں
جا پری کی طرح سے ہو جا تو نہاں

جس طرح پریاں ہمیشہ رہتی ہیں چھپی
دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی
اس طرح جب دور ہو تو خلق سے
نفس اور شیطاں کے ہاتھوں سے بچے

کب حقیقت سے کھلے گا تجھ پہ در
تو مجازی سے نہ گذرے گا اگر
ہووے حاصل کب تجھے راہ خدا
جب تلک چھوڑے نہ دنیا کا مزا

ہو تو چاہے عزت دنیا و دیں
خلوت اے از مردم دنیا گزیں
جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا
ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا

جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر
ہو گئی وہ رشک خورشید و بدر
چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فتا
اس لئے مقبول ہے پیش خدا

ہے نہاں جو اسم اعظم اس لئے
سارے ناموں کا وہی سردار ہے
ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی
لیل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی

بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد
اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد
گنج مقصد ہے یہ خلوت اے اسیر
لیک علم و زہد ہے [illegible]

علم بن مت بیٹھ گوشہ میں فنا
اس میں ذلت ہے تجھے بے انتہا
اور برا ہے علم بھی بے زہد کے
تو سمجھ اس کو ذرا اے نیک پے

اس پہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف
غور سے سن اس کو اے مرد شریف

حکایت ایک پدر جاہل کی کہ غازی تھا اور پسر جوان دنیادار کی

تھا کسی جا ایک مرد خوش خصال
عالم و فاضل ولی صاحب کمال
عالم و زاہد سخی اہل کرم
متقی و پارسا و محتشم

رکھتا گھر میں وہ اپنے ایک پسر
صورت ظاہر میں مانند قمر
گرچہ ظاہر میں تھا از زیب و فر
لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو

ناخلف تھا حد سے زیادہ پسر
رنج تھا اس سے بہت اس شیخ کو
الفت پدری سے بیچارے نے بھی
علم کی تعلیم کرتا تھا اسے

اپنی کم بختی سے لیکن وہ پسر
بھاگتا تھا پڑھنے سے ادھر ادھر
کرتا تھا صحبت بدوں کی اختیار
نیک باتوں سے اسے آتی تھی عار

کہتا تھا جس بات کو اس کا پدر
کرتا تھا برعکس اس کے وہ پسر
آخرش اک روز تنگ ہو کے کہا
باپ نے اس کو کہ سن اے بے حیا

جو کہ تجھ کو کہتا اور پڑھاتا ہوں
وہ وہ ہرگز نہ آیا پاس تیرے کہیں
ہیں تیرے ڈھنگ ہی کچھ سب ناخلف
[illegible]

ایسے نالائق سے کیا امید ہے
دین و دنیا میں کام آئے میرے
دور ہو گھر سے نکل اے بے حیا
نوکری کر جا کہیں اور کھا کھلا

بے حیائی سے یہ بولا وہ پسر
ہے خوشی میری یہی تھی اے پدر
عرض کی اس نے کہ حضرت خوب ہے
جلد مجھکو آج رخصت کیجئے

ایک گھوڑا خوب سا لے دیجئے
اور خرچ راہ کچھ دیدیجئے
تا کہ جا جنگ میں کہیں نوکر ہوں
اور بسر اوقات اس سے میں کروں

سن کے اس کو باپ نے پھر جلد تر
کر دیا تیار اسباب سفر
ایک گھوڑا جو کہا تھا اسے دیا
اور خرچ راہ بھی کچھ دیدیا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا
ساتھ اسکے کر دیے اور یوں کہا

جا ترا حافظ خدا اے بد گہر
پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر

ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا
پھر نہ منہ اس طرف کو اس نے کیا

شہر شہر و دربدر پھرنے لگا
نوکری کی جستجو کرنے لگا

رفتہ رفتہ آخرش وہ نوجواں
اک شہر کے بیچ پہنچا ناگہاں

کہتے ہیں اس شہر میں تھا ایک امیر
صاحب حشمت امیر بے نظیر

اس امیر نیک کی اے خوش ادا
نوکری کا تھا قلم جاری سدا

دے تھا عرضی نوکری کی اسکو جو
اس کو نوکر اپنا کر لیتا تھا وہ

عرض کی اس نے جو نہی جا کر کہا
نام اس کا جھٹ سواروں میں لکھا

ایک مدت تک سواروں میں رہا
ہوتے ہوتے پھر بڑھنے لگا

پھر جو کی قسمت نے اسکی یاوری
فوج ساری کا ہوا افسر وہی

چند عرصے میں ہوا وہ نوجواں
صاحب حشمت امیر کامراں

عیش و عشرت میں رہنے لگا
بے غم و بے رنج و بے محنت سدا

ایک مدت تک رہا اس طرح پر
جب تلک چاہا خدا نے دوپہر

اس پسر کی جب گھڑی آئی تمام
عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام

کی قضا نے جو نظر نوع دگر
دم کے دم میں ہو گیا زیر و زبر

نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ
نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ

نہ قلعہ نہ محل نہ وہ بارگاہ
دم کے دم میں ہو گیا وہ بالکل تباہ

رہ گیا جیسا کہ تھا پہلے وہ مرد
مفلس و مسکین بہ با سوز و درد

ہاتھ سے تقدیر کے وہ بے نوا
ٹھوکریں کھاتا پھرے تھا جا بجا

پھرتا تھا صحرا بصحرا دربدر
فقر و فاقے سے ہوئے خستہ جگر

پھرتے پھرتے الغرض با سوز و درد
اک شہر کے بیچ جا نکلا وہ مرد

دن کو تو اس شہر میں پھرتا رہا
رات کو جا اک مسجد میں پڑا

تا مسافر جان کر اس شخص کو
دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو

الغرض رات مسجد میں بسر
ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر

صبح ہوتے ہی وہ مرد بے نوا
باہر آ مسجد کے در پر ہو کھڑا ١٠

سوچنے دل میں لگا اپنے جواں
یا الٰہی اب بتا جاؤں کہاں

تھا اسی حالت میں وہ مرد گدا
دیکھتا کیا ہے کہ اک خلق خدا

پہن کر پوشاک اور گھر سے نکل
جاتی ہے جنگل کو وہ ساری بے خلل

لئے اپنے گھر سے ہر اک مرد و زن
جانب صحرا رواں ہے بے محن

اس جواں کے دل میں آیا خیال
دیکھو تو تو بھی ذرا چلکر کے حال

ہو نہ ہو ہے آج صحرا میں یہ کیا
بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا

کر کے یہ ارادہ اٹھ کے وہ مرد خدا
ساتھ ان لوگوں کے آخر ہو لیا

مختصر یہ اس شہر کے اک طرف تھا
اس میں اک درویش رہتا تھا

غار کے اندر ہی اندر وہ گدا
رات دن کرتا عبادت کو ادا

حق تعالیٰ اسکو قدرت سے مدام
بھیجتا تھا اسی جا پر طعام

اس لئے اس غار سے باہر کبھی
وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی

اس کا بعد اک سال کے معمول تھا
غار سے باہر نکل کر بیٹھتا

تھا معین اک دن ہر سال میں
باہر اس دن آتا تھا ہر حال میں

کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا
آپ کو دکھلاتا سب کو وہ

شائق اسکے دیکھنے کے واسطے
جمع ہوتی تھی تمام اس کوہ کے

شہر میں سے آتی تھی خلق خدا
اس کی زیارت کیلئے

تھا وہ دن عالم میں گویا روز عید
واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید

اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے واں
لائق اپنے ہر کبیر و ہر جواں

الغرض اس دن اسی معمول پر
جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر

یہ جواں بھی تھا وہیں حیران کھڑا
دیکھیے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا

اتنے میں اک شور خلقت سے اٹھا
آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا

دیکھ کر درویش کو اس کوہ پر
دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر

اور طلب کرتے تھے اس درویش سے
بس دعا ہر غریب چھوٹے بڑے

اپنے اپنے مدعا کے واسطے
لوگ اس سے ہی دعا کرواتے تھے

اور وہ درویش بھی التجا
ان کے حق میں مانگتا حق سے دعا

الغرض اس دن صبح سے تا بشام
تھا رہا اس کوہ کے گرد اژدہام

شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہدیٰ
اٹھ وہاں سے غار کے اندر گیا

خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی
رہ گیا واں وہ جوان اجنبی

سوچنے جی میں لگا اپنے جواں
میں بھلا اے دل تو جاؤں کہاں

آدمی ہر ایک اپنے گھر گیا
تو کرے گا شہر میں جا کر کے کیا

کر بسر جیوں تیوں یہاں اس رات کو
صبح کو پھر دیکھیے جو ہو سو ہو

کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سر
پڑ رہا جنگل میں تنہا خاک پر

جب گئی تھوڑی سی رات اس کو تئیں
دل میں اسکے یہ خیال آیا وہیں

کیوں پڑا تنہا یہاں اے بے عمل
اٹھ کے اس درویش کی خدمت میں چل

گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار
کر تو درویشوں کی خدمت اختیار

صحبت درویش سے مسرور رہ
اور ساری خلق سے بس دور رہ

جب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

دوست درویشوں کا ہے وہ جنتی
دشمن ان کا ہے بلا شک دوزخی

چلکے اس درویش کی خدمت میں اب
سیکھ کچھ راہ خدا اے بے ادب

واسطے دنیا کے کیوں اے بے خبر
ٹھوکریں کھاتا پھرے ہے دربدر

کیا ہے حاصل رنج لیجاتا ہے تجھے
آخر اک دن یار مرجانا ہے تجھے

آخرت کے کار سے غافل نہ ہو
دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو

دل میں اپنے پختہ کر کے یہ خیال
غار کی جانب چلا گھوڑے کی نال

اعتقاد دل سے وہ آ بیتاب پے
جا کے قدموں پر پڑا درویش کے

دیکھ کر درویش بولا اے جواں
کیا ترا مطلب ہے کہہ مجھ سے بیاں

عرض کی اس نے کہ اے پیر ہدیٰ
ہے مجھے مطلب فقط راہ خدا

اور مجھ کو چاہیے کچھ نہیں
راہ حق بتلائیے میرے تئیں

یہ کہا درویش نے اے نوجواں
گر یہی منظور ہے تو رہ یہاں

میری خدمت میں رہا کر تو سدا
تا ترا مقصود بر لاوے خدا

11 بے کیے خدمت کوئی پاتا نہیں
خدمتی محروم اب جاتا نہیں

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

جس نے خدمت کی ہوا مخدوم وہ
کی خودی جس نے رہا محروم وہ

جو مجھے خدمت پسند آئی تری
ایک دم میں تجھ کو کر دونگا ولی

جہل سے اپنے وہ درویش غنی
آپ کو سمجھے تھا عالم اور ولی

جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے
جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے

جہل سے ہو دل میں نخوت اور غرور
رہتا ہے تو جاہل سدا رحمت سے دور

جہل تن میں اک بلائے جان ہے
آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے

ہو سکے جتنا تو رہ جاہل سے دور
جاہلوں پر ہے غضب حق کا ضرور

تو بھی لے آمادگی رہ ہوشیار
صحبت جاہل نہ کرنا اختیار

تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ
جاہلوں کی ہے صحبت مثل آگ

ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بد
آخرت میں اسکا ہو انجام بد

جب تلک زندہ ہے جاہل خوار ہے
عاقبت اس کا ٹھکانا نار ہے

جہل سے اپنے گرا لے آہ آہ
غیر کو ناحق کیا یا رو سیاہ

جہل کا اسکی کروں میں کیا بیاں
فہم کر لیوے ہر اک پیر و جواں

الغرض پھر وہ جواں با صد خوشی
پڑ رہا خدمت میں اس درویش کی

پاس اس درویش کے رہنے لگا
اس کے کہنے پر عمل کرنے لگا

ہو گزرتا تھا یہاں اس کے تئیں
جان و دل سے خدمت کرتا وہیں

ایک مدت جب گئی اس کو گزر
پاس اس درویش کے بے بہرہ ور

ایک دن درویش نے اس کو اخی
سامنے اپنے بٹھایا با خوشی

ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا
اس جواں سے وہ فقیر بے نوا

اس جواں نے خوش جب پایا پیر کو
عرض کی اس نے کہ اے فرخندہ خو

ہو جو گستاخی مری اس دم معاف
عرض خدمت میں کروں میں صاف صاف

یہ کہا درویش نے اے نوجواں
جو ترا دل چاہے کر مجھ سے بیاں

عرض کی اس نے کہ جو آپ کی
آنکھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اس کو تم وقتِ وضو اور غسل کے ، دور کیوں کرتے نہیں ہیں آنکھ سے
دوسرے یہ ناک میں بتی جو ہے ، اس کے رکھنے کا سبب بتلائیے
دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جواب ، تا کہ ہو موقوف دل کا پیچ و تاب
یہ کہا درویش نے اے یارِ غار ، جبکہ کی میں نے فقیری اختیار
یہ کیا تھا عہد میں نے اس گھڑی ، جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی
میں کرونگا نفس کے برعکس کار ، گو وہ کیسا ہی ذلیل ہو اور خوار
اس سبب سے رات دن میں برملا ، برخلافِ نفس کرتا ہوں سدا
ناک کی بتی کا سن مجھ سے سبب ، نفس نے اک بار کی خوشبو طلب
یوں کہا اک روز مجھ سے نفس نے ، عطر مجموعہ کا مجھ کو چاہیے
میں نے بدلے عطر کے لی اے پسر ، گودڑ کی بتی ناک میں اس دن سے دھر
تا کہ آوے نفس نالو میں تمام ، ایسے ایسے اس لئے کرتا ہوں کام
اور سن تو دوسرا مجھ سے یہ اب ، آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب
بند میں لے آنکھ کو یوں کر لیا ، حق کی نعمت میں ہوا اسراف تا
کیونکہ دو دو دیکھتے ہیں جس قدر ، ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر
اس لئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی ، گرچہ میں نے بند کر لی دوسری
بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر ، تا کھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر
اس قدر ٹپکا جمائی موم کی ، حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی
سن کے یہ باتیں جواں نے یوں کہا ، گرچہ میں جاہل ہوں اے مرد خدا
عالم و فاضل ہے یہ میرا پدر ، اس سے میں اکثر سنی ہے یہ خبر
غسل کرنے سے جنابت کے کبھی ، خشک رہ جائے اگر اک بال بھی
اس جنابت سے نہ ہوگا پاک تو ، گو کرے سو بار تن کو شستشو
کیونکہ دھونا فرض ہے گو جسم سب ، گر رہا کچھ خشک ناپاک ہی رہا
اور تیرا عضو سارا اے عزیز ، خشک رہتا ہے سدا کر کے تمیز
یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے ، خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے
دوسرے یہ ناک میں تیرے اڑی ، ایک بتی گودڑی کی جو سڑی ۱۲
کس طرح تیری نماز ہووے درست ، جبتلک غسل و وضو ہووے نہ چست
اس کے اوپر آپ کو اے فقیر ، کہتا ہے تو صاف پاک اور بے نظیر
ایسے عملوں سے خدا دیوے پناہ ، دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ
اس طرح کے زہد و تقوی سے تری ، یہ ترا خادم بہت حیران ہے
سن کے یہ باتیں جواں سے وہ گدا ، دل میں کر انصاف وہ چپ ہو گیا
زانوں میں جھکا کے سر اپنا فقیر ، مارے خفت کے ہوا ایسا حقیر
شیر کے آگے ہو جوں روباہ پیر ، اس جواں کے سامنے اس دم فقیر
ایک عرصے تک تامل میں رہا ، پھر یہ اپنے دل سے اس نے یوں کہا
کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا ، اس جواں کو اپنا تو مرشد بنا
اٹھ یہاں سے کر کے تو یہ جلد تر ، اس جنابت کو بدن سے دور کر
غسل کامل اور وضو کو چست کر ، باندھ پھر حق کی عبادت میں کمر
الغرض نہا دھو کے اٹھ کر با نیاز ، کی ادا اس وقت جو اس نے نماز
وہ مزا اور حظ اسے حاصل ہوا ، جس کی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا
وہ تجلی اس گھڑی حاصل ہوئی ، پہلے اس سے جو نہ دیکھی تھی کبھی
ہو کے نادم پہلی باتوں سے بڑا ، اس جواں کو پاس آ کر یوں کہا
علم دیں جا کر کے پڑھ تو شوق سے ، پھر سکھانا یا کبھی آ کر مجھے
شرم آتی ہے بڑھاپے میں مجھے ، اس لئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے
اس جواں نے سنتے ہی جھٹ پٹ وہ ، جو کہا تھا پیر نے وہ ہی کیا
سیکھنے سے علم کے اے بہرہ ور ، ہو گیا درویش راہ راست پر
ہو گیا درویش پھر تو بے مثل ، عالم و زاہد ولی بے بدل
ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا ، جب ہوا مقبول درگاہ خدا
ہوتا علم اور زہد آپس میں بہم ، دیکھ سکے کب دیو عزت کے تئیں
علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے ، دھو دے جو زنگ گمراہی دل سے تیرے
زہد وہ ہے جو اکھاڑے بیخ سے ، ماسوا دل پر کے دل کی ہے عیشے
جو تجھے دل میں سوا حق کے بھرا ، زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا

یہ ہوس دل سے ترے باہر کرے ، اور دل میں خوف و ڈر ظاہر کرے
ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا ، علم حق جن کو کیا حق نے عطا
انما یخشیٰ ہے ان کی شان میں ، کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں
یعنی مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وے ، عالم و عامل ہیں جو بندے مرے
خشیۃ اللہ کو نشانِ علم جان ، انما یخشیٰ قرآں میں پڑھ جوان
دل کو علم و خوف سے آباد کر ، جا حدیثِ لو علمتم یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یہ حضرت نبی ، جانتا ہوں میں جو تم جانو کبھی
تو کرو کیا ہنسنے کا بلکہ برملا ، روتے روتے غم سے رونا ہے بھلا
ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا ، کہ رہے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا
درد و غم سے کر کے پر اک جام لا ، جلد ساقی لا اور میرے منھ سے لگا
تا کہ درد یار جا دل میں سما ، درد سے ہو درد اسکے کی دوا
علم کا بن پھر راغ و باغ بود ، بحر مردود اور چراغ بود

اس داستان میں مذمت ان علما کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امرا کی اور دور رہتے ہیں فقرا سے

فقر سے ہو علم کو زیب اے پسر ، نے زر و باغ و راغ و سب کا ثمر
فقر فخری کہتے ہیں حضرت نبی ، فقر سے ہو زیب زینت علم کی
علم کی عزت بلا شک فقر ہے ، فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے
فقر و فاقے سے ہو عزت علم کی ، حشمت دنیا ہے ذلت علم کی
فقر و فاقہ عالموں کا تاج ہے ، مومنوں کا فقر ہی معراج ہے
مولوی کو یہ گماں لا ریب ہے ، اس کو اسباب جہاں سے زیب ہے
علم کا نقصان ہے حضرت مولوی ، حشمت مالی و مالِ دنیوی
قاقم و خز کب تلک یوں پہن کر ، ہو گیا تو آراستہ اے نامور
اور کب تک مرغ و ماہی سے آجی ، تو کرے گا زیب و زینت خوب کی
آپ کر انصاف اے صاحب کمال ، ہو میسر کیسے تجھے یہ از حلال ۱۳
اس قدر مال و منال ہی یا ادیب ، جز فریب و مکر کے ہو جمع کب
سو مشقت گر کرے ہو عالِ ، آوے کب کچھ ہاتھ میں مالِ حلال
اس میں بس اتنا تکلف ہے ضرور ، جو کی روٹی اور کچھ دال مسور
موٹا جھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ، اس سے زیادہ ہو بھی کچھ کو کیوں
اور تیرا اس قدر مال و منال ، جمع ہے کیونکر یہ از وجہ حلال
مال و ملک و دولت و باغ و بہار ، مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا و قند و شکر قورما ، ہو میسر ہے تجھے کیونکر بھلا
جس کے اوپر آپ کو ہے فخر و ناز ، عالم و فاضل ہیں ہم یا اتقیا
علم دیں سے یوں کرو جھنڈا کھڑا ، اور کمانا پھر نہ ہو اس طرح کا
ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہ ناک ، تا کہ ہو تن نرم پوش اور جو تن چاک
آخرش تجھ کو کرے دیں سے بری ، یہ تن آرائی و یہ تن پروری
مال و ملک و دولت و باغ و چمن ، سب ہیں گردن میں پڑے یہ طوق بن
ایک لقمہ بھی جو کھایا شبہ ناک ، خاک کھا اور ڈال تو دانتوں پہ خاک
اور یہ لقمہ آخرش اے نیک نام ، زہر قاتل ہے ترے حق میں تمام
تجھ کو مالِ شبہ سے یقیں کرے ، نور عرفاں دل سے وہ باہر کرے
آیا ہے اس لقمہ کو کھا کر شبہ ، دین اور ایمان ترا کر تار وے
ابر القمہ دین کو یوں کھاوے سن ، اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھن
تو برائی اور خباثت بدلے گی ، شبہ کے لقمہ کو تو سن تجھ سواجی
یعنی اک دانہ ہوا اگر شبہ ناک ، اس کو لیکر حضرت ابراہیم پاک
سینکڑوں دن تعلیم اور عزت سے جا ، لے دے کعبے کے حرم میں برملا
تخم اس کا ڈالتے اپنے ہاتھ سے ، اور گاؤ چرخ سے بونا کیسے
اور سینچیں آب زمزم سے اسے ، حضرت ابراہیم آ کر لے لئے
اور اسکے کاٹنے کے واسطے ، آہن تو سے اگر دانتی بنے
اور پیسیں حضرت خیر النساء ، حجر اسود سے بنا کر آسیا

؎ یہ اشارہ ہے طرف آیۃ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی خدا کے بندوں میں علما ہی خدا سے ڈرتے ہیں ۱۲

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

اور گو نہ دیں اس کو حوریں جنتی ۔ با خوشی کوثر کے پانی سے اٹھی
اور خمیر اسکے پہ پڑھیے بعدد ۔ فاتحہ یا قل ہو اللہ احد
اور جلا دیں لا کے حضرت جبرئیل ۔ لکڑیاں طوبیٰ کی جنت سے قلیل
اور پھونکیں آگ اسکی دم بدم ۔ حضرت عیسیٰ نبی محترم
اور پکا دیں حضرت مریم اسے ۔ نوح کے تنور میں لے نیک سے
اور اگرچہ تو پڑھے اسے ہوشیار ۔ اس کے ہر لقمے پہ بسم اللہ ہزار
گرچہ اس پر ایسے ایسے ہوں عمل ۔ پر نہ اس لقمے کا کچھ جاوے خلل
باوجود ایسی کراماتوں کے یار ۔ وہ خباثت اسکی ہو پھر آشکار
آخرش خاصیت اسکی جب کھلا ۔ وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے
راہ طاعت میں تجھے بیجاں کرے ۔ خانۂ دیں کو ترے ویراں کرے
راہ جنت کی تجھے اکر بے خلاف ۔ راہ دوزخ کی بتا دے تجھکو صاف
دزد دیں کا ہے تجھے اپنے اگر ۔ جلد اس کا کر علاج اے بے خبر
ورنہ ہوگا دیں تیرا سب تباہ ۔ کر علاج اس کا ذرا پھر آہ
کر کے محنت اور مشقت باکمال ۔ جا کے پیدا کر تو کچھ قوت حلال
اس ہوا و حرص سے تو درگذر ۔ گر قناعت پیشہ مت ہو بے پدر
جو نہ ہووے جامۂ اطلس تجھے ۔ تن کے ڈھکنے کو ہے کملی بس تجھے
ہو نہ گر کمخاب و مخمل گلبدن ۔ اک گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن
نان حلوا تو نہ زردہ ایلاؤ ۔ اور بریانی متنجن نان پاؤ
ہوں نہ یہ کھانے اگر با قند و مشک ۔ تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک
سونے چاندی کے نہ ہوئیں تن اگر ۔ مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر
اور نہ ہووے گر پیالہ زر ناب ۔ کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب
اور سنہرے آبخورے گر نہ ہوں ۔ پی سکے ہے یار دریا پی جاؤں
اور نہ ہوویں اسپ گر زرین لجام ۔ یا پیادہ چل سکے ہے چند گام
گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو ۔ چل سکے ہے یا پیادہ یار تو
جو نہ ہووے دور باش و پیش رو ۔ دور باش نفرت خلق از تو بس
یعنی گر ہوویں نہ تیرے باوقار ۔ آگے اور پیچھے نقیب اور چوبدار
اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو فرد ہو ۔ سارا عالم ہر طرف سے دور دور
اور نہ ہوں گر خانہائے زرنگار ۔ کر سکے ہے زندگی در کنج غار
ہو نہ گر دالان کوٹھا کوٹھری ۔ رہنے کو کافی ہے خس کی جھونپڑی
اور نہ ہوویں فرش گر ابریشمیں ۔ بوریے کا ہو یہ ہو گوشہ نشیں
مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو ۔ رکھ سکے پتھر سر نیچے یار سو
واسطے ڈاڑھی کے گر کنگھی نہ ہو ۔ انگلیوں سے کنگھی کر سکتا ہے تو
اس جہاں میں ہے تو جتنا کچھ زر ۔ بن کے پھل سے کر لیں اوقات کو
الغرض جس چیز کا چاہے یہاں ۔ ہو سکے ہے اسکا بدلہ بیگماں
جس کا چاہے تو جہاں میں عوض ۔ تجھ کو حاصل اس کا بدلہ ہو غرض
اور جہاں میں کچھ عوض ہے جان تو ۔ قدر اپنی عمر کی پہچان تو
عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار ۔ اس کے ہاتھوں سے نکلنا ہو ہوشیار
ساقیا بھر شراب وہ جام دے ۔ چھوٹ کر حرص و ہوا کی قید سے
تاکہ اے امداد جا کر بے محن ۔ یار کے کوچے میں قربان جان و تن

بیان خیر دل محققین مستغرق کا اور یہ ہے اشارہ قولہ تعالیٰ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ کے انصاف اور اخلاص کے ساتھ

خرچ جاں اپنی کر دے اے عاشقو ۔ دوستی میری اگر تم راست ہو
جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے ۔ تن کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھہر کر یہ کھا ناب سب کی وہ سزا ۔ جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا
گنج دولت کا وہ آخر لے گیا ۔ جان دی جس نے بپائے دلربا

دو جہاں کی اس نے بازی جیت لی ۔ یار کے قدموں پہ جس نے جان دی
گر حیات و عیش خوش چاہے یار ۔ کاٹ نفس اپنے کو تو اول تو مار
گر جوانی میں نثار اے سست جاں ۔ جا عوان بین ذلک پڑھ جواں
یعنی بچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو ۔ اس کی قربانی نہ ہووے جان تو
گر جوانی میں تو قرباں آپ کو ۔ یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو
جو ہوا بوڑھا اگر ہاں جانی نکر ۔ بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب گئے برباد آیا نہ شباب ۔ پھر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے ثواب
دن جوانی کے ہوئے آخر تمام ۔ کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
اکثر اس پنجاہ سے اور اک سجدہ ۔ نے کیا تا کام آوے اے جہود
ساٹھ سے بھی عمر زیادہ ہو گئی ۔ کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی
عمر تیری کام کی گذری نہ آ ۔ ایک بھی سجدہ نہ تو نے کر لیا
تاکہ کام آتا وہ تیرے یوم دیں ۔ وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین
اب بھی تو اے عندلیب کہنہ سال ۔ کر شروع آہ و فغاں چیز بے کمال
جو کیا نالہ نہ در فصل بہار ۔ کر ادا اس کو خزاں میں تو نہار
اب بھی آ پھر خدا اے بے تمیز ۔ اس بڑھاپے کو غنیمت جان عزیز
عجز سے رو کر خدا کے روبرو ۔ توبہ و استغفار کر ہر لحظہ تو
ہر جوانی میں کیا تو نے نہ کام ۔ کر ادا اس کو بڑھاپے میں تمام
تاکہ تو جانے زیاں کا سود یار ۔ تجھے گر تو نقد اور تو یہ ادھار
غرق دریائے گناہی تا بکے ۔ در معاصی روسیاہی تا بکے
غرق دریا میں گناہوں کے بھلا ۔ تو رہے گا کب تلک مجھکو بتا
اور بدیوں سے تو اپنی روسیاہ ۔ کب تلک رکھے گا اے حال تباہ
گوش جاں سے پنبۂ غفلت نکال ۔ جد امجد کا تو سن پھر مجھ سے حال
حضرت آدم کہ دادا سب کے تھے ۔ اور خلیفہ تھے خدا کے جان لے
اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا ۔ دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا
اک گنہ کیے ہی سن ان کو کہا ۔ تم بھی مذنب نکل اب یاں سے جا
تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ ۔ داخل جنت ہو تو اے روسیاہ ۱۵
اک گنہ کے سبب آدم کو نکال ۔ حق نے جنت سے دیا پھر ڈال
جو کرے صدہا گنہ شام و سحر ۔ کس طرح جنت میں ہو اسکا گذر
ہو گئے گذر انتظار اب ساقیا ۔ کر مدد یہ وقت ہے امداد کا
عمر گذری ہجر میں جلتے ہوئے ۔ اب تو مت محروم رکھ دیدار سے

اس داستان میں بیان ہے مراد قول نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حب الوطن من الایمان کہ کیا غرض ہے اس سے

قید میں عصیاں کی جو قیدی ہیں ۔ مسر غیبی سے وہ ناامید ہیں
جو گناہوں کی بیڑی میں جال میں ہیں ۔ یار کے دیدار سے محروم ہیں
تن بدن کو پالتے ہیں جو کوئی ۔ قید میں ہیں نفس اور شیطان کی
لذت تن میں پڑے ہیں جو کہ بد ۔ ان کی گردن میں ہے حبل من مسد
بند تن کو توڑ زنداں سے نکل ۔ یار کے کوچہ کو اٹھ جلد چل
اٹھ توجہ کر سوئے ملک نعیم ۔ یاد کر او وطن اور عہد قدیم
[illegible] خدا تک پہنچ تو ۔ یار کے کوچہ کو ادھر اس [illegible]
یار کی تجھ کو محبت ہے اگر ۔ راہ لے کوچہ کی اسکے جلد تر
تا ہر وطن بہم لے نیک تن ۔ کہتے ہیں ایمان سے ہے حب وطن
یہ وطن ہے نہ عراق و شام کے ۔ وہ وطن ہے اور جس کا نام لے
یہ وطن دنیا کے ہیں [illegible] ۔ کب کرے تعریف دنیا کی نبی
دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا ۔ ہو خطا سے کب تمھارا یاں عطا
ترک دنیا کو کرے ہے یار جو ۔ دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ
چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار ۔ اس وطن کو نفس پر ہے کر سوار

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن جن کو زینت دیتے ہو اصلی وطن ہیں سعادتمند جو سب چھوڑ کر رکھتے ہیں وہ راہ اصلی پر نظر
اس وطن میں ہے تجھے جان اک سفر جیسے مسافر چاہئے کرنا گذر دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار کر لیا تو نے وطن ہی اختیار
شہر تن میں اس قدر تو آ پھنسا اس وطن کو کر دیا دل سے جدا اس وطن ہی ہے جو یہ خود بے وطن تو پڑا اب کب تک رہیگا خستہ تن
موڑ منہ اور تن سے جا کر شاد کر اپنا تو اصلی وطن آباد کر چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا کوئی ویرانے میں رہتا ہی بڑا
ہے یہ دنیا خانۂ ویران یار اس کو نادان ہی کرے ہے اختیار ہے یہ ویرانہ سمجھ اے ہوشیار الّووں اور چغدوں کے رہنے کا گھر
ہے یہ جنت واسطے کفار کے ظالم و فاسق و بد اطوار کے اور مومن کو ہے زندان جہاں عیش اور آرام زندان میں کہاں
فکر کر ایسی کوئی اے بے خبر تا کہ تو اس قید سے ہووے بدر آشیانہ ہے ترا عرش بریں تو پڑا ہے قید میں اندر کمیں
چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار اس نجاست پر ہے تو مفتون یار کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا
کب تلک اے شاہباز پر فتوح تو رہیگا دور از اقلیم روح حیف ہو صد حیف اے صاحب ہنر ایسے ویرانے میں کھو بال و پر
کب تلک اے ہدہد شہر سبا تو رہے گا اس سفر میں بستہ پا ایک کوشش بن یا سے دور کر اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر
کیوں اٹھائی کنوئیں میں سر کے بل گر تو یوسف ہو کنوئیں سے آ نکل تا عزیز مصر ربانی ہو تو جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو
اس نجاست پر ہے سبزہ دیکھ کر ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر ایک دانے کے لئے اے زشت خو جال میں تو نے پھنسایا آپ کو
واسطے تصویر بیجان کے میاں آپ کو رسوا کیا اندر جہاں پھر رہے دل میں خیالات جہاں ذکر و فکر حق سمایا پس کہاں 16
لوح دل سے سب خیالات کو دھو جان سے اک یار پر مفتون ہو یار ہرجائی نہ بن اے بے وفا خالصاً اک دلربا سے دل لگا
جب نہ تجھ کو ملے ہرجائی یار کیوں دہی میرا اس سے کرو گا ایک سے ہو کر یہ سن مجھ سے مثال تا کہ ہو معلوم تجھکو سب حال

حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی

تھی اک عورت خوبصورت نازنین سیم تن نازک بدن اور مہ جبین زلف و رخسار و لب اسکو رشک حور جس کی الفت میں دل اک عالم تھا چور
اک دن بازار پا مد کر تو فر ایک کوچے میں ہوا اس کا گذر اتفاقاً سوختہ دل اک جوان دیکھ اسکو ہو گیا عاشق بیجان
اس پری کا دیکھ کر حسن و جمال ہو گیا وہ مثل تصویر خیال اڑ گئے سب ہوش و صبر و قرار ہو گیا کل محو اندر عشق یار
اس کو یوں مجنون و شیدا دیکھ کر عشق کا اسکے ہوا اس پر اثر یوں کہا اس زن نے اے سادہ رو حال اپنے کو بیاں کر مجھ سے تو
کیوں کھڑا ہے کس لئے تجھ کو ہوا کس لئے آئینہ ساں حیران ہے جا یہاں سے دیکھ اپنا کام کر کیوں بلائیں پڑتا ہے آ کر
اس جوان نے یوں کہا اے جان جہاں چھوڑ کر تجھ کو اب جاؤں کہاں عشق تیرا لگیا اے میری جان ہوش و عقل و صبر و تاب و تواں
عشق نے تیرے مجھے بے خود کیا کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا یہ کہا زن نے اسے اے بے خبر ہے میری ہمشیرہ مجھ سے خوب تر
حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ یار حسن پر ہیں شمس و قمر دونوں نثار دیکھ اسے شکر ذرا اے سادہ تر آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو

سن کے یہ وہ چھوڑ کر اس کو خام ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک گام جب لگا جانے تو زن نے دوڑ کر دھول ایک سر پر لگائی جلد تر
اک طمانچہ اس کے منہ پر مار کر بولی کہنے لگے اے خیرہ سر میری صورت پر اگر عاشق ہو تو اپنے اس عشق میں تھا صادق ہو تو
غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا ہے یہ دعوی عشق کا اے بے حیا کرتا ہے دعوی تو میرے عشق کا غیر کو کیوں دل میں پھر دیتا ہے جا
کیا یہی ہوتی ہے وفا عاشقاں غیر پر مائل ہو خاطر ہر زماں جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر ہے حقیقت میں وہ مشرک سر بسر
اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو کیسے میں چاہے بنانا دیر کو رکھتا ہو دل پر جو داغ حب غیر اور چاہے کوچۂ دلبر کی سیر
غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال چشم دل سے دیکھ پھر حق کا جمال کس لئے احول بنا ہے اے حبیب دوسرا کون یاں حق کے سوا
جو سوا حق کے ہے وہ سب کو جلا ایک دل ہے سو تو دل اپنا لگا جز وجود مطلق اور ہستی پاک دہیان میں تیرے جو آوے سب ہے خاک
تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے یہ اک نور منزہ اے جواں اول و آخر نہاں و آشکار ایک ہی ہے خورشید اور ذرہ ہزار
ہیں ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ایک صورت جان لے اے بے خبر ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال اس تکثر سے ہے حیران عقل حال
ہے کہاں سے کثرت آئینہ جان ہیں سب اعداد صفات آئینہ دان اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں اب قند وحدت سے ہیں جو ہیں طلب
اس سخن نے بند لبوں کو کر دیا گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا ساقیا اس وحشت سے چھڑا یار کے کوچے کا دے رستہ بتا
جام وحدت دے کے ساقی جلد تر ما سوا کی قید سے آزاد کر تا کہ میں سب چھوڑ کر کے یہ نزد بحر وحدت عشق میں ہو غرق …

17 ## اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن سالک اور طالبوں اور عاشقوں کو سہل بلکہ بڑی راحت اور چین ہے اور بیر عاشق آزاد کے

ہیں طریق عشق میں صدہا بلا اے دل غمگیں غم میں مبتلا عشق کے رستہ میں لاکھوں ہیں الم آفت و درد و بلا و رنج و غم
محنت و خواری ذلت اور جفا انتظاری بیقراری درد سر کھانا اور پینا سونا ہے وہاں ہاں مگر کہ نالہ آہ و فغاں
نے عزیز ونے قریب نے شفیق نے کوئی غمخوار ان کا نے رفیق ہوتے ہیں ہمراہ عاشق کے مگر آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر
لیک عاشق ماہران عشق ہیں ہیں وہ خوش ہر دم بلا و رنج میں عشق کے وہ آزمودہ کار ہیں بادشاہ باطن ظاہر خوار ہیں
جان بازی میں ہیں تیار رند خام بود سے اپنے ہیں بے خود لاکلام تو بھی اے آزاد اپنے سے نکل ہو کے بیخود کوچۂ دلبر کو چل
… با فراغ دل تو تنہا راہ لے … …
… اندر خودی کے بہتر … بہتری ہے بے خودی پیارا اخی راہ میں فقر و فنا کے سہل ہے جسم و جان کو پہنچے غم گرچہ پہلے
رنج و غم ہوتا ہے فرحت و خوشی جبکہ حاصل ہو مقصود دلی … دیکھو گا جس طرح بھیڑیا ہوتا ہے خوش …
بکرا … پاؤں کی گرد عیاں بھیڑیے کی آنکھ میں باغ و بہار ہے اسی صورت حال عاشقاں سو بلا و درد و غم ہیں گماں
ان کو حاصل یار ہے گرچہ تن ان کا مثال خار ہے عشق کی راہ میں بھی کب آسودگی سر بسر ہے درد و غم آلودگی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

عیش و عشرت جبتلک چھوڑے نہ تو / غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو
ہو جبتک تجھ پہ آسائش حرام / رکھ سکے کب عشق کے رستہ میں گام
کب بھلا حاصل تجھے ہو راہِ عشق / مبتلا ہے تو تو اندر جود و فسق
غیر ناکامی کے اس جا کام نے / عشق کی ڈبے رہ حمام نے
توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ ترا / نان و حلوا طاق میں کہلے فنا
نان و حلوا کیا ہی تیرا جاہ و مال / باغ و راغ و حشمت و اقبال و حال
نان و حلوا کیا ہی یہ فرزند و زن / تیری گردن میں پڑے جو طوق بن
نان و حلوا کیا ہے فکر نام و ننگ / جس کی خاطر ہے یہ ساری صلح و جنگ
نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار / مسند و تکیہ و خانہ زرنگار
نان و حلوا کیا ہے یہ طول امل / اور فریب نفس و علم بے عمل
نان و حلوا کیا ہے سن اے بدقماش / یہ بھی تیری ہو از بہر معاش
واسطے دنیائے دوں کے ہوشیار / زیر منت ہوگا کس کس کے تو یار
لے بقا کے واسطے اے خود پسند / ہوگا کس کس کا تو یاں احسان مند
عیش اور آرام تیرا اے جواں / لے گیا یک لخت یہ حلوا و نان
تجھ کو یہ صبر و توکل سے چھڑا / اور بدر رسوا یہ کراتا ہے سدا
دھو دیا لوح توکل سے بھی / نام تیرا جان لے مرد غبی
گوشۂ صبر و توکل چھوڑ کر / کیوں پھرے سرمارتا ادھر ادھر
کان میں تیرے پڑا بھی ہے لئیم / حرف الرزق علی رب کریم
یعنی ہے رزاق وہ پروردگار / رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہار
رزق دیتا ہے تجھے شام و سحر / پھرتا ہے پھر کس لئے تو دربدر
جا قناعت پیشہ کر اے بے خبر / صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر
گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا / تاکہ دے تجھ کو دکھا راہ ہدا

18

اس میں بیان اس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کرکے پہاڑ کے غار میں بیٹھا اور آزمانا اللہ تعالیٰ کا اس کو امتحاناً اور نصیحت یعنی اس کو ایک کتے سے

کوہ لبنان میں تھا ایک عابد مقیم / غار میں جس طرح اصحاب الرقیم
چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق خلق / غار میں بیٹھا کرے تھا یاد حق
دن کو رہتا تھا ہمیشہ روزہ دار / رات کو کرتا عبادت بے شمار
قدرت حق سے اسے اک وقت پر / نان و حلوا پہنچتا اے نامور
آدھا اس سے رات کو کھاتا تھا وہ / اور سحر وہ نوش کرتا نصف کو
الغرض وہ رات دن مرد خدا / یاد میں اللہ کی مشغول تھا
یوں بسر اوقات کرتا تھا سدا / فکر کھانے پینے کا اس کو نہ تھا
نان و حلوا دیتا تھا اسکو خدا / بے مشقت اور بے محنت سدا
آخرش اک روز بہر امتحاں / ہوگیا موقوف وہ حلوا و ناں
انتظاری کی نہ آیا پر طعام / وہ ہوا زار و نحیف اے نیک نام
جب نہ آیا شام سے لے تا سحر / سینکڑوں دل آنے لگے دل میں خطر
بھول سب جاتا رہا صوم و صلوٰۃ / فکر کھانے میں یا وہ ساری رات
اور نہ کی اس نے عبادت کچھ ادا / اور نہ سویا رات کو وہ متقی
الغرض کی رات تجھ یوں بسر / ہوگیا اتنے میں ہنگام سحر
آخرش اٹھا وہ با صد اضطراب / غار سے باہر نکل آیا شتاب
کوہ پر پھر کر کھڑا وہ بے خطر / اور لگا پھر تکنے ادھر ادھر
جبکہ چاروں طرف کی اسنے نظر / دور سے قریہ اسے آیا نظر
کوہ سے نیچے اتر کر وہ اتقی / گاؤں کے اندر گیا با صد خوشی
سن تو اس قریہ میں رہتے تھے تمام / گبر اور قوم نصاری لاکلام
عابد اس کافر کے در پر ہو کھڑا / یہ کہا کچھ دو مجھے بہر خدا

19

گبر نے دو روٹی اس عابد کو دی / لیکے اسکو وہ چلا با صد خوشی
اور کیا عابد نے پھر قصد مکاں / تاکرے افطار روزہ اس سے واں
گاؤں سے باہر نکلکر وہ جواں / غار کی جانب ہوا جس دم رواں
ایک کتا گبر کے دروازے پر / رہتا تھا مدت سے اے نیکو سیر
بھوک کے مارے یہ تھا احوال سگ / رہ گئے تھے استخواں در پوست و رگ
گرچہ آگے اس کے کوئی جو کبھی / کھینچتا گر گردہ پرکار بھی
تو وہ کتا روٹی اس کو جان کر / جان دیتا تھا وہ اسپر بے خطر
جو زباں پر آتا تھا لفظ خبز / وہ سمجھ کر خبز دیتا تھا اسپہ سر
کتا یہ پا کر کے عابد کی ذرا / دوڑ کر جھٹ اسکے وہ پیچھے پڑا
جب لگا عابد کو پہنچانے ضرر / ایک روٹی خوف سے دی جلد تر
ایک روٹی بچ رہی تھی اس جو سے / لیکے دوڑا اس کو وہ مرد نکو
کتا جب اس سے فراغت پا چکا / دوڑ کر عابد کا جھٹ پیچھا لیا
دوسری روٹی جو اسکے پاس تھی / تنگ ہوکر وہ بھی اس نے ڈال دی
ڈر کے اسکو پھر ہوا عابد رواں / اس کی ایذا سے کہ تا پائے اماں
دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا / جھڑ جھڑا کر کان پھر پیچھے پڑا
پیچھے اس کے مثل سایہ وہ چلا / بھونکتا اور کپڑے اسکے پھاڑتا
ہوکے عاجز اس سے عابد نے کہا / میں نہیں دیکھا ہے تجھ سا بے حیا
تیرے مالک نے دو روٹی کو سوا / کچھ نہیں مجھ کو دیا اے بے حیا
سو وہ دونوں تجھکو اب میں دے چکا / پھر کیوں ہے گرد تو مجھ کو بتا
اور کیا چاہے ہے مجھ سے اے پلید / کیا حیا تجھ کو نہیں ہے اے مرید
قدرت حق سے وہ کتا ناگہاں / گفتگو کرنے لگا جوں مردماں
یہ لگا کہنے کہ اے مرد خدا / غور کر ٹک میں نہیں ہوں بے حیا
بچپنے سے اب تلک اے نامور / رہتا ہوں اس گبر کے دروازے پر
گھر کا اسکے بن رہا ہوں دیدباں / بکریوں کا اسکے ہوں میں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے مجھکو پارہ نان / اور گاہے دیتا ہے مشت استخواں
اور گاہے بھول جاتا ہے مجھے / کچھ نہیں اس دن کھلاتا ہے مجھے
گذرے ہیں مجھ پر بہت شام و سحر / روٹی ہڈی کچھ نہیں آتی نظر
گاہ ہوتا ہے کہ پیر گبر کو / نے میسر آب کو نے مجھ کو ہو
ہفتہ ہفتہ گذرے ہیں یاں تو واں / خشک ٹکڑے کا نہ پایا کچھ نشاں
پرورش پائی جو میں اس در اوپر / اور کے در پہ نہیں کرتا گذر
گرچہ صد ہا رنج اب سہتا ہوں میں / در پر اسکے پڑا رہتا ہوں میں
اس کی نعمت کبھی کرتا ہوں شکر / صبر سے رہتا ہوں گو ہے مجھ کو فکر
کھیلتا ہوں عشق کی بازی سدا / ساتھ اسکے میں بصد رنج و عنا
الغرض یاں عاصی اسکے در سوا / اور کے در کو نہیں پہچانتا
اور تجھے جو ایک دن اے نوجواں / نے ملا تقدیر سے حلوا و ناں
بس بنا ہے صبر میں آئی شکست / غیر کے در پر گرا اے خود پرست
اپنے اس رزاق کا در چھوڑ کر / گبر کے در پر تو آیا دوڑ کر
کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر / مانگنے آیا تو ایک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کا / چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو
اور دشمن اسکے سے کی دوستی / کچھ حیا تجھ کو نہ آئی اے اخی
اب ذرا منصف ہو اے مرد خدا / بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں بتا
سنکے یہ عابد گرا بیہوش ہو / بیٹھ کے پھر رہ گیا حیرت میں وہ
اے سگ ہاں ہوں نفس و ہوا کی / یہ نصیحت گبر کے کتے سے کی
صبر کا در بھی اگر تجھ پہ کھلے / گبر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ / نفس و شیطاں کے ہاتھوں بے حیا
غش شدید ہے کیا مجھ کو بسیر / ہو کہیں بہر خدا تو دستگیر

اس میں نصیحت ریاکار اور ریاکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے

کیا ہے دنیا جان اے مرد غبی / واسطے زہد کے بنے تو متقی
خانہ و مسواک تسبیح و ردا / جبہ و دستار و طیلے صفا

www.nafseislam.com

زہد کا دعویٰ ہو تجھ کو بیشمار ۔ جاہ و عزت کیلئے اے نابکار
بے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر ۔ تا کریں تعظیم سب شاہ و وزیر
بے گماں تجھکو کہ ایسے مکر سے ۔ سارے عالم کو مطیع اپنا کرے
ہے توقع تجھ کو اے مرد غبی ۔ تا کہ اس جھوٹی فقیری سے تری
معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں ۔ لائیں نذریں پاس تیرے بیگماں
یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز ۔ ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز
ہیں بہت عالم میں عاقل نکتہ داں ۔ جانتے ہیں سب کی خوبی و زیاں
یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو ۔ اس سے وہ واقف ہیں بیشک مو بمو
ہے یقیں ہے تجھکو اب بیشک یہی ۔ حال سے تیرے نہیں واقف کوئی
اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا ۔ لاف تقویٰ اور عدالت کی سدا
فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی ۔ جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی
ہو تیرا سرسبز لیل و نہار ۔ کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار ۔ متقی و عاقل و پرہیزگار
نان و حلوے کے لئے تو نے لعین ۔ کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دیں
جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر ۔ دین و ایمان سے پڑا کیوں دور تر
دیں دیا تو نے لیا نان حرام ۔ مکر و حیلہ بہر تسخیر حرام
مال کھاتا تا شاہد کا یا کہ رشیا ۔ بھیج دے غیرت سے تیری عزت و ناں
لے فریب کرے شاہد نکال ۔ ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال
پھر یہ تقویٰ اور عدالت یا جو ہو ۔ ایسے وصفوں کے ہے قائم ای حسد
ہے ہمیشہ برقرار اور پایدار ۔ یہ عدالت اور تقویٰ نابکار
سنگ و آہن سے بھی یہ مضبوط ہے ۔ جو نہیں نقصان کسی شے سے اسے
کچھ نہیں نقصان فریب کرے ۔ اس عدالت اور تقویٰ کو ضرر
نے خلل اس کو کسی شے سے عزیز ۔ جوں وضو کے حکم بی بی تمیز

حکایت تمثیل

حال اس چوتڑ کا سن تا کہ اے عزیز ۔ جو کہ تو رکھتا ہے کچھ عقل و تمیز
شہر ہرا میں تھی سن ایک زن ۔ کہتے ہیں رنڈی و حیلہ ساز و پرفن
نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار ۔ کہتے ہیں بی بی تمیزہ ہوشیار
بس عبادت سے اسے لیل و نہار ۔ تھی سدا رغبت بہت اس کے لئے نادار
صبح سے لیکر کے تا وقت عشا ۔ با وضو رہتی تھی اے مرد خدا
بعد عشا کے صبح تک وہ لے شوق ۔ رات بھر کرتی زنا فسق و فجور
ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تھی ۔ کرتی تھی جو چاہتا تھا جو کوئی
آتا جو اس بے حیا کے پاس غلام ۔ آگے اسکے پڑی تھی من پسار
لے نماز شام سے تا بامداد ۔ نامرادوں کو سدا دیتی مراد
ورنہ خالی ہوتی تھی اسکی ذات ۔ ایکدم بھر نہ تھی تمام رات
جو کوئی لاتا مراد اپنی وہاں ۔ جھٹ رحم کرتی وہ بے گماں
رند اور اوباش کے مقصود کو ۔ حسب لاتی تھی فرائے خیر
اس کی تھی شیخ کے مانند یار ۔ پھر تو بھی رہتی سدا لیل و نہار
اور اسی حالت میں پھر وہ نابکار ۔ کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار
جس کسی کے نیچے سے اٹھتی تھی بنا ۔ ہوتی تھی فی الحال مشغول
بے وضو بے غسل بے نیت ۔ خوب کرتی تھی رکوع سجدہ ادا
اسکے اوپر کی تھی وہ بدگہر ۔ با وضو رہتی ہمیشہ آٹھوں پہر
ایسی بد ذاتی سے پھر وہ بے حیا ۔ آپ کہتی تھی میں ہوں پارسا
ایک دن اک رند نے اس سے کہا ۔ کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا
اس طرح کے کام تیرے ہیں مجھے ۔ حیرت آتی ہے بہت اے نیک پے
باوجود ایسی جنابت کے سدا ۔ خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا
نیت اور آداب یہ حکم شرع ۔ کر بیاں کچھ حال اپنا مجھ سے تو

۲۰

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر ۔ سنگ و آہن سے بھی ہے مضبوط تر
بلکہ ہے سد سکندر سے دو چند ۔ جو کسی شے سے نہیں اس کو گزند
ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے ۔ ہر طرح کے کام سے قائم رہے
جس طرح بی بی تمیزہ کا وضو ۔ سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھو
یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا یار ۔ سو فریب و مکر سے ہے پایدار
ہے خدا کی مار ایسے شخص پر ۔ بے حیا بے شرم جو ہوا استقلال
ساقیا آ جلد سے کر دو انتظار ۔ جام دے وہ جس سے ہو سینہ فگار
کر کے تا ناموس کے دامن کو چاک ۔ آتش دل میں ڈالوں سر پہ خاک

اس میں مذمت ان درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد ان کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیلئے دنیا جان لگائے خود پسند ۔ مکر و حیلہ کا ترے یہ وعظ و پند
درس تیرا اسلئے ہے صبح و شام ۔ تا کہ ہو مشہور علم اور فضل تام
بہر اظہار فضیلت اور عمل ۔ آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل
تو یہ کرتا اب جو وعظ و پند ہے ۔ خلق میں مشہور ہونے کیلئے
علم و فضل اپنا جتانے کیلئے ۔ سو خرابی اور بلا میں تو پڑے
ہر طرح اپنا جتا فضل و کمال ۔ مرد و زن کیواسطے ڈالے ہے جال
تا کہ ہوں تابع ترے کچھ عام میں ۔ سو فریب سے تو لایا دام میں
جاہل و نادان و بے عقل و شعور ۔ جال میں تیرے پھنسے اے پر غرور
معتقد تیرے ہیں وے پر ضرور ۔ کون شرعی کام جنکو ہے شعور
جاہلوں میں بیٹھ کر بن بن سدا ۔ علم و فضل اپنا جتایا خوب سا
خوب سی تقریر کچھ دیکر کے زیب ۔ جاہلوں نادانوں کو دے ہے فریب
دوسرے کو تو نصیحت ہو مدام ۔ اور ہو خود تو فضیحت لاکلام
راہ جنت کو بتا دے اور کو ۔ آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو
رہ بنا دے اور کو گلزار کی ۔ اور لیوے آپ رستہ نار کی
شہد و شربت اور کو دیوے ہے بلا ۔ آپ پیتا ہے پیالہ زہر کا
کرتا ہی اوروں کو سیدھی راہ پر ۔ اور ہو وے آپ گمرہ جان کر
بھیجتا ہے اور کو گلزار میں ۔ آپ کو ڈالے ہے تنہا نار میں
ہے یہ سب اس واسطے اے پر خلل ۔ لوگ جانیں تا ترا علم و عمل
خوب سی شیخی جتانی کھول کر ۔ مکر اندر مکر لکھا ہے ہنر
پر اصول و فرع تیرے اے اخی ۔ محکم ان دو سے تو ہے ایک بھی
کچھ حیا بھی تجھ کو آتی ہے بتا ۔ حق تعالیٰ اور پیغمبر سے بھلا
جان اس رہ میں ترا کیا عزل ہے ۔ یہ ریائی درس نامعقول ہے
کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس ۔ ہے یہی شیطان تیرا اور نفس
یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند ۔ زہر ہے باطن میں ظاہر میں ہے قند
ہوتی ہے جس درس میں لوگوں کی ریا ۔ درس ہے کب وہ اک زہر ہلاہل
چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا ۔ دولت ایمان کو ہے لوٹتا
خنجر لاحول سے اس چور کو ۔ قتل جس نے کر دیا اے نیک خو
دولت ایمان کی اس نے بچا ۔ با خوشی جنت میں جا کر جا لیا
درس جو قربت نہ ہو اس کی غرض ۔ ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض
آپ کو جس نے اگر اس مرض سے ۔ کر دیا آزاد جاں تیک اپنے
اسپ دولت کو وہ اپنے ہاتھ ۔ ہے وہ دوڑاتا فراز عرش پر
ساقیا لے بہر حق میری خبر ۔ نفس و شیطاں نے کیا زیر و زبر
وقت ہوا مداد کی امداد کا ۔ کر کے امداد ان سے چھوں چھڑا
تا کہ یہ جا کر کے بے ڈر ہی ریا ۔ اس کے قدموں کو کرے سر کو فدا

۲۱

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسباب عقبیٰ کے سے

کیا ہی دنیا یعنی اسباب جہاں — آفت جاں ہے ہر اک پیر و جواں
یہ کرے قرب خدا سے تجھ کو دور — اور کرے راہ ہدیٰ سے تجھ کو دور
کر دیا قربان اس پر اپنا سر — ہو گیا تو راہ حق سے دور تر
کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام — اس طرح کے نان و حلویٰ ذی تمام
اور بھی اکثر تم لائے تیاگ خو — لے گیا ہے رونق اسلام
جلد اس اسباب کو لے بھر دو — بیخ دین سو تو اکھاڑ اور دور کر
اور اس دنیائے دوں کو خاک میں ڈال — آپ کو بار گراں سے تو نکال
سعی تیری ہے برائے صاف ہنر — واسطے دنیائے دوں کے سر بسر
سعی کچھ جانی نہ عقبیٰ کی ہے کیا — سعی دنیا میں رہا تو مبتلا
اس کی رہ میں تو لگا فی الحقیقی — اس کی نہیں کنہ فہمی احمقی
پیچھے اس کے دوڑ ہے زن یاد دل — اسکے پیچھے جائے جیسے خر بگل
باوجود اس سعی و محنت کے ذرا — جو کہ چاہے تھا نہ وہ حاصل ہوا
سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر — کیا ہوا حاصل تجھے جز درد سر
سعی عقبیٰ کی جو تو کرتا میاں — کار دنیا کا بھی بر آتا میاں
کار عقبیٰ کا جو کرتا بے دولت — کار دنیا کے بھی رب دیتے درست
اس لئے فرماتے ہیں خیر البشر ﷺ — جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر
ہوتا ہے جب با خضوع و باخشوع — اپنے اس اللہ کی جانب رجوع ۲۲
کار اس کے دنیا و دیں کے تمام — ہوتے ہیں آسان رب سے نیک نام
اس کے اوپر یاد آئی اک مثال — کان دھر سن اے خوش خصال

اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اوپر کار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی اک مرد صالح نوجواں — کرتا تھا کھیتی کا پیشہ وہ میاں
پاس اس کے کہتے ہیں تھا اک شتر — بھاگ جانے کی اسکو عادت تھی مگر
اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا — اونٹ اس کا بھاگ جنگل کو گیا
اور آدھے دن جمعہ کا اس لئے — تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے
مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا — پانی دینے کا بھی ہے وقت مرا
گر میں دوں کھیتی کو پانی ابتدا — اونٹ اپنے کو میں پاؤں کہاں
اور نماز جمعہ بھی دوں ہاتھ سے — ہوں خرابی میں اٹھا اس بات سے
گر نہ دوں کھیتی کو پانی اس زماں — ہوتی ہے بالکل خراب او مہرباں
جو ملے تو ڈھونڈوں اونٹ کو جا جلد — اس نماز اور زرع ڈر کر چکا
اس فکر و کدو میں وہ مرد ... — ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا
آخرش بولا تامل کر کے وہ — چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو
کیونکہ اس وقت ہے بیشک بقا — اور سوا اسکے ہر شے کو فنا
کار دیں کو ہووے بقا — اور کار دنیوی کو ہے فنا
جو فانی سے لگا دل عزیز — اس سے زیادہ کون ہے بے تمیز
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ — حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا
جا غرض تکبیر مسجد اس نے کی — اجر قربانی کا پایا اونٹ کی
جا کے مسجد میں ہوا مشغول ذکر — اور بھلا دی دل سے سب دنیا کی فکر
باخضوع دل با عجز و نیاز — سامنے حق کے پڑھی اس نے نماز

ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر — دیکھتا کیا ہے کہ وہ اس کا شتر
ہے کھڑا اپنے مکاں پر اے میاں — عاجز و مسکین غریب و ناتواں
اپنی بی بی سے یہ پوچھا اس نے جا — کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بتا
یہ کہا عورت نے اس کی اے میاں — اک درندہ اس کو لایا ہے یہاں
ہو کے گرد اسکے قوی سا بھیڑیا — مار کر یاں تک سے پہنچا گیا
شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو — یہ کہ رب لایا ہے پھر اونٹ کو
اب میں جا کر سینچتا ہوں کھیت کو — اپنے اس معمول پر جیتا کہ ہو
کل نہ آوے ہاتھ میں تیرا اگر — جز کو تو مت چھوڑ برائے بہر دو
آخرش اٹھ کر وہ مرد نوجواں — کھیت کی جانب ہوا اپنے رواں
جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر — پایا سب سبز اور خوش تازہ تر
خود بخود اس نہر سے بس بہہ گیا — اس کی ہر کیاری میں ہے پانی رواں
ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا — کھیت یہ سیراب کیونکر ہو گیا
ہے نہ ہمسایہ مرا ایسا بھلا — کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ
پوچھا آخر اسنے ہمسایوں سے جا — کھیت میں پانی مرے کس نے دیا
بولے رب ہے یہ عجب اک ماجرا — خود بخود پانی ادھر کو ہو لیا
سینچتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو — پھر یہ پانی جاتا تھا تیرے کھیت کو
روکتے تھے ہر طرح سے ہم اگر — پھر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر
ہو گئے ناچار جب ہم با ادب — چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب
حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں — ہر کیاری میں ہوا پانی رواں
ہو کے شاداں اور خرم وہ جواں — شکر حق کرنے لگا بس بیکراں
جو کوئی دنیائے دوں کو ترک کر — باندھے حق کی عبادت میں کمر
آپ خدا کر دے دنیائے قلیل — پاؤں میں اس کے پڑے ہو کر ذلیل
دین کو دل سے کرے جو اختیار — خود بخود دنیا ہو اس پر نثار
اور جو حق کو چھوڑ دنیا میں پھنسے — دین و دنیا سب خراب اپنی کرے
جس نے کی دنیا مقدم دین پہ — وہ ہوا خوار و تباہ خستہ جگر
ہو گیا اس شخص پر قہر خدا — جو ہوا دنیائے دوں میں مبتلا ۲۳
ہو نہ حاصل دین اور دنیائے دوں — قعر دوزخ میں پڑا جا سرنگوں
ساقیا وہ جام دے اب تو تو — عاشق دنیا جس سے پھر بے سر دھو
چھوڑ کر دنیائے دوں کو سر بسر — حکم پر دل داد کے باندھو کمر

سوال کرنا کسی زاہد کا ایک امیر سے کہ کس قدر ہے اس امیر کی رنج حاصل کرنے اسباب دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا اس کا اور حاصل کرنے سامان آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال — ایک منعم سے کیا اس نے سوال
یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر — در پئے مال و منال اے نامور
سعی تیری بہر دنیا کے ہے جو — کس قدر ہے کہہ تو اے مرد نکو
یوں کہا اس نے کہ بیحد و شمار — کام میرا یہ ہی لیل و نہار
یہ کہا عارف نے اس کو تو بتلا — رہتا ہے اس کی تگ و دو میں سدا
کیا ہوا حاصل تجھے میرے خلیل — یہ کہا اس نے کہ کچھ تھوڑا قلیل
پھر کہا مقصود اے روشن ضمیر — پر نہ آیا اس سے کچھ عشر عشیر
یہ کہا عارف نے اسکے ہو تو اب — فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب
رنج و غم میں تو جو اس کے گیا — عمر کو کرتا ہے اپنی رائیگاں
قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا — عمر اپنی اس پہ کی تو نے فدا
جانتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتا — اس سے کچھ حاصل نہیں تجھکو ہوا
مدعا دل کا ترے اس سے کہیں — کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں
ہے بھلا دنیا بھی یہ عقبیٰ کا گھر — سعی کچھ اس کی نہ کی تو نے مگر
اس سے کچھ حاصل تجھے کیونکر ہو جاں — میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ داں

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

یعنی اس دنیا کی ذلت سے اب بچے ۔ دار عقبیٰ ہووے حاصل کب بچے
مردہ ہیں جو کہ دنیا چھوڑ کر ۔ باندھتے ہیں راہ عقبیٰ میں کمر
اور تو بہرہ گاو نفس بے حیا ۔ کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا
یاد حق کو تو نماز فرض جاں ۔ اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں
اس جہان فانی میں تو فانی ہوا ۔ راہ عقبیٰ کو دیا دل سے بھلا
واسطے عقبیٰ کے تو اے بہرہ ور ۔ چھیڑتا مردار دنیا کو اگر
خود بخود یہ زال دنیا ہو ذلیل ۔ پاؤں میں پڑتی تری با قال و قیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے

حکایت

ایک صوفی صاف دل ولی با عز و جاہ ۔ با خوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ
اور گرد اس کے مرید و طالبیں ۔ جمع بیٹھے تھے بصدق و یقیں
ناگہاں سہ جانور اک طرف سے ۔ سامنے کو آ گئے اڑتے ہوئے
ایک کے پیچھے ایک پیچھے بھاگتا ۔ اور اس کی جستجو میں دوسرا
ان میں آگے تھا کبوتر بس رواں ۔ سب سے عاجز اور حقیر و ناتواں
اس کے پیچھے مرغ زریں بال و پر ۔ اڑتا جاتا تھا وہ باصد کر و فر
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا ۔ جاتا تھا بے غیرت کوا جوں ہوا ۲۴
کرتا تھا ایسی ہر اک کوشش وہ لے ۔ ہاتھ نہ آتا تھا ایک بھی ایک کے
دیکھ کر بولے مرید اے شاہ دیں ۔ ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں
کیوں کبوتر کے ہے پیچھے مرغ یوں ۔ اور پیچھے مرغ کے کوا ہے کیوں
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغ یوں ۔ زاغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں
جنسہائے مختلف میں ہے یہ کیا ۔ ایک کا تابع ہوا جو دوسرا
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی ۔ جنس سے ہے جنس کو ملتی آشتی
جنس جانب جنس کے رکھتی ہے میل ۔ ساتھ دن کے دن ہے اور ہے شب کو لیل
زاغ ہمراہ زاغ کے ہو کر اڑیں ۔ بلبلوں کے ساتھ بلبل خوش پھریں
انبیاء اس واسطے پیدا ہوئے ۔ جنس سے انسان کے اے نیک پے
آدمی تا مل کے اپنے جنس سے ۔ بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے
جنس سے ہو جنس اپنی کامیاب ۔ فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب
انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر ۔ کب یہ کرتے ان سے انسیت بشر
کب بھلا انسان ہو کر بے حجاب ۔ راہ حق لیتے فرشتوں سے شتاب
اک خلاف جنس سے ہوں سد حجاب ۔ اور ہوں ہم جنس سے تک فیضیاب
فائدہ ہم جنس سے ہو جس قدر ۔ غیر جنسیت سے ہو اتنا ضرر
روح جو آئی ہے ملک اعلیٰ سے ۔ زینت جنت سے ہوا اغیار اس لئے
جسم ملک خاک سے پیدا ہوا ۔ خواب غفلت میں ہی سے مبتلا
اس کی پیدائش ان دو سے ہوئی ۔ حق نے جو دونوں کی آمیزش کی
جو کرے میل جانب خاک کی ۔ نفس امارہ ہوا اس گھڑی
اور کرے جو روح کی جانب گذر ۔ نفس لوامہ ہے اس وقت پر
میل ملک و مکر جب اس میں ہو ۔ آوے لوامہ کی جانب دوڑ وہ
جو بہت کوشش سے مولا ہو کی جا ۔ ملہمہ کی طرف پھر رکھتا ہے پا
بعد تہذیب اور کمال اجتہاد ۔ مطمئنہ ہووے وہ اہل وداد
اس سخن کی کب ہے آمد انتہا ۔ ماجرا ان طائروں کا پھر سنا

جواب دینا اس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین و دلجمعی کے اور بیان کرنا حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا۔

مرد صوفی کہ ندا آئی نہاں ۔ یہ مریدوں سے تو کر اپنا بیاں
جو اڑے جاتے ہیں تین جانور ۔ ہے مثال ان کی سمجھ اور غور کر
بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دم ۔ دوسرے طالب ہیں اس کے بالضرور
یہ مثال ان کی ہیں تینوں جانور ۔ ایک سے اک بھاگتا ہے دور تر
طالب و تالک ہیں جیسے دنیا کا اب ۔ ایک کو ہے دوسرا کرتا طلب
بھاگتا ہے یہ کبوتر بے سبب ۔ مرغ زریں کے فریب و مکر سے
اور درپے مرغ زریں اس کے ہے ۔ تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے
لیک ہرگز یہ کبوتر نازنین ۔ ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں
اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا ۔ حرص سے جاتا ہے کوا بے حیا
پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا ۔ گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا
جان عارف ہے کبوتر کی مثال ۔ جاتا ہے حق کی طرف بے قیل و قال
اور زریں مرغ تو دنیا کو جان ۔ دوڑتا ہے عارف کے پیچھے بیگماں
زاغ یعنی اہل دنیا حرص سے ۔ جوں زغن مردار دنیا میں لٹے
گر تو دنیا دار کو کوا شمار ۔ ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار
اہل دنیا واسطے دنیا کے یار ۔ دوڑتا ہے ہر طرح ہو بے قرار
لیک وہ مکارہ آن بھاگ کے ۔ مرد حقانی کے جا پیچھے پڑے
بھاگتا ہے مرد حقانی مگر ۔ مکر سے اس کی حیا کے خوف کر
دوڑتی ہے اس کے پیچھے یہ سدا ۔ بھاگتا ہے اس سے وہ مرد خدا
ہے یہی دنیا کا یارو ماجرا ۔ بھاگے ہے جو اس سے یہ اس پاس جا
اور جو اس کو طلب کرتے ہیں ہاں ۔ بھاگتی ہے اس سے یہ کوسوں یہاں ۲۵

تمثیل

اور سن اس پر تو مجھ سے اک مثال ۔ نیک لوگوں کا بیاں کرتا ہوں حال
ایک دن ہارون رشید بادشاہ ۔ تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ
اور گرد اس کے بکثرت لا کلام ۔ تھے کھڑے آداب سے لونڈی غلام
مہرباں ان پر جو کچھ سلطاں ہوا ۔ حکم یہ مختار کار واں کو دیا
جو کہ کچھ شہ خانہ میں موجود ہے ۔ سامنے لا کر دھریں ہر ایک شے
سنتے ہی مختار کاروں نے جبھی ۔ پیش شہ ہر ایک نعمت لا دھری
پھر لونڈی غلاموں کو کہہ دیا ۔ شہ نے کیں یہ نعمتیں تم کو عطا
جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو ۔ لے اٹھا اس میں سے دے گفتگو
سنتے ہی اس بات کے لونڈی غلام ۔ گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ تمام
کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا ۔ ہاتھ اک لونڈی نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا باندی سے یوں شہ نے کہا ۔ رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر لب بتا
عرض کی لونڈی نے جب اے نیک خو ۔ صاحب ان نعمات کا مجھ کو تو ہو
اس کی کمبختی ہے کیا پھر جو تھا ۔ چھوڑ صاحب کو پکڑے نعمت بیجا
بادشاہ سنتے ہی حکمت اس کی بات ۔ اس پہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اسے اے با ادب ۔ کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب
اور یہ سب نعمتیں اور باندی غلام ۔ کر دیئے تجھ کو عطا اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کیلئے ۔ دل سے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے
چھوڑ کر نعمائے دنیا سر بسر ۔ دل لگائے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اس شخص سے ۔ آخرت کی نعمتیں سب اس کو دے
تو بھی لے اللہ بہر ذو الجلال ۔ دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال

www.nafseislam.com

ما سوا میں ہو نہ ہرگز مبتلا / خالصاً للہ حق سے دل لگا

اس میں مذمت اور برائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ منصب بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونے کا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا دو ضدوں کا محال ہے

ہے کیا دنیا جان تو اے بہرہ ور / قرب سلطاں ہو تو کر اس سے حذر
ہوش سر سے بھی ہے اور دل سے سرور / قرب سلطاں اس سے تو دور دور
سعادتمند وہ ہی ہے اے فتا / آپ کو جس نے لیا اس سے بچا
قربت سلطاں سے بچ گر بچ سکے / کیونکہ یہ تیرا وبال جان ہے
اور ہے ایماں کا بھی اس میں ضرر / ہو سکے جتنا تو کر اس سے حذر
لیکے او پر کہتا ہوں اک داستاں / کان دل سے تم سنو اے مہرباں
نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی / جو بیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غنی

داستان

ایک تھا درویش پس روشن ضمیر / راہ حق میں حیثت و کامل بے نظیر
چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار / کرلیا تھا اسنے گوشہ اختیار
خلق سے ہوکر جدا جنگل میں جا / کرتا تھا تنہائی میں یاد خدا
بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا / ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
باہر آتا تھا وہ اس غار کے / پر کبھی حاجت ضروری کیلئے ٢٦
بعد ہفتہ کے جو ہوتی اشتہا / کھاتا تھا برگ شجر وہ پارسا
ایک مدت ہوگئی اس کو بسر / ذکر حق کہتے ہوئے اس طرح پر
تھی اس عارف پہ عنایات خدا / واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے / بے شبہ وہ اپنے دلبر سے ملے
جہد و کوشش شرط ہے پر اے پسر / راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہ دلربا / چل سکے بے راہبر کب بھلا
ہیں گی اس رہ میں بہت سی گھاٹیاں / طے ہو کب بے راہبر کے آساں
کہتے ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے / راہ پر لے ساتھ پیر تو راہ لے
راہ پر لے تا تو سیدھی راہ جا / گھاٹیوں میں ورنہ ہوگا مبتلا
اولیا رہیں راہ پر اس راہ کے / ان کے دامن کو پکڑ اور راہ لے
عمر بھر گرچہ کرے روزہ نماز / بے مدد مرشد کے کب ہو سرفراز
سر باطن کب ترے دل پر کھلے / تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے
گرچہ کی تو نے عبادت سالہا / لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا
جو کہ تھی حرص و ہوا دل میں بھری / اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی
جو نہ جا حرص و ہوا دل سے ترے / اس عبادت کو ترے پھر کیا کرے
کہتا ہے دیکھ دیدہ کرکے باز / منع کرتی ہے گناہوں سے نماز
عادتی ہے پر تری روزہ نماز / سر باطن اس سے کب تجھ پر کھلا
پیروی کر جان سے مرشد کی تو / تا کہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو
ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا / ٹھوکریں کھاتا رہیگا جابجا
سوچ تو دل میں ذرا اک نیک پے / بے کماں کے تیر کیونکر چل سکے
تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا / بے کماں کے جا نشانے پر لگا
کس نے پایا ہے صراط المستقیم / بے مدد مرشد کے مبتلا اے کریم
انتہا رکھتا نہیں ہے یہ سخن / حال اس درویش کا اب مجھ سے سن

مرشد کی ضرورت

آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے آگے مرد عارف کے

درمیاں اس غار کے وہ پارسا / ذکر و فکر حق میں رہتا تھا سدا
ناگہاں اک روز اے فرخندہ فال / ایک عورت صاحب حسن و جمال
باہزاراں خوبی و زیبندگی / آگئی خدمت میں اس درویش کی
دست بستہ باادب ہوکر کھڑی / عرض خدمت میں کی درویش کی
ہو کرو اس دم قبول حضرت مجھے / کیا کرو کیوں کرم سے دور ہے
تیری خدمت میں رہونگی میں مدام / جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام
دیکھ کر درویش نے اسکے نشاں / کرلیا معلوم باطن سے وہیں
ہے یہ دنیا بدگہر اور نابکار / سامنے آئی ہے کرکے سنگار
یہ کہا درویش نے اے بے حیا / دور ہو مجھ پاس تو ہرگز نہ آ
بھاگ کر تجھ سے یہاں آیا ہوں میں / چھپکے بیٹھا ہوں تنہا غار میں
پھر یہ کیوں آئی ہے اس جا اے پلید / مکر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید
یہ کہا اس نے کہ اے درویش جاں / حکم سے حق کے میں آئی ہوں یہاں
حق میں میرے تجھکو اے مرد یقیں / فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں
آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں / کیوں خفا ہوتا ہے مجھ پر میاں
لیکے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی / اور عارف کو ہوئی وحشت بڑی
یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی / جوتیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
گر نہ جائیگی وہ میرے پاس سے / کچھ کا مصرف کرونگا میں اسے
گر نہ جا مجھ پاس سے دنیا دوں / خرچ اسکو راہ حق میں کروں
مال دنیا ہے یہ ہر سہم ناک / گر لے پاوے تو اس پر خاک ڈال
یعنی اسکو صرف کر نیک راہ میں / تاکہ کام آوے وہی تیرے قبر میں
واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں / اسکے بدلے پاوے سو حصے وہاں
کر سخاوت کا تو پیشہ اختیار / تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار
چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار / کرتا ہے اسباب اس کے آشکار
٢٧ دس برس تک وہ فقیر اس غار میں / تھا رہا مشغول حق کے کار میں
کوئی آتا تھا نہ اس کے پاس بسر / کیونکہ بستی سے تھا جنگل دورتر
گائیں بکری اونٹ خچر اور گدھے / واں تلک آتے نہ چرنے کیلئے
اتفاقاً اک برس تقدیر سے / قحط عالم میں پڑا حد سے پرے
خشک سب کھیت اور جنگل ہوگئے / آدمی حیوان کل مرنے لگے
گلہ ہائے اشتر و گاو و خر / پھرتے تھے چرنے کو ادھر ادھر
کچھ بھی جس جا پاتے تھے سبزی کی بو / دوڑتے چرنے کو جاتے اس طرف کو
یوں ہی پھرتے پھرتے اک دن ناگہاں / آئے پاس اس غار کے ریوڑ عیاں
چند اک چوپائے گرد اس غار کے / دیکھ سبزہ کھانے کو آگئے
پھر تو چرواہے وہاں آنے لگے / لے کے چوپائے چرانے کے لئے
ناگہاں اک دن وہ عارف غار سے / آیا باہر ایک حاجت کیلئے
کی تھی جو حق کی عبادت بے شمار / نور حق تھا اس کے منہ سے آشکار
دور سے چرواہے صورت دیکھکر / گرد اس درویش کی آکر ہوئے
اعتقاد دل سے جا ہر اک نے / رکھدیا پاؤں پہ سر درویش کے
جو کہ تھا درویش مشغول خدا / ان کی جانب کو نہ کچھ اعتنا ہوا
بس کہ حاصل ہوئی وہ وصل دلربا / پھر ہے اسکو اس نے طلب کیا
آخرش سب نے بصد عجز و نیاز / یہ کہا درویش سے اے پاکباز
آپ کو خواہش ہو اب جس چیز کی / حکم کیجئے ہم بجالاویں ابھی
دیکھا جو درویش نے ان کی تئیں / پاس میرے سے ملنے کے تئیں
لکھے ان کی عجز و زاری پر نظر / یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر
ایک مدت سے یہ نفس بد مرا / مانگتا ہے دودھ سو مجھ سے برملا
پر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار / تا میں مار نفس کا دوں زہر مار
عرض کی یوں قحط سے باراں کے اب / گائیں بکری ہو گئیں ہیں دودھ سب
پر ان کو چارہ کھانے کو ملا / شیر انکے خشک پستاں سے ہوا
اور کہا زور دو کے سب نے باحزن / تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

دیکھ کر درویش ان کا اضطرار — یہ کہا ان کو کہ اے مردان کار
ایک گائے کرکے اب سب بدر — اس کو دو ہدیہ خدا کے نام پر
کرکے بسم اللہ اب لے نیک راہ — سعی کر تو ہوگی امداد الٰہ
کار عقبیٰ میں ہے کوشش شرط یار — جہد و کوشش کر جو تو ہی ہوشیار
گوش جاں سے سن ذرا اے مہرباں — کہتے ہیں کیا سرور پیغمبراں صلی اللہ علیہ وسلم
سعی و کوشش ہے انہی کی بامراد — کرتے ہیں جو نفس سے اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے — جہد کر چل منزل مقصود پے
راہ کو کر قطع چل پاؤں اٹھا — بیٹھنے کا راہ میں کیا ہے فائدا
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب — ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب
راہ حق دیکھی ہے کیا آساں یار — جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسار
راہ لے چل عیش کے دامن کو پھاڑ — تا نہ الجھے ان سے اندر خار جھاڑ
ہے یہ منزل پرخطر جا خار زار — جو تو جا کر پڑے وہیں سے ہو بالکل فگار
یعنی یہ کپڑے الجھ کر جھاڑ میں — خوب سا تن کو ترے زخمی کریں
طاق میں رکھ تن سے تو کپڑے اتار — بادل فارغ تو پھر لے راہ یار
دور ہے منزل بہت رہ میں پہاڑ — اور بہت سے جا بجا کانٹوں کا جھاڑ
چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو — ہاتھ میں لے اپنے تیشۂ آہ کو
قطع کر یہ خار زار سے تاکہ تو — چل پہنچے منزل مقصود کو
ورنہ بے تیشہ ترا تن ہو فگار — روک دیں رستے تجھے یہ سنگ و خار
یعنی لا کے تیز سے تیشہ بنا — سنگ غیریت پہاڑ سے ہٹا
منزل مقصود الا اللہ کر — سیر واں جا بادل آگاہ کر
یعنی یہ حرص و ہوائے دنیوی — غیر حق کے ہیں ترے دل میں بھری
پھر حق تو دل سے ان کو دور کر — نور عرفاں سے اسے معمور کر
یہ سخن ہے بے بیاں اے دوستو — حال اس درویش کا مجھ سے سنو

قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بداعتقادی سے ٢٨

ایک چرواہا غرض ان سے اٹھا — پاس گاو نارسیدہ کے گیا
اس کے دوہنے کا ارادہ کر لیا — تاکہ لیوے امتحان درویش کا
اس جواں نے پاس اس گائے کے جا — ہاتھ چھوٹے اسکے تھنوں کو لگا
ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگماں — دودھ کی دھاریں ہوئیں ان سے رواں
ہو کے حاضر سامنے درویش کے — دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے
دودھ لے عارف نے اس سے پی لیا — بعد اُس غار میں جا کر چھپا
ریوڑ دل گائے کے سارے اعیاں — شہر کی جانب ہوئے یاں سے رواں
شہر میں وہ سب کے سب داخل ہوئے — اس کرامت سے وے حیراں ہوئے
دن کئی گذرے غرض اس طرح پر — آتے تھے چرواہے نیز اس غار پر
رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا — اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام — شاہ تک بھی ہو گیا قصہ تمام
سنتے ہی اس بات کے شہ نے کہا — سب امیروں اور وزیروں سے ملا
چلئے اس عارف کی زیارت کیجئے — کیونکہ وہ دوراں میں اپنے فرد ہے
اس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں — عالم و کامل ولی سلطان دیں
کہہ کے یہ ادا اٹھ کے با صد التجا — خدمت درویش میں حاضر ہوا
شہ کے آنے سے ہوا درویش کو — شغل میں حق کے حرج بے گفتگو
صحبت میر و وزیر و بادشاہ — ہے بڑا فتنہ سمجھ لے نیک راہ
ہے سلاطینوں کی صحبت مثل آگ — تیر کے مانند اس سے دور بھاگ
ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا — عاجز ان کبر سے شیطاں ہوا
ہے تکبر ان کے دل میں یوں بھرا — بکریوں میں جس طرح ہو بھیڑیا
پاس سلطانوں امیروں کے نہ جا — آپ کو ان سے بہر صورت بچا
صحبت انکی کبر و غفلت لائے ہے — اور قناعت کا اثر لیجائے ہے

اس لئے فرماتے ہیں خیر الرباں — دین حق کے ہیں یہی یہ عالماں
پھر نہ ہو جو ہمنشیں و ہم طعام — ساتھ سلطانوں امیروں کے مدام
جو کہ عالم جا امیروں سے ملے — دین کے بیشک ہیں وہ چھوٹے
پس ڈرو ان سے بچو اے مومنین — تا تمہارا بچ سکے اسلام و دیں
الغرض شہ عجز و زاری سے سدا — پاس درویش کے رہنے لگا
پھر تو دونوں عارف و شہ بے خطر — ہو گئے آپس میں جوں شیر و شکر
ہوتے ہوتے یہ کہا سلطان نے — خوب ہو جو شہر میں عارف چلے
سوچ کر دل میں کہا دستور کو (وزیر) — جو چلے محلوں میں عارف خوب ہو
باعث برکات رحمانی ہے یہ — سایۂ انوار ربانی ہے یہ
اس کے قدموں کے طفیل اے باخبر — رحمت حق ہووے نازل شہر پر
شہر میں ہو اس طرح کا مرد جو — زیب شاہی رونق اسلام ہو
الغرض آیا وزیر حیلہ جو — پاس اس عارف کے با صد گفتگو
باادب کی عرض یہ درویش سے — شہر میں چلئے تو اب کیا خوب ہے
مرد آزادہ تھا وہ مرد خدا — بھاگتا تھا خلق سے کوسوں سدا
بولا وہ سن اے وزیر اب مجھکو کیا — خلق کے ملنے سے بتلا فائدا
مجھکو آبادی سے ویرانہ بھلا — اختلاط خلق سے ہے سو بلا
ہے موافق طبع ویرانہ مجھے — اور ہر اک طالب آرام ہے
طالب آرام نفس اپنے کا اب — میں نہیں ہوں اے وزیر باادب
مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا — خوب تنہائی میں ہو فرض ادا
ہے بھلا حق میں ہر گوشہ سدا — ابتلا و خرمیں رہنے کا کیا فائدا
کہتے ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم — جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا
اختلاط خلق سے جو بچا — جان اپنی کو سلامت لے گیا
فائدہ وحدت میں ہووے جس قدر — اس سے سو درجہ ہو کثرت میں ضرر
جس نے کثرت سے بچایا آپ کو — ملک وحدت کا ہوا سلطان وہ
پھر وزیر حیلہ جو نے عرض کی — گر پکڑتے اس طرح گوشہ نشیں (پیغمبر و اولیاء)
کب پہنچتا خلق کو دین خدا — رہتا گمراہی میں ہر اک مبتلا ٢٩
یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیاء — راہ حق پاتی یہ کب خلق خدا
یوں کہا درویش نے اے باحیا — جو کہا تو نے برحق ہے اور بجا
لیک جو بیمار ہووے با شعور — چاہئے پرہیز اسکو بالضرور
جو نہ بیماری میں پرہیز اب کرے — بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جان سے
اور صحت جس نے پائی مرض سے — کیا دوا پرہیز کی حاجت اسے
انبیاء اور اولیائے راسخین — رنج و بیماری سے ہیں پاک اے امین
اک مجھ میں حرص کچھ باقی ہو اب — چاہئے پرہیز مجھکو اس سبب
سنکے بولا وہ وزیر اے نیک خو — کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو
تارک دنیا ہو تم تو بالیقین — آپ سے ہم پاس تم آتے نہیں
خود بخود آتے ہیں ہم با التجا — آپ کی خدمت میں اے پیر ہدا
تیرے نفس پاک سے اے مہرباں — ہو گئی روشن ہماری جان جاں
تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام — عیش دنیا سر بسر بالکل حرام
سامنے تیرے ہوا و حرص سب — محو دل سے ہو گئے یک لخت اب
ہیں یہ فرماتے امام المرسلین — ہے وہ سب لوگوں سے بہتر بالیقیں
نفع جس سے ہو خلائق کو تمام — فائدہ اس سے اٹھا دیں خاص و عام
تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجئے — فیض اپنا جان کر کچھ دیجئے
فیض سے ہوں تیرے وہ اکثر تمام — جو پڑے رہتے ہیں غفلت میں مدام
کہتے ہیں کفران نعمت جو کوئی — تیری صحبت سے ہوا گر دو ابھی
بولا عارف جائے تشنہ چاہ پر — چاہ پیاسے پاس کب جائے ہے پر
جو کہ چاہے مجھ سے وہ آئے یہاں — میں بھلا کس در پہ جاؤں واں
ایک مدت الغرض اس طرح پر — عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر
آخرش جانا جو عارف نے کہیں — یہ وزیر اب یاں سے ٹلنے کا نہیں
بولا بہتر تیری فرحت کے لئے — میں چلوں گا شہر میں سلطان کے
بعد اسکے جو صلاح وقت ہے — وہ کروں گا تیری خاطر جان سے

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

ہولیا درویش ہمراہ وزیر	سوئے دولت خانۂ شاہ کبیر	شاہ نے جو دیکھا اس کو دور سے	اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے
وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے	مارنے پتھر لگا سلطان کے	تاکہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی	چھوڑ دے سلطان مجھکو جلد ہی
باہر درویش واں مستانہ وار	مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار	بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ	بھاگ کر واں سے گیا با درد و آہ
بھاگ کر نکلا جھٹ اس دالان سے	جس میں بیٹھا تھا وہ سلطاں شان سے	اس مکاں سے شاہ جیسے باہر ہوا	حکم حق سے وہ مکان جھٹ گر گیا
شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے	مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے	اس مکاں میں تا نہ دب کر میں مرے	کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے
مارنے میں اس کے یہ تھا فائدا	تاکہ اس صدمے سے دے مجھکو بچا	چاہیے تھا عارف چھپاتا آپ کو	حکم حق تھا مبتلا یہ اور ہو
چاہیے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد	اور ہو تا کہ شہ کو زائد اعتقاد	صدق دل سے باہزاراں التجا	آکے شہ عارف کے قدموں پر پڑا
عرض کی اے پیشوائے عارفاں	لطف کا تیرے کروں میں کیا بیاں	کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں	جو رہیں تیرے ہزاروں لطف میں
خضر نے کشتی جو توڑی جور سے	تاکہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچی	اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضروار	کردیا سو ورطۂ قاتل سے پار
جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا	کیا ہے چارہ جب ہوا امر قضا	دل میں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا	مرضیٔ حق سے تو آیا یاں کھنچا
مرضیٔ حق پر ہی رہنا چاہیے	زہر بھی اک صبر سے چکھنا چاہیے	یعنی خواہش پر خدا کی ہر بلا	چاہیے راضی رہے صبح و مسا
مالِ دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا	زہر بھی چکھیے ذرا بہر خدا	الغرض کہنے سے عارف شاہ کے	شہر میں آیا نکل کر غار سے
شاہ نے عارف کیلئے باعز و جاہ	کردیئے تیار محل اور خانقاہ	اور نعمت بھی ہر اک موجود کی	واسطے درویش کے باخوشی
وہ فقیر پاک جان و راستباز	ہوگیا ظاہر میں با عز و ناز	عیش دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا	لیک باطن میں تھا وہ رب سے ملا
پوستیں اور دلق کو پہنے ہوئے	نفس پر کرتا جہاد ہر دم دلے	ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر	کرتا تھا یاد خدا شام و سحر
باخوشی رہتا تھا اس گدڑی میں وہ	فقر پر کرتا تھا محکم آپ کو	کچھ نہ اس دولت سے حاصل تھا اسے	پر فقیروں کو دیا کرتا تھا لے
گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل	پر ہے مومن کیلئے بیت العمل	مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا	نیک ہے گر خرچیے اس کو نیک جا
نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر	ورنہ تو کتا سا ہے مردار پر	مال دنیا کو بقا گرچہ نہیں	خوب ہے گر خرچیے اندر کار دیں
واسطے دانا کے دنیا خوب ہے	اور نادانوں کو بلا و کرب ہے	جانتا ہے جو کہ منتر سانپ کے	سانپ ہوئے دوست اسکا دیکھ لے
گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار	سانپ کے مت گرد پھر تو زینہار	تا نہ دھووے ہاتھ اپنی جان سے	یاد رکھ یہ بات میری مان لے
مال دنیا کے نہ ہرگز گرد جا	جو تو چاہے خرچ کر راہ خدا	الغرض درویش کو رہتے ہوئے	ہوگئے دس سال پاس اس شاہ کے
دس برس اسکو گئے یونہی گزر	پر رہا ویسا ہی اپنے حال پر	زہد و طاعت میں نہ آیا کچھ فتور	گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں [illegible]
تھی یہ رسم شاہ جو ہوتا سوار	بہر نظم ملک یا بہر شکار	وقت چلنے کے وہ سلطاں آپ ہی	آکے زیارت کرتا اس درویش کی
الغرض اک دن اسی معمول پر	اسکی زیارت سے ہوا وہ بہرہ ور	اور اسی حالت میں وہ پیر ہدیٰ	یاد میں اللہ کی مشغول تھا
ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی	سامنے سے دوسری بار آگئی	پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے	آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے

عرض کی اس نے کہ اے سلطان جاں	تجھ سے میں ہوتی ہوں رخصت اس زماں	یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا	مکر سے تیرے خدا رکھے بچا
تو دغا دے ہے ہر اک پیر و جواں	ہو ترا تابع تو اس سے دور ہو	دور ہو مجھ سے کہا اے بے غبی	پوستین و دلق مجھ پاس ہے وہی
پاس میرے دونوں موجود ہیں	میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں	دور ہو یاں سے تو جلدی بے حیا	کب تلک دیگی مجھے ہتلا دغا
ہوگئی غائب نظر سے سن یہ ذکر	اس کے فتنے کا ہوا عارف کو فکر	دیکھئے کس طرح ہووے گا جدا	مال و دولت دنیوی مجھ سے بھلا
معتقد مجھ سے ہے ہر چھوٹا بڑا	آپ سے مجھ کو کرے کیونکر جدا	دیکھئے تقدیر سے ہو کیا سبب	تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے	دیکھئے رسوا کرے کیونکر مجھے	پڑھ کے پھر لاحول وہ شاغل رہا	ہوگا جو حکم خدا سر پہ ہے اب
جو قضا آوے تو ہو برعکس کار	ہووے سب تدبیر باطل اور زار	جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب	غیب سے کرتا ہے اسکا کچھ سبب
ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار	شاہ جنگل کو گیا بہر شکار	جستجو کی اور محنت بیشمار	پر ملا اس کو نہ واں اس دن شکار
رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت	دل ہوا گرمی سے شہ کا لخت لخت	واں سے ہٹ کے شہ اسی معمول پر	خدمت عارف میں آیا دوڑ کر
گر کے قدموں پہ وہ اس درویش کے	پاؤں پر سر دیا سو صدق سے	آیا تھا گرمی میں گھبرایا ہوا	اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا
شدت گرمی تھی رستے کی تکان	کچھ ہوا آسودہ شہ اس سے وہاں	اک طرف تکیہ لگا دیوار کا	جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں	خنجر سلطان نکل کر از میاں	ننگا ہو شہ کے شکم پر گر پڑا	دیکھ کر یہ عارف دین خدا
چاہیے تھا اس کے شکم پر سے اٹھا	اک طرف رکھدے نہ غافل با دغا	چونک اٹھا یکبارگی شہ خواب سے	ڈر گیا شمشیر ننگی دیکھ کے
دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا	پر غضب سے آگ کا شعلہ بنا	بولا غصہ سے کہ جھٹ آوے وزیر	تاکرے درویش کو اسدم اسیر
اور کرے آ قتل اس کو برملا	تاکہ دیکھے فعل کی اپنے سزا	کیا کیا تھا میں نے اس کا برا	پاؤں پر رکھا تھا سر اسکے سدا
کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو	کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو	جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا	پڑھ کے استغفار یوں شہ سے کہا
کرکے اپنے لطف و احساں [illegible]	جان بخشی اس کی کرلے نامدار	شاہ بولا تجھ کو بخشی اسکی جاں	پر تجھے لازم ہے اسکو اس زماں
چھین کر اس سے یہ سب مال و منال	کرکے ننگا شہر سے باہر نکال	ہے یہی یہ صدق و وفائے اہل دل	وہم سے بس صدق میں آیا خلل
مت ہو نازاں لطف پر انکے کبھی	دم میں ہو شیطان دم میں ولی	اعتقاد اہل دولت پر کبھی	دل نہ دیجو کوئی اے پیر اخی
اپنے وہم بے حقیقت سے وہ شاہ	ہوگیا بدظن اسی عارف سے آہ	دشمن جاں اس قدر اس کا ہوا	جس طرح بکری کا ہووے بھیڑیا
دل لگا اس شاہ سے اے بے وفا	جو ہزاروں جرم بخشے اور خطا	دیکھ کر کے رب کے وہ جرم و گناہ	دے ہے روزی لطف سے شام و پگاہ
چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو	اس سے زائد بیوقوف اور کون ہو	سو خطائیں کرکے تو آوے جو پھر	خاص ہوگا میں اسکی تو پھر
مال دنیا کا بھی ہے بس بے وفا	دل لگانا اس سے ہے بیشک خطا	جان سلامت اپنی عارف لے گیا	کیونکہ دنیا پر نہ اس نے دل دیا
جو دغا کھاتا وہ اسکے مکر سے	قتل ہوتا ہاتھ سے سلطان کے	زیر تیغ بے دریغ شاہ دوں	ہوتا عارف بے شبہ زار و زبوں
کی تھی اس نے احتیاط حد سے بدر	مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر	جان و تن اپنا سلامت لے گیا	مکر سے دنیائے دوں کے وہ بچا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

حیف ہے صد حیف اے جنت ناسلوک / ہو تو یوں نازاں تعظیم ملوک
خاص لذت اس کے جو وقت خطاب / ہے نہ آوے وہ زمدخم شراب
فیخ اپنا فخ تجھے ہر دم کہے / یہ ندا سن کر کے تو مدہوش ہے
مست مدہوش اس خطاب شہ سے ہے / ہر دم آگے شہ کے تو سجدہ کرے
پوجتا ہے گویا تو اس شاہ کو / کچھ نہیں کرتا ہے یاد اللہ کو
اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام و دین / شرک ہے یہ تو برب العالمین
جرعہ ایک سمجھ قدم سے نوش کر / آیت لا تشرکوا بر گوش کر
ساقیا اب آنکھیں مست دیکر / دل مرا تجھ بن ہوا زیر و زبر
عیش کے سامان سب موجود ہیں / تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں
آنکھیں دے بہر حق اک بھر کے جام / عیش و عشرت جس سے ہو دل پر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے !

کیا ہے دنیا منصب دنیا و دون / گرد مت جا اس کے تو اے پر فنون
اس سے آلودہ کبھی تو ہے اگر / ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر
نہ ہے آسائش کو دیکھیگا تو جان / اک سر مو ہے کہیں اندر جہاں
منصب دنیا نہیں تو جانتا / ہے وہ کیا سن لے تو اب مجھ سے فدا
راہ حق سے دور تجھ کو کرے / اور ڈالے کوئی فرقت میں تجھے
ہے یہی دنیا سمجھ لے نیک تن / نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
مایۂ بدنامی اس کا نام ہے / سر بسر ناکامی اس کا کام ہے
یہ نہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے / زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اس زہر کے تو دن اور رات / ہوگا تو کب تک خراب اے نیک ذات
منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا / خرمن دیں کو ترے بالکل جلا
۳۲ منصب دنیا ہے ڈالے پر فنون / اس طرح جس نے کیا تجھ کو زبون
خوش ہے وہ مقبول جس نے یاں کبھو / ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلوا و نان کے اے فتا / منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا
خوش ہے وہ دانا کہ جو یاں چھوڑ کر / منصب دنیائے دوں کو سر بسر
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا / خلد میں جس شاہ مرداں کے گیا
مثنوی میں مولوی معنوی / نکتہ اک فرماتے ہیں سن اے اخی
ترک دنیا گیر تا سلطان شوی / ورنہ ہم چوں چرخ سرگرداں شوی
چھوڑ دنیا کو کہ تا سلطان ہو تو / ورنہ مثل چرخ سرگرداں ہو تو
زہر دار و در دروں دنیا چو مار / گرچہ دارد او بروں نقش و نگار
زہر این مار منقش قاتل ست / می گریزد زو ہر آں کو عاقل ست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش دار / بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار
زیں سبب فرمود شاہ اولیا / آں گزین انبیاء و اولیا
اس سبب کہتے ہیں شاہ اولیا / ہیں وہ مقبول ولی و انبیا
حب دنیا راس کل خطیئۃ / ترک دنیا راس کل عبادۃ
حب دنیا سب خطاؤں کا ہے سر / ترک دنیا سر ہے طاعت کا بر
چھوڑ دنیا کو جو تو ہوشیار ہے / عاقلوں پر جان یہ مردار ہے
پہلے تو تحصیل میں تو اس کے یار / کھینچ محنت اور ذلت بے شمار
اور اس کے چھوڑ کر پھر راہ سے / حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اس میں اول تو ہزاروں محنتیں / اور آخر میں ہیں کُل حسرتیں
اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں / محنت اور حسرت میں ہیں گے بیگماں
یا الٰہی مجھ کو بھی بہر خدا / الفت دنیائے دوں سے کر جدا
حب منصب حب جاہ و حب مال / واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حب مولیٰ حب حق حب خدا / مجھ کو اب بہر محمد کر عطا صلی اللہ علیہ وسلم
غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور / ہر دم و ہر لحظہ تو رکھ اپنے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ خلق کے بھلے برے کہنے پر خیال نہ کرے اور موافق حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے جاوے

گر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب / بد زبان خلق سے چھوٹا ہے کب
کون ہے جو بد زباں سے ہو بچا / حق پرست ہو یا کہ ہووے خود نما
گو کہ ہوں تجھ میں کرامات ہزار / اور ہو گھوڑے پہ گر تو بھی سوار
گر زمیں سے آسماں تک تو اڑے / پر نہ طعن خلق سے ہر گز بچے
کر سکے کوشش سے نالہ بند تو / پر نہ ہووے زبان عیب جو
جمع ہوں اہل نفاق اے حبیب / اہل تقوی کی بدی کرتے ہیں سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ / کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ
چاہیے راضی ہو بندے سے خدا / غیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بد اندیش کب آگاہ ہے / خلق کے غوغا سے وہ بے راہ ہے
چھٹ سکے ہے ان سے کب تو اے ولی / گو کرے سو حیلہ اور از حد سعی
چھوڑتی ہے خلق کب پیچھا ترا / گرچہ تدبیریں کرے تو لاکھ ہا
جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار / اختلاط خلق سے رکھتا ہے عار
یوں کہیں اس کو کہ ہے یہ مکر و ریو / آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو
اور جو ہووے خندہ رو و خوش ادا / اس کو کہیں جانے نہ نیک اور ریا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں / اس کو کہتے ہیں یہ فرعون زماں
اور جو کوئی مرد درویش نکو / فقر و فاقہ سے کوئی سختی میں ہو
یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے / اس کی بدبختی کا یہ ادبار ہے
اور جو کوئی کامراں تقدیر سے / رتبہ شاہی سے اپنے گر پڑے
خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کشی / یہ خوشی کے بعد آخر ناخوشی
اور جو کوئی مفلس و مسکین فقیر / تنگدستی سے وہ ہو جاوے امیر
۳۳ کھولیں حق میں اس کے کینے سے زباں / ہے یہ دوں پرور فرومایہ یہاں
ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کماں / سمجھیں تجھ کو بس حریف دنیا
اور جو بیکاری کرے تو اختیار / سب گدا پیشہ کہیں اور مفت خوار
اور جو تو باتوں میں ہو لین / حق حق و لق لق سدا کرتا ہے سب
اور جو خاموشی کرے تو اختیار / نقش دیواری کہیں تجھ کو کہ یار
اور کہیں نامرد جو ہو بردبار / ڈرتا ہے ہر شخص سے و لعو زینہار
اور دلیری مردمی گر تو کرے / تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے
اور کم کھاویں کریں طعنہ اسے / مال اس کا ہے یہ اوروں کے لئے
اور جو ہو خوش خوراک و خوش لباس / تن شکم پرور کہیں اس کو یہ ناس
بے تکلف ہو جو کوئی مالدار / یہ کہ زینت با تمیز ہے عار
اس کو یوں طعنہ کریں بے حیا / ہے یہ بد قسمت نہ پہنے اور کھا
اور جو گھر اچھا بناوے نقش دار / خوش لباس اور خوش وضع ہو باوقار
اس کو دیں طعنہ کہ اپنے کو جواں / رکھتا ہے آراستہ مثل زناں
جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر / مرد اس کو کب کہیں اہل سفر
یعنی ہے زن کی بغل میں یہ پڑا / کس طرح عقل و ہنر لاوے بجا
اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب / بخت برگشتہ ہے بے چیز یہ خراب
یعنی یہ صاحب نصیب ہوتا اگر / پھرتا کیوں شہر بشہر و دربدر
مرد بے زن کو کہیں یوں خردہ بیں / اس کے پھرنے سے ہے رنجیدہ زمیں
اور کرے گر زن کوئی کہتے ہیں یوں / پڑ گیا دل میں ہمارے جیسے جوں
گر کسی سے بردباری تو کرے / یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے
اور سخی کو یوں کہیں کر اب تو بس / ہاتھ تیرا ہے ٹنگے کل کو بیٹھ بس
جو ہوا قانع بنان خشک لق / رات دن کرتی ہے طعنہ اس کو خلق
باپ کے جوں یہ بھی آخر مفلس مر / جائیگا دنیا سے با افسوس و درد
کون ہے جو زباں سے جو بچا / با خوشی کنج سلامت میں رہا

www.nafseislam.com

جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی / دشمنوں سے کیا حقیقت اور کی
ہے خدا بے مثل بے انباز و جفت / کیا کہا ترسانے اسکو اے خنگفت
جورو اور بیٹا مقرر کر دیا / مریم و عیسیٰ کو اس کا بر ملا
پاک ہے وہ ذات از زن و ولد / لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لَهُ اللهُ الصَّمَد
کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے / مبتلا کو صبر ہر دم چاہیے
کب کوئی یاں جور مردم سے بچا / نیک ہو یا بد برا ہو یا بھلا
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان / صبر کر کے مجھ سے سن یہ داستاں
گر سنے تو دل سے یہ میرا بیاں / خلق کے ہاتھوں سے جب پاوے اماں

حکایت بوڑھے مرد بے وقوف کی

ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور / عقل کے غم سے تھا وہ جینے سے دور
ناگہاں عزم سفر اس نے کیا / ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اس پیر کے / ہو سوار اس پر گیا رستے کو طے
تھا پسر اس کا پیادہ در رکاب / ہر دو باہم در کلام و در خطاب
مل گیا جو اک گروہ رہ رواں / یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میاں
خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو / رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
باری باری چاہیے ہونا سوار / تا نہ ہو تو اور بیٹا تھک کے زار
پیر نے جب یہ سنا اس کا کلام / ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
کر دیا گھوڑے پہ بیٹے کو سوار / خود پیادہ ہو لیا زار و نزار
سامنے اک اور خلقت آ گئی / دیکھ وہ اس کو مارے طعنے لگی
یہ عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور / ہے یہ خبطی یا کہ مجنوں بالضرور
طفل کو بے عذر راکب کر دیا / خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
راہ طے آساں کرے طفل اور جواں / پیر ہو اک کوس میں بس ناتواں
یہ نصیحت جو سنی اس پیر نے / طعنہ پہلو کا بھی یاد آیا اسے
کر کے دونوں قول بر عکس کار / ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار
سوچے یوں گھوڑے کو تاب تکلیف دیں / تاکہ پھر طعنہ سے اوروں کے بچیں
اتنے میں اور اک جماعت آ گئی / جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی
اے ستم گر رحم کر بر بے زباں / بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں
چاہیے اک پر سوا ہو وے اب سوار / رکھا اس عاجز پہ تو نے دو کا بار
یہ ستم اس بے زباں پر کب روا / گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا
شکر کر حق کا سواری تجھ کو دی / مہربانی کر تو اس پہ اے اخی
جو سنا بوڑھے نے یاں سے یوں غور / دل میں کی نادانی سے تدبیر اور
یعنی دونوں پھر تو گھوڑی سے اتر / پا پیادہ ہو لئے پھر بے خبر
گرتے پڑتے جاتے دونوں پائے کش / جا رہا تھا گھوڑا خالی پیش پیش
اور اک فرقہ ملا آ کر براہ / دیکھا اس بوڑھے کو یا حال تباہ
گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اور پسر / اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
ہے سواری ساتھ موجود ان کے یہ / ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر
پہلے تو اس کے بڑھاپے پر ملے / پند پھر اس کو یوں کہنے لگے
کیوں نہیں ہوتا سواری پر سوار / تا نہ ہوں محنت سے پا تیرے فگار
جو ضعیفی ہوتے سواری چھوڑ کر / رنج دیکھا [illegible]
تجھ سا ناداں کوئی عالم میں نہیں / نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں
الٹے ہوں کام جب آوے قضا / عقل [illegible]
عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی / فہم روشن پر ہو مائل تیرگی
پیر مرد القصہ حیراں ہی رہا / اور [illegible]
جا کے منزل پر کیا سب نے مقام / وہ رہا رہ میں پڑا با عقل خام
گر نہ سنتا یہ کبھی قول فضول / راہ چلتا [illegible]
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل / راہ چلنے میں پڑا اس کے خلل
رکھتا ہے ہر کام میں جو استقلال / کام [illegible] قول و قال

٣٤

خو سے بچتی ہے کب خلق خدا / آپ کو آزاد تو ان سے بچا
خلق کے اچھے برے کہنے سے تو / رنج و غم میں ڈال مت لیکن آپ کو
کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال / کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال
نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر / کام کا جو کام ہے وہ کام کر
ساقیا آ کھو غم دنیا و دیں / اس سے اس کے نام میں فارغ کہیں
ہو نہ دنیا میں خیال اکتساب / اور نہ عقبیٰ میں غم اجر و ثواب
شغل ہو ہر دم خیال یار سے / بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے
ہو میں یوں اندر خیال عشق یار / غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب خوبیوں اور عادتوں سے انسان کی

کیا ہے دنیا جان اے صاحب کمال / یہ جو ہے بیجا تیری قیل و قال
کھول کان اور بند کر لے مقال / ہفتہ ہفتہ ماہ و ماہ سال و سال
کر تو خاموشی کی عادت اختیار / جس سے ہو جاوے ترا دل ہوشیار
ہو وے بعضی گفتگو سے نیک پے / ہو کے وہ زنار گردن میں پڑے
خوش نصیب ہوتے ہیں وہ مردان خدا / بند رکھتے ہیں زباں اپنی سدا
کر کے خاموشی بہت سی احتیاط / کرتے ہیں دل سے وہ یاد کردگار
خامشی بس ہے مقال اہل حال / گر بلا دیں تو وہ ہو جاتے ہیں لال
بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جواں / تا خموشی ہو تری نطق و بیاں
یوں رہے گا کب تلک اے بے فروغ / تو گرفتار دروغ اندر دروغ
ہوش میں آ اب بھی تو بہر خدا / آپ گم گفتار باطل سے بچا
بیٹھ کر خاموش مجھ پاس اے جواں / گوش دل سے سن ذرا یہ داستاں
تا کہ ہو معلوم تجھ کو یہ نہاں / فائدہ اور نقص خاموشی کا یاں

٣٥

حکایت تمثیل

تھا کہیں اک بادشاہ عالیجناب / ایک بیٹا اس کا تھا نایاب
شاہ چاہے تھا کہ ہو وے ذوفنون / تا ولی عہد اسکو پھر اپنا کروں
ایک معلم باہنر تعلیم کو / کر دیا شہ نے مقرر نیک خو
تا کہ اس سے سیکھ لے بیٹا ضرور / ہر طرح کے علم و فن اے باشعور
چند عرصہ میں غرض اس کا پسر / عالم و فاضل ہوا با کر و فر
حل معلومات و مجہولات کے / بحث منقولات و معقولات کے
عقل کامل جو کرے کسب کمال / ذو فنون دہر ہو وے لامحال
چند برسوں میں غرض اے نیک نام / ہو گئی تحصیل اس کی اختتام
دیکھ کر فضل و کمال اس کا تمام / کرتا تھا سو آفریں ہر خاص و عام
لیک وہ شہزادۂ والا حسب / رکھتا تھا ہر گفتگو سے بند لب
وصف خاموشی کا تھا اس نے پڑھا / اس لیے خاموش رہتا تھا سدا
علم سے دل پُر تھا لیک خاموش تھا / مثل دریا زیر لب پُر جوش تھا
بادشاہ نے جو کمال اس کا سنا / پاس اپنے جھٹ لیا اس کو بلا
رہ نہ اپنے بیٹھا کر با خوشی / گفتگو کرنے لگا ہر طرح کی
وہ پسر خاموش تھا از جواب / سنتا سب کچھ صواب و ناصواب
بادشہ اس بات سے حیراں ہوا / اور معلم کو بلا کر یوں کہا
کر بیاں باعث ہے کیا آیا نظر / رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر
عرض کی اس نے کہ جس دن سے شہا / وصف خاموشی کا اس نے پڑھ لیا
ہو گیا خاموش جب سے یہ پسر / کچھ نہیں اچھی بری کہتا خبر
شاہ نے اس پہ متعین کر دیئے / چند مردم تا سخن اسکا سنے
کہہ دیا سب سے یہ جب بولے کلام / پاس میرے لاؤ اس کو والسلام
الغرض اک دن گیا شاہ جہاں / دشت میں بہر شکار وحشیاں

تھا پسر ہمراہ گھوڑے پر سوار	اور شہ جنگل میں مشغولِ شکار	صید گہ میں اک تیتر تھا نہاں	چھوڑا اس کو شہ نے آگے رواں
ناگہاں بولا وہ تیتر ایک بار	شاہ نے جھٹ کر لیا اسکا شکار	شاہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا	ہنس پڑا اور یوں کسو سے کہا
جو یہ اس دم جانور رہتا خموش	جاں بچاتا اب نہ کرتا کچھ خروش	صید کب ہوتا نہ یہ گر بولتا	کھولا جو لب اک دم میں سر دیا
گر نہ اس دم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہوتا اب اسکا تن سے سر	جاسوسوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوش ہو کے اکرام تمام	سامنے اس کو بلایا لا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میری جاں	جو کہا تھا تو نے کر مجھ سے بیاں
ہو پشیماں اس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو بند کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مار دو اس کو تازیانے بے ثمر	اس پسر نے پھر ندیموں سے کہا	کیا یہ تم باتیں بناتے ہو سدا
اک دفعہ وہ جانور بولا تھا واں	قطع سر اس کا ہوا اور میں یہاں	اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا	اے سخن گو ڈر تو از روزِ جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو یہ غضب	تازیانے تن پہ ہیں کھاتے ہیں اب	حق حق و بق بق میں جو رہتے ہیں یہاں	دیکھیے کیا حال ہوگا ان کا وہاں
تو بھی اے امداد باہوش رہ	سو حکایت گرسنے خاموش رہ	خامشی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہی نڈر
کیونکہ اس عالم میں ہے سود و زیاں	ہوں زباں سے آفتیں اکثر یہاں	تا دمِ آخر ز اول دم مزن	از دمِ خود کار خود برہم مزن
ساقیا آ ہے کہاں تیرا خیال	بے قراری ہے یہاں مجھ کو کمال	آ کہیں دے خم کے خم منہ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
	خم سے بھی تسکین ہوتی ہے محال	آج قفلِ میکدے کو توڑ ڈال		۳۶

اس میں مذمت اور برائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے ہیں ظاہر میں ساتھ فقراء کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جبہ پشمینہ ردائے شال ہے	یہ مقامِ فخرِ خورشید اقتباس	ہووے کب حاصل کسی کو در لباس
اس ردا و جبہ پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دو بیت مثنوی	ظاہرت چوں گورِ کافر پُر حلل	واندروں قہرِ خدائے عزوجل
از بروں طعنہ زنی بر بایزید	وز درونت ننگ میدارد یزید	ہے ترا ظاہر خباثت سے بھرا	جس طرح ہو گورِ کافر پُر بلا
اور تیرا اندرونہ اے پسر	ہے بھرا قہرِ خدا سے سر بسر	رکھتا ہے تو ظاہر تو طعنہ زن	بایزیدِ پاک پر اے بے حیا
اور باطن سے ترے اے جان پلید	سو حیا اور ننگ رکھتا ہے یزید	مٹ رہا کہ آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزیدؒ	جاتے تھے اتنے میں اک کتا پلید	ناگہاں اُن کے برابر آ گیا	اپنے دامن کو لیا اس سے بچا

ایک بھک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اس نے کہ اے مقبولِ رب	اپنے دامن کو بچایا کس لیے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجیے
خشک ہوں گر میں تو ہے کپڑا بھی پاک	اور جو تر ہوں تو دھونے سے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ نجاست تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھووے اگر	پاک کب ہو اس سے تو اے بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بایزیدؒ	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
آ کریں آپس میں ہم تم دوستی	خوب گزرے گی بہم میری تری	عرض کی کتے نے اے سلطانِ دیں	دوستی کے میں تری قابل نہیں
میں مردود اور تو مقبول ہے	تیری میری اب بھلا کیونکر بنے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے خطر
اور تجھے جو دیکھتے ہیں خاص و عام	کرتے ہیں تعظیم سے صد سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک مٹکا ہے بھرا	آبِ گندم کا اے مردِ خدا	مجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پلید اور تو ہی پاک اے نیک خو
اور بڑے سنکر کے یہ پاک دیں	ہائے میں کتے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہوں گا پھر میں بے خلل	قابلِ درگاہِ حضرت لم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں تیرا خبیث افعال ہے	میرا ثانی کوئی عالم میں نہیں	عالم و زاہد ولی اور پاک دیں
اور حقیقت میں یہ حال آپ کا	جس سے شیطاں بھی اماں مانگے سدا	دست بر تسبیح و در دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر
ہاتھ میں تسبیح دل میں گاؤ خر	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تو تسبیح کو تو دور کر	ذکرِ دلبر سے تو دل معمور کر
پھونک دے اس جبۂ ناپاک کو	اور عصا و شانہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو	پاوے بیشک تب تو حق کی راہ کو
مختلف ہو ظاہر اور باطن اگر	تیرا ہو جاوے جہنم میں مقر	تو بھی اے امداد اب حق کے لیے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جب تلک تو خود ہے تو	ہو تو بے خود پھر تو خود ہی تو ہو	خود ہے تو کس کی کرے ہے جستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو کر ترک مل اس یار سے	معرفت پیداست از عرفانِ خویش	گر شناسی خویش آشتی از خویش
ساقیا وہ بیخودی کا جام دے	جس سے میں آپے میں آؤں آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں اور جس یار	محو اندر محو ہوں میں اے نگار
	نام عین ہم آشنا اپنا رب	ہو فنا اندر فنا یک لخت اب	

۳۷

اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کے لیے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا دنیا جان اے نیکو سرشت	یہ عبادت ہے تری یا بہرِ بہشت	ہے یہی نزدیک اہلِ دل منتشر	دیں گنوانا ہے یہ اے بہرہ ور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	یہ حدیث ما عبدتک اے پسر	تو کلامِ مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؓ	عاشقِ حق نائبِ حضرت نبیؐ	اے خدائے خالقِ ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب مجھکو ہر زماں
پوجتا ہوں اب نہ تجھکو میں لیے	طمعِ جنت اور نہ خوفِ نار سے	پوجتا ہوں تجھ کو تیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوجنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوجا تجھ کو یکتا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

لیتی ہے طاعت پہ اجرت یہ گروہ　رکھتی ہے اجرت کی طاعت پر شکوہ　آرزو اجرت کے عملوں پر اگر　رکھتا ہے تو ہے یہ گمراہی بتر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل　طمع اجرت کیلئے ہے یہ عمل　یاد آئی اک مثال اس پر مجھے　ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو　یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکو　ہے ایاز ایسا کچھ صاحب جمال　جس پہ تو عاشق ہے یوں اے باکمال
سنتے ہی اس بات کے محمود شاہ　اس سے یوں کہنے لگا اے نیک راہ　اس کی خوئے نیک پر ہوں میں فدا　اور نہ عاشق اس کے رنگ و روپ کا
نقل ہے اک دن کہ وہ جاتا تھا شاہ　ایک کوچہ تنگ کو با عز و جاہ　ساتھ اس کے تھے جواہر سے بھرے　چند صندوق اونٹوں کے اوپر دھرے
اتفاقاً کھا کے ٹھوکر اک شتر　اس گلی میں گر پڑا اے بہرہ ور　گرتے ہی اس اونٹ کے ایک بیک　ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق کے
ہو گئے اک لحظہ واں اس سے بدر　لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر　دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ　لوٹنے کا حکم دیکر چل دیا
سنتے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے　یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے　چھوڑ شہ کو سب کے سب پیادہ سوار　لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمرہ نہ کوئی شاہ کے　رہ گیا پر ایک ایاز نیک پے　دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز　تو نے بھی لوٹا ہو کچھ مجھ سو تو راز
عرض کی اس نے کہ اے سلطان دیں　جس کی صحبت سے لاتا ہوں میں　دور ہو کر اب تری خدمت سے میں　کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں　۳۸
قرب سلطان حاصل ہو جسے　چھوڑ اسکو پھر وہ کیوں نعمت کو لے　ہے طریقت کے خلاف ایسا کیا　غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اس سے زیادہ کون ہے بے ادب　جو سوا حق کے کرے حق سے طلب　نفس پرور ہے جو رکھے کچھ نظر　دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار　واسطے حق کے ہے کب اے نابکار　نفس کی خواہش سو کرتا ہے ضرور　یعنی بہر جنت و حور و قصور
خواہشات نفس میں ہے سب کے سب　زہد کے پردے میں کرتا ہے طلب　کہتا ہے یوں جو ہوں میں اللہ کو　خواہشات نفس کو پوجے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر　ہے وہ طاعت گر سمجھ لے بے خبر　اجر پر کب تک تو ہے امیدوار　بہتر اس سے اجر کیا چاہیگا یار
اس نے فضل و لطف سے تجھکو فنا　اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا　باوجود آلودگی کے قد ترا　اپنی قدرت سے مزین کر دیا
اور اس قد پر ترے لائے باوفا　خلعت عرفاں کیا آراستہ　ساقیا آوے وہ جام بے قرار　جس سے ہوں میں محو اندر روئے یار
ہوں میں یوں دنیا و دیں سے بے خبر　نے امید خلد نے خوف سقر　خلد اپنی مظہر لطف و جمال　دوزخ ہم کو ہے ظہور اجلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب طہور کے مراد اس سے محبت الٰہی ہے

عمر ضائع اور قضا میری ہوئی　اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی　تا کہ پیمانوں میں اپنے وقت کو　رائگاں گزرا ہے جو اے نیک خو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام　اس شراب پاک سے اے نیک نام　ہے خوشی کے ورد کی بیشک کلید　اس سے مت رکھ بہر حق مجھ کو بعید

اور رہا کر ساقیا ارواح کو　قید سے رنج و الم کے جلد تو　اور چھڑا جلدی خدا کے واسطے　تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس خراب آباد ویراں میں مرا　خانقاہ و مدرسے سے دل اٹھا　نے تو مجھ کو نفع خلوت سے ملا　اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ میں پھرا سر مارتا　نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا　اب بہت بے چین ہوں اے ساقیا　ہو مری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بیخودی مجھ کو پلا　قید سے تا یاں کی دل چھوٹے مرا　وہ جو عالم سے ہے اس عالم کے سوا　ہے وہی درکار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہتا ہوں اس عالم سے اور　ہو نرالا اس سے اس عالم کا طور　تا کہ ہوں مقصود دل سے بہرہ ور　خاک ڈالوں ہستی موہوم پر
آہ و نالہ شور و غل ایسا کروں　خلق میں اک حشر سا برپا کروں　وہ شراب اے ساقیا مجھ کو تو دے　استخواں کہنہ کو جو زندہ کرے
آتش موسیٰ سے اک شعلہ ہی پا　اس شراب پاک کا نور آشکا　طور ہے اس نور کا سینہ مرا　خم ہے اس کا قلب بینا و فنا
بس پلا لا کر کے وہ مجھکو شراب　جس سے وا ہیں مرا عہد شباب　ہو وہ ایسی جو پئے اس کو ذرا　دو جہاں کی قید سے ہووے رہا
اٹھ کہیں بہر خدا ہو جاوہ گر　صبح ہونے آئی اب مت دیر کر　ماہ بھی اور ستارے چھپ گئے　اور صدائیں مرغ بھی دینے لگے
مطربا کچھ کہہ یہ میری التجا　رائگاں گذری ہے در رنج و عنا　عیش ہے بے عیش میرا مطربا　بے غنا کے کچھ غنا مجھ کو سنا
کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے آ　دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا　دور کر مجھ سے اب ایام فراق　ہو گئی طاقت مری دوری سے طاق
یا دف و نے سے تو اٹھ کر مطربا　مجھ کو اشعار عرب سے کچھ سنا　تا کہ ہوں ہم بہر سبب اے نیک نام　عیش و عشرت حظ و کیفیت تمام
آہ کب تک میں کروں آہ و فغاں　ایک بھی سنتا نہیں جان جہاں　آہ واویلا دریغا حسرتا　حسرتا صد حسرتا صد حسرتا　۳۵
پھر سنا مجھ کو وہ نظم مستطاب　جو کہی تھی میں نے در عہد شباب　عمر سب گذری ہے در قیل و قال　اپنی غفلت سے بجائے کمال
مطربا اب بہر حق اٹھ تو سہی　کچھ بھی طاقت اب نہیں مجھ میں رہی　پھر کوئی شعر عجم مجھ کو سنا　تا کہ دل قید الم سے ہو رہا
اور کہہ کوئی تو بیت مثنوی　از حکیم مولوی معنوی　بشنو از نے چوں حکایت میکند　وز جدائی ہا شکایت میکند
بشنوا نے تو بشنو از صاحب نفس　کر رہے جو نالہ نشید سے کس　نے سے مت سن سن تو صاحب نفس سے　کیونکہ جاتا ہے کوئی نالہ سنے
ہو مخاطب اٹھ کہیں اے بہرور　سب زیاں سے تو مجھے آگاہ کر　وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو　خواب غفلت خور سے تا کہ دل بیدار ہو
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے　ہے سدا مشغول قیل و قال سے　بند آہن میں پڑا ہے نفس اوپر　جہل سے بھی اپنے قائل ہو مگر
اور کہتا ہے کہ ہوا اس سے سوا　یعنی پاؤں بیڑی ہے حرص و ہوا　سربسر گمراہ ہوا اے نیک خو　اپنی گمراہی سے [illegible] راہ کو
ہم ہے سے غفلت سے [illegible]　آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر　ایک ساعت گذری ہے اس کے تئیں　ہے یہ بیت خاقانی کو شہر نشیں
پھر تماشے ہیں کافر برملا　دین اور اسلام پر اس کے سوا　اب بھی اے امداد تو بہر خدا　خواب غفلت سے ذرا تو چونک جا
غیر دلبر کو تو دل سے دور کر　جلوہ دلبر سے دل معمور کر　ماسوا دلبر کے دل میں ہے جو شے　جان لے تیرا وہی معبود ہے
یعنی یہ حرص و ہوا و حب غیر　سب بتخانے ترے ہیں اور دیر　ہو سکے جتنا انہیں دل سے نکال　اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام
دل میں جب تک ہے ترے حب غیر ہے　دل نہیں سکتا تو اپنے یار سے　غیر سے ہے بیر اس کو اے جواں　غیر ہو جس گھر میں واں وہ کہاں

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر — تو بر دلبر تا ہو اسمیں جلوہ گر — ہو کے تو خاموش قیل و قال سے — ہو خبردار اب تو اپنے حال سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب — ختم کر واللہ اعلم بالصواب — سال ہجری بھی ہوئی جب ختم یاں — یکہزار و دو صد و شصت و چہار ۱۲۶۴ھ
جب ہوئی یہ مثنوی یا رو تمام — رکھدیا اسکا غذائے روح نام

خاتمۃ الکتاب

ہیں اسکے سن لو اے دوستاں — کہدیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیاں — شاعری سے مجھ کو کچھ بہرہ نہیں — علم نظم و نثر بھی رکھتا نہیں
چاہیے مقصود دل اس یار سے — ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے — شاعری سے کچھ نہیں ہے مجھ کو کام — چاہتا ہوں کہ ہووے فیض عام
سنکے یہ یادہ ہو عشق عاشقاں — اور ہووے دور فسق فاسقاں — شاعروں سے کچھ نہیں ہے التجا — عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا
جو کہ دیکھیں اسمیں کچھ سہو و خطا — دیں بنا اپنے کرم سے برملا — کر کے اپنے لطف و احسان کی نظر — ایمن دین صلاح بے خوف و خطر

تمت

نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام اللہ ظاہر ہے

رباعی

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار — یک ساز زیادہ و سہ چنداں بشمار
پس از طرح ششم جو باقی ماند — در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برآر

تفصیل اس اجمال اور تحلیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شئے سے نام مبارک اس صانع حقیقی کا تو اس چیز کے عدد بحساب ابجد نکال لئے اور ان اعداد کو دو چند کیجئے اور اس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اس کے بعد چھ کی تقسیم کیجئے جو باقی رہے اسکو بائیس میں ضرب دیجئے اعداد و ذات باری ہویدا ہوں گے مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحث پیدا ہوں تو بحساب ابجد عدد ولی کے چھیالیس ہوئے اس کو دو میں ضرب دو بانوے ہوئے اسمیں ایک ملا کر تین میں ضرب دو ۲۷۹ ہوئے ۲۷۹ کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اس کو بائیس میں ضرب دو اعداد ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے۔ وعلی ہذا القیاس من سائر

تاریخ وفات شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی رح

عالم و عامل و شیخ عبد الغنی — کرد چوں جملہ مراتب عمر طے
این ندا آمد ز ہر سو غم فزا — داد جاں عبد الغنی با حلم ہے ۱۲۹۶ھ

تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رح

بست و ہشتم ذیقعدہ جمعہ کو — چل دیئے جنت کو یعقوب
رو کے کہا رب نے کہ جہاں سے — ماہ ہدا ہدا آہ غروب ۱۲۸۲ھ
تباہ شد

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ مفیدہ

گلزار معرفت

از تصانیف

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء

چاند کتاب محل اری مارکیٹ ڈسکہ
0300 9617495
پروپرائٹر وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

گلزار معرفت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوٰۃ یہ نیاز احمد معترف بتقصیرات احقر متوسلین و کمترین مقتبسین حضرت امام العارفین مقدم السالکین سراج الاولیا تاج الکبرا زبدۃ الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزماں بایزید الدوراں سیدی و سندی و معتمدی و مستندی ذخیرۃ یومی و غدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ المہاجر تھانوی مولداً المکی مورداً الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادام اللہ تعالیٰ کاسمہ الشریف امداداً من اللہ علی العباد وافاضۃ علی طالبی الرشاد خدمت میں اخوان طریقت و خلان الحقیقت کے عرض رسا ہے کہ حضرت پیر و مرشد محتشم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اس کا احصار و ضبط دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استماع و احتفاظ و التذاذ دوسرے پیر بھائیوں وغیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کر کے ان کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر و مرشد ۲
کی رضامندی ہے۔ ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ یرحم اللہ عبداً قال آمینا

مناجات

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں لطف گل ہو وہیں خار غم ہو	ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ بیرنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی میں رکھی ہو اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
بہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و اذکار تیرا
تو ظاہر ہے ایسا کہ پردہ میں ہے تو	تو باطن ہے اور سب ہے اظہار تیرا	ترا اول نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطاوار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
الٰہی بنا چھوڑ سرکار تیری	کہاں جائے اب بندہ ناچار تیرا	نگاہ کرم ٹک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار ہوں
دوا یا رضا کیا کروں میں الٰہی	کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا	مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز تیری تو چاہے سو کر تو	تو مختار میرا میں ناچار تیرا	الٰہی میں سب چھوڑ گھربار اپنا	لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یارب	تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا	کہاں جائے جس کا نہ ہو کوئی تجھ بن	کسے ڈھونڈے جو ہو طلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو	کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا	نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو	کہاں جاوے بندہ گنہگار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھکو گھیرا	سنا نام جب سے ہے غفار تیرا	رہیگا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوویں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا	سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں	نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا
بھلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا	برے کام میں عمر افسوس کھو دی	کیا میں نے اچھا کوئی کام تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ عام دربار تیرا	مری مشکلیں ہوویں آسان اک دم	جو ہو جا کرم مجھ پہ اک بار تیرا
خبر لیجو میری اس دم الٰہی	کھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا	ہوں ظلمات عصیاں سے حسرت زدہ میں	جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں خس کہاں بحر ذخار تیرا	لگے کرنے کافر بھی امید بخشش	لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب	مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا	نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھکو ہر دم	کہ دل سے زباں سے ہو اذکار تیرا	ترا نام شیریں حلاوت سے دل کی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا	نہ کوئی میرا ہے نہ میں ہوں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا	ترا فضل میرا مرا کار تیرا	نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا ۳
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا	الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھکو	کہ ہے عفو بخشش کرم کار تیرا
یہ جور و جفا ہم سے ہے ہیچ یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا	بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایماں	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا	حکومت ہوئی اسکو حاصل جہاں کی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا	دو عالم خریدار ہوا اسکا بیشک	جو ہو نقد جاں سے خریدار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں جلد جس نے	عیاں ہو تہاں اس پہ اسرار تیرا	رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا	الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے تو ایسا	رہوں میں سدا مست سرشار تیرا	تو کر بیخبر ساری خبروں سے مجھکو	الٰہی ہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد و دُرد و مرض سے چھٹ جاؤں	جو لگ جائے محبت کا آزار تیرا	الٰہی وہ جادو محبت عطا کر	جو کر دے مجھے عاشق زار تیرا
الٰہی عطا ذرہ درد دل ہو	کہ مرتا ہے بے درد بیمار تیرا	بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھکو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
[illegible]	سلا مجھکو تا ہوں میں بیدار تیرا	بھکاری ترا جائے محروم کیونکر	کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پہ	ہے شاہ و گدا سب نمک خوار تیرا	بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیوں	نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا	نہیں اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھکو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا	ہے جنت کی نعمت تو سب پر مرا دم	میسر ہو لے کاش دیدار تیرا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

مرے دل میں تک جلوہ فرما الٰہی	کہ تجھ بن ہے ویران ہر اب اثر تیرا	نہیں وصل افسوس قسمت میں میری	میں سایہ نمط گرچہ ہوں جا رہا تیرا
تو ہی جان و دل سے بھی نزدیک میرے	شلطا آہ ملنا ہے دشوار تیرا	ہوں با وصف اس قرب کے دور ایسا	ستاتا ہے پھر ہجر خونخوار تیرا
یہ قرب معیت ہے پھر بعد ایسا	نہیں کھلتا یا رب یہ اسرار تیرا	حجاب خودی میرا آ کر اٹھا دے	کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا	تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے	کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرمائے دلدار تیرا	اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے	تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا
تو ڈر فوج عصیاں سے گر یہ بہکے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا	اسی کی تو خدمت میں دل سے ہر دم	تو چاکر ہے اسکا وہ سردار تیرا
تو پڑھ مناجات کو صبح وقتی	کہ تا جائے ہر غم یہ آزار تیرا	الٰہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا
نبی کریم و آل و اصحاب سب پہ	درود اور سلام ہو وے ہر بار تیرا	مرے پیر و استاد و ماں باپ پر بھی	الٰہی رہے رحم بسیار تیرا

غزل نعتیہ

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسول	اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول	عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا	ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں	پر ہوں تمہارا تم ہو مرے مختار یا رسول	کس طرح آہ کر میں دل خدمت میں حال عرض	ہوں خجالت گناہ سے شرمسار یا رسول
ذات آپ کی تو رحمت اللہ کی سر بسر	میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسول	کرتے نہ ہیں فعل بروں پر نگاہ تم	کیجو نظر کرم بس اک بار یا رسول
جس دن تم ہی شفیع ہو گے پیش حق	اس دن نہ بھول جانا مجھے زینہار یا رسول	لیجو خدا کے واسطے اس دن ہی خبر	عصیاں کا میرے جب کہ کھلے طومار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی	اب جائے کہاں یہ نالاں بیمار یا رسول	دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپکا	کیا غم ہے گرچہ ہوں میں خوار یا رسول
کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیاں و جرم سے	تم سا شفیع ہو جسکا مددگار یا رسول	گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ	اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسول
	ہمارا سنا دو آپکا امداد کی جبیں	اور اس سے زیادہ کچھ نہیں تمہیں کیا کہوں	

۴

غزل نعتیہ

ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھا دو یا رسول اللہ	مجھے دیدار تک اپنا دکھا دو یا رسول اللہ	کہ روئے مہ سے مری آنکھوں کو نورانی	مجھے قبر کی ظلمت سے بچا دو یا رسول اللہ
اٹھا کر نقاب قدس کو ذرا چہرہ مبارک سے	مجھے دیوانہ اور وحشی بنا دو یا رسول اللہ	شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم	تمہیں تو کہا جاتا بنا دو یا رسول اللہ
پیاسا ہے تمہارا شربت دیدار کا عالم	کرم کا اپنے اک پیالہ پلا دو یا رسول اللہ	خدا عاشق تمہارا اور محبوب خدا تم ہو	ہے ایسا مرتبہ کس کا ستا دو یا رسول اللہ
چھپیں جا بجا جیسے جا کر پردۂ مغرب میں خورشید	گر اپنے حسن کا جلوہ دکھا دو یا رسول اللہ	لگے جھڑنے کہا کہہ دو بحر رحمت ہے بخشش	کہ جب حرف شفاعت [illegible]
لیکن جا بجا گناہ کو بھی اپنی بخشش کا	جو میداں میں شفاعت کے بلا دو یا رسول اللہ	مجھے بھی در پہ بلا لو تمہارا امتی عاصی	گنہگاروں کو جب بخشا دو یا رسول اللہ
ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے رسوا	مرے اب حال پر رحم کھا دو یا رسول اللہ	اگرچہ نیک ہوں نہ تمہارا بندہ ہوں میں	تم اچھا ہو بنا دو یا رسول اللہ
کرم فرماؤ ہم پر لو کر دو حق سے شفاعت تم	ہمارے جرم و عصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ	ہمارا امت کا حق ادا کر دیا آپ کے ہاتھوں	بس اب اچھا ہو بتا دو یا رسول اللہ
مشرف کر کے مجھکو کلمہ طیب سے اپنے تم	پھر اب نظروں سے اپنی مت گرا دو یا رسول اللہ	پھنسا ہوں کس طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر	مری کشتی کنارے پر لگا دو یا رسول اللہ

نشر الطیب ۱۹۲

اگرچہ ہوں نالائق اس پر امید کرم ہے	کہ پھر مجھکو مدینے میں بلا دو یا رسول اللہ	حبیب کبریا ہو تم امام انبیا ہو تم	ہمیں بہر خدا حق سے ملا دو یا رسول اللہ
شراب بیخودی کا جام اک مجھکو پلا کر اب	دوئی کے حرف دل سے مٹا دو یا رسول اللہ	بہت بھٹکا پھرا ہوں میں ادھر تم ہی تو درستی	کرم فرماؤ اب تم مت پھرا دو یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھے اکرم	مرے غم دین و دنیا بھلا دو یا رسول اللہ	خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرا آگ	تپ ہجراں کی آتش کو بجھا دو یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد جز کو	بس اب قید دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ	

غزل نعتیہ

کہ میں ہی تو کہ ہے ہوس کوئے مدینہ	ہے رخ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب باد صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزل مقصود کو جلدی	یا رب ہے لگی دل کو تنگ کوئے مدینہ	اب تو یہ تمنا ہے کہ پھرا کعبہ جوں گرد	قرباں ہوں بگرد سر ہر کوئے مدینہ
کر رحم میں بہت ٹھہر جا ہیں خوش و لبیب	لیکن ہے عجب ہو جو بھی مدینہ	حاصل ہے بہشت اسکو یہاں اور وہاں بھی	جو دل سے ہوا ساکن پہلوئے مدینہ
دل غرق حلاوت ہی ہیں ہے شکرستاں	طوطی زباں ہے جو ثنا گوئے مدینہ	انتہا نہ ثنا ہیں عالم میں ہے جا شک	ہے اصل گر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر	جو پھنس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ	محفوظ ہو آفات دو عالم سے وہ مومن	کی جس نے سکونت تہ بازوئے مدینہ
خوش ہو کر اس شخص کو خوشبو دے عالم	ہے جس کے بسی مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق سے لپٹے ہے غلام اپنا زباں کو	جب تک ہے زباں اپنی مدح گوئی
امداد کے عوض دیتے دعا سنگدلوں کو	دل نرم تجھے کیا [illegible] خوشبوئے مدینہ	کب پوچھتا عاشق کوئی خوباں کو	ہوتا نہ اگر پرتو مہ روئے مدینہ
	امداد سے مت گو ہر صلوات و سلامی	یا رب ہو نثار شہ نیکوئے مدینہ	

۵

غزل نعتیہ

کہے ہے شوق نبی یہ آ کر چلو مدینے چلو مدینے	میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ	کہے ہے شوق اب ہوا میں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو ڈھونڈے بس عمر بھی آخر ہوئی آخر	مریں گے اب تو نبی کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت	تو سر قدم ہو سکے وہ دیکھ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدی ہے لو انکو امت کے کھینچتے ہیں	کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر و ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہے ہو نمایاں	تو دین اسلام اٹھے یہ کہکر چلو مدینے چلو مدینے
وہ کیا کہتے ہیں [illegible] شوق نبی سے سینے	صدا یہ کہتے ہیں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے

ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو لے برادر چلو مدینے چلو مدینے

غزل

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا	نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آ پھر پھر کے سر مارا — نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
تماشائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ — جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا
رخِ رخشانِ جاناں کی تجلّی چاہیے دیکھے — مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو — اگر آئینہ جوہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا برشِ تیغِ نگارہ یار کو تم نے — اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا
ہماری چشم سے لعل و گوہر کی دیکھئے بارش — سما برابر گوہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا
لب و دندان دلبر کی ٹک آب و تاب کو دیکھو — اگر لعل و دُرِ شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
یہاں نوکِ مژہ پر لختِ دل کی دیکھ جانبازی — وہاں منصور صاحب دار کو دیکھا تو کیا دیکھا
طبیبوں نے علاج مرض اپنا خوب کر دیکھا — نہ دیکھا حال دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو — فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا
یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل — نہ دیکھا اول آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا
دل مضطر میں ظاہر یار کو تھا چاہئے دیکھا — نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا
نظر جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اسے دیکھا — نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا
ادھر دیکھا اُدھر دیکھا جدھر دیکھا اسے دیکھا — نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا
اسے دیکھا اسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا — نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا
ہمارے شعر آمد آگہی سے ہیں ٹک دیکھو — اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

غزل

پُر نعم فیض توکل سے ہے بس خوان اپنا — پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا
تلخیٔ صبر میں حاصل ہے حلاوت دل کو — شکر شکر سے شیریں ہے اب جان اپنا
طوق تفویض و رضا کا ہے گلے میں اپنے — تیغ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا
بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہوا اپنا شربت — پوشش اپنی ہے لباس تنِ عریان اپنا
پائمالی ہے نہیں تاج و سریرِ شاہی — فوجِ غم بے سر و سامانی ہے سامان اپنا
لالہ و گلشن و گل کی نہیں پروا ہم کو — کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستان اپنا
خوابگاہ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آخر — کیوں عبث کھینچیں پسر ہم چرخ پہ ایوان اپنا
دوستی کی رہی اب کس سے توقع یارو — جب ہوا دشمن جاں دل سا مہربان اپنا

۶

درد و غم کا مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار — غم غمخوار ہے اور درد ہے درمان اپنا
آ سکے غیر مرے خانۂ دل میں کیسے — کہ خیالِ رخِ دلدار ہے دربان اپنا
وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیر اے امداد — کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدان اپنا
کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو — ہو پریشاں جو سنے حالِ پریشان اپنا

غزل نعتیہ

ہو جائے مرا شوق ہی رہبر کسی صورت — جوں نقشِ قدم جا پڑوں در پر کسی صورت
ہے سر میں ہوائے کشش شوق مدینہ — جوں باد صبا پہونچوں گا اُڑ کر کسی صورت
ہے بلبلِ دل شائقِ گلزار پیمبر ﷺ — بے دیکھے نہ ٹھیرے گا یہ مضطر کسی صورت
جوں نقشِ قدم نہ اٹھاؤں تجھے در سے — گر جا پڑوں مر مر کے وہاں پر کسی صورت
کھایا کروں لختِ جگر و رو نکی تیرے — اے کاش ہو درکار ترا پتھر کسی صورت
اے ماہ روش کیجئے گذر تک تو ادھر بھی — ہو جائے مرا گھر بھی منور کسی صورت
دے ساقی کوثر جو مجھے بادۂ الفت — چھوٹے نہ لبوں سے مرے ساغر کسی صورت
ہو جائے کہیں سرسبز مرا نخلِ تمنا — آ جائے نظر گنبدِ اخضر کسی صورت ﷺ
ہو مغز پریشاں میں مشکِ ختن کا — کھل جائے جو وہ زلفِ معنبر کسی صورت

غزل نعتیہ

ذکر ذکرِ خدا اور ہے تذکیر عبث — جز کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تقریر عبث
حمدِ حق میں ہو و یا نعتِ پیمبر ﷺ میں رقم — پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریر عبث
لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول ﷺ — جز خدا اور اس فن میں ہے تسطیر عبث
لائی ہے بادِ صبا بوئے قدوم احمد ﷺ — کب خوشی سے ہے ہنسی غنچہ کی تصویر عبث
آئی ہے شاہ کی دنیا میں نوید مقدم — قصرِ شادی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیر عبث
سیکھتے حق سے رہے سارے علوم حکمت — یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیر عبث
پیر کے دن جو ہوئے پیر دو عالم پیدا ﷺ — پیر ایام ہے دن پیر کا نے پیر عبث
نورِ احمد ﷺ سے منور ہے دو عالم دیکھو — دیکھتے ہو تو خورشید کی تنویر عبث
آپ کے رتبہ عالی کا بیاں ہو کس سے — عرش کی اس کے مقابل میں ہے توقیر عبث
روئے اسلام سے ان کے نہ رہا کفر کا نام — یارو اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیر عبث
اٹھ گیا ہے کسی گلرنگ کا پردہ منہ سے — ہے نہ رنگِ رخِ گلشن میں یہ تغیر عبث
آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں — ہے قلیل آپ کا بس اور کی تکثیر عبث
چاہیے عشقِ محمد ﷺ میں مسخّر ہونا — کیا کریں ملکِ سلیماں کی تسخیر عبث
دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انور تیرا — شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

۷

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

دل میں کافی ہے خیالِ رخِ انور تیرا
شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تنویر عبث

جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار
اس مسِ عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبث

دیکھئے کب ہو میسر مجھے وصلِ محبوب
ہوگئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبث

شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہہ محبوب
منع کی حق نے کہ ہے کھینچی تصویر عبث

غزل

ہو کے بس شیفتۂ نقشۂ تصویر عبث
جان بے جان کو دیکھ رہ ہوں دلگیر عبث

خواہش نام نشاں یاں کا ہے اے میر عبث
مثلِ امواج کے پانی پہ ہے تحریر عبث

ہوگئے سینکڑوں گھر مثلِ بگولہ برباد
بس بلندی یہاں کرتے ہو تعمیر عبث

مثلِ انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہلِ عروج
ہے فلک سے طلبِ عزت و توقیر عبث

چین و آرام ہے کس کو کہیں اس کے نیچے
چرخ سے ہے ہوس راحت و تدبیر عبث

دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گلِ پژمردہ
اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ موئے پیر عبث

بلبلا سا لانہ ابھر بحرِ جہاں میں اتنا
دم میں ہوگا یہ ترا نقشۂ تعمیر عبث

مارتا آپ کو تا کیمیا خود بن جاتا
مار اگر پارے کو لے صاحبِ اکسیر عبث

لطف جینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا
ورنہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبث

کیمیا اپنی ہے خاکِ قدمِ یار لے دل
کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبث

ڈھونڈھتا پھرتا ہے دو شمع لئے کچھ تو ضرور
یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدبیر عبث

اے عروضی مری موزوں طبع کے آگے
تیری فعلن فعلاتن کی ہے تقریر عبث

مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا تو آسداد
صورتِ بلبلا پانی میں ہے تعمیر عبث ۸

غزل

ہو کے یوں شیفتۂ زلفِ گرہ گیر عبث
لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبث

ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث
حیلہ تدبیر کو کر دیتی ہے تقدیر عبث

گردشِ بخت سے اپنے ہیں ستائے ہم آپ
پھر تو پھیر نہ سنا لے فلک پیر عبث

آپ کی چیں بہ جبیں ہم کو سلاسل بس ہے
پا بہ زنجیر کو پھر کرتے ہو نخچیر عبث

سر بکف میں ہوں یہاں آپ ہیں شمشیر بکف
اب شہادت میں مری کرتے ہو تاخیر عبث

تیغِ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کافی
تیز کرتے ہو مرے قتل کو شمشیر عبث

ضعفِ تن سے ہوں ہوا سا نہ کبھی تو ہرگز نگار
زلفِ برباد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث

خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں جوں حشر کا شور
تیرے مستوں کی نہیں نالۂ شب گیر عبث

قوسِ ابرو سے ذرا تیرِ نگہ کو چھوڑو
لوں گا سینہ پہ بچائے گا تیرا تیر عبث

عشق کہتا ہے کہ کر نہر لہو کی جاری
تو رواں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث

چشمِ بد میں دل بدخواہ میں مار لے آسداد
چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث

غزل

گرچہ سر مارا بہت سب گئی تدبیر عبث
سچ ہے پیشانی کی ہوتی نہیں تحریر عبث

قسمت الٹی نے مری لا اسے ڈھہ سے الٹا
ہوگئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث

دل میں آئے غمِ دلبر تو رکھوں آنکھوں میں
ایسے مہماں کی کیوں کر کروں تحقیر عبث

ان کی زلفوں کے تصور میں ہے یہ آہ و فغاں
کب ہے نالہ مرا وابستۂ زنجیر عبث

ضرب اک مارتا خسرو کے دلِ سنگیں پر
کوہ کن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث

مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہی کہیں
یارو پاؤں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث

غزل

۹ نام اس کا دفترِ عشق میں ہرگز رقم نہیں
اول قدم پہ جس کا یہاں سر قلم نہیں

بے مرگ زندگی وصالِ صنم نہیں
موجود کب وہ شے ہے جو اوّل عدم نہیں

ہے کون ساقیا ترا جس پر کرم نہیں
مخمور تیرے دور سے ہر ایک ہم نہیں

کرتا ہے تو کبوترِ دل کو جو میرے ذبح
کیا تجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں

ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے
ورنہ طریق یار کا جور و ستم نہیں

پھولا نہ تخمِ عشق مرا ورنہ چشم و دل
گرمیِ مہر و ابرِ بہاری سے کم نہیں

غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں
غم ہے تو بس یہ غم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر
روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں

اے شمع جانِ صحبتِ پروانہ مغتنم
ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازارِ عشق میں
جز نقدِ جان پرسشِ دام و درم نہیں

آسداد رکھ کے سر نہ اٹھا در سے یار کے
اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

غزل

عرش بریں پہ آپ ہیں زیر زمیں ہوں میں ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں
گر تختِ حُسن دنا تہ پہ ہیں آپ جلوہ گر اقلیم عشق میں شہ مسند نشیں ہوں میں
مثل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں مرے گھر با وصف ایسے قرب کے لیس دور بیں ہوں میں
ہے بو و گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربط آہ پھر ڈھونڈھنا غضب ہے کہیں کا کہیں ہوں میں
اے وائے بے نصیبی کہ ملتا نہیں نصیب سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آرہا آجا نظر کہیں کہ دم واپسیں ہوں میں
دام بلا میں کس کے تو آکر خدا بخش پھنسا مدت سے جو پتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

دے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم آفریں وہ ہم کو دیں ان کو مبارکباد ہم
خانۂ ہستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر ڈالتے ہیں اب تو قصرِ عشق کی بنیاد ہم
خاک ہو کر آ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں پر یہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں بدست باد ہم
10 ہیں وہ ہم صید ہوس پھر جا کے پھنستے دام میں چھوٹ جاتے گر قفس سے تیرے اے صیاد ہم
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیا کے باد ہم
مرغ دل اپنا جو اس کے دام زلفوں میں پھنسا پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم
ہم تڑپنے سے چھٹیں گے تو ہماری فکر سے ذبح کر احسان ترا مانیں گے اے صیاد ہم
بس اپنا ایک بھی نالہ اگر پہونچا وہاں [illegible]یم کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم
ہیں کفن بردوش سر کف تامل کیا ہے پھر قتل کر ہم کو ترے قربان ہوں اے جلاد ہم
بال بال اپنا ہے نشتر ہر بُنِ مو سے لہو ہے رواں خود کیا کریں پھر تجھ کو لے فصاد ہم
قصر جنت کا ہے تم کو مبارک واعظو ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آباد ہم
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں اور یہاں رکھتے ہیں جز فضل حق کچھ زاد ہم
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ اپنے دشمن آپ ہیں پھر کس سے چاہیں داد ہم
ہم نہ شاعر ہیں نہ ملا ہیں نہ عالم ہیں شیخ رکھتے ہیں ہر باب میں اللہ سے امداد ہم

اے خدا بخش اس زمیں میں لکھ غزل ایک اور تو
تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم یا الٰہی کس سے جا کر یں فریاد ہم
آپ بر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم
باغ عالم میں ہیں با آہ و فغاں آزاد ہم آپ ہم قمری ہیں اور ہیں آپ ہی شمشاد ہم
داغ دل گلشن ہے اپنا مرغ دل ہے نالہ گر آپ ہی ہم گل ہیں اور ہیں بلبل ناشاد ہم
عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم
ہو گئے جب محو دلبر عشق پھر کس کا رہا آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فرہاد ہم
قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے تیغ و تبر آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلاد ہم
دے ہیں اپنے آپ کو فقر و فنا کا ہم سبق آپ ہی شاگرد ہیں اور آپ ہی استاد ہم
آپ ہی اچھے ہیں اور ہیں آپ ہی سب سے برے الغرض جو کچھ ہیں ہم ہیں جامع اضداد ہم
بے نشان بے نام ہیں ذی شان ہیں اور ہیں نامور جو کہو سب کچھ ہیں پھر ناچیز بے بنیاد ہم
علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے ہیں اسی دانش سے یار و صاحبِ ارشاد ہم
11 اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست آپ کو کر لیے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم
کیوں نہ ہو گل خار ہیں ظلمات میں آب حیات ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم
ہے بہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں بس شاد ہم
شادی و غم اپنا محو لطف و قہر یار ہے ہے مساوی ہم کو گر ہوں شاد یا ناشاد ہم
ہے برابر ہم کو قہر و ہجر لطف و وصل یار عاشق ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم
ہم سے ہم پر آپ ہے ظلم و ستم ورنہ بحق یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم
ہیں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ بڑ نہیں عشاق کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم

ڈر ہے کیا فوج گنہ سے ہو خدا بخش اپنا نام
اور بس پر رکھتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

غم جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شاد ناشاد ہو کر کہ یہ وہ درد ہے دل میں ہے درمانِ جاں ہو کر
رہو ہو پردۂ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر ذرا تو جلوہ گر ہو جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر
نہ رکھیں کیوں نہ ہم پوشیدہ سرّ الفتِ جاناں کہ عظمت اسم اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

www.nafseislam.com

نہ کیوں ہو تخم بلکہ خاک میں سرسبز و بار آور
نکالیں بحر الفت سے در مطلوب وہ جن کے
اٹھایا بار غم تو نے دلا صد آفریں تجھکو
ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے کیونکر
ادب بند تہا ہے کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا
ہمیں پرواہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی
کہاں جاوے کہ کرکے ترک جو گھر بار کو اپنے
کہاں جاکے ڈھونڈے نہ ہو جسکا کوئی تجھ بن
ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے
ملے ہے گو ہر مطلوب بحر عشق سے اُن کو

ہوئے ہم نامور دلیشان بے نام و نشاں ہو کر
نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک رواں ہو کر
لیا کوہ گراں سر پہ ضعیف و ناتواں ہو کر
کہ صورت ان کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر
کہ دل سے دل میں رہ جاتی ہیں بس شور و فغاں ہو کر
دکھاتا ہے داغ دل ہو سیر ہم کو بوستاں ہو کر
در جاناں پہ آ بیٹھا ہو نقش آستاں ہو کر
پڑا ہو کہ جب آ در پر ترے بے خانماں ہو کر
مریض عشق تیرا آپڑا ہے ناتواں ہو کر
کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشک رواں ہو کر

غزل

صوفی نہ شیخ عالم مسند نشیں ہوں میں ۱۲
عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجنوں ہوں یا بیہوش
گمنام بے نشان و ذیشاں ہوں نامور
ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور
سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے
مت کر زکوٰۃ حسن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد سا و لے

بندہ ضعیف و عاصی بس کمتریں ہوں میں
جو کچھ کہ ہوں تو عاشق ماہ جبیں ہوں میں
سب کچھ ہوں اور جو پوچھو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں
عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں
در در پھرا ہوں اور کبھی خانہ نشیں ہوں میں
مسکیں غریب و عاجز و اندوہگیں ہوں میں
انگشتری خلق میں مثل نگیں ہوں میں

غزل

تپ غم سے جو دیدۂ تر میں ہوا خشک پانی ہے
ہوا بازار شوق اب گرم ہے وہ تیغ رو کس جا
نہ جاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو
نہ اپنی آہ سوزاں ہو دھواں سا رایگاں جاتا
میں طور عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفتر ارقی
ادب بند زباں ہے عرض مطلب میں مری ورنہ

تو بے آبی سے باغ دل میں اک سوز نہانی ہے
کہ جان اپنی تمہیں اس آتش رو پہ جلانی ہے
کہ واں آب دم شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے
کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکب دخانی ہے
نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوف لن ترانی ہے
گرہ اپنے خامہ کی شکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جرس قیل و قال یدل
ہے آواز جرس گویا جگانا رہزنوں کا بس
صدف کی جوں رہے گا منہ کھلا اسکا قیامت تک
جو ہیں ہم صاف مشرب سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا
غزل امداد اس زمیں میں پڑھ سکے امداد الٰہی سے

گزر او کشف میں گرہ دلیل طے لسانی ہے
زباں کا کھولنا غارت گر سِرّ نہانی ہے
جہاں خامہ سوز انکم مثل دریا در فشانی ہے
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا صاف پانی ہے
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

غزل

تپ ہجراں میں جی جاتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے
حریف نفس کب ہو عقل جو بحر معانی ہے
ہے اپنا خلق ہر تکلیف میں سو تنگ شکر رکھتا
ہے داروں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
نہیں ہے کسر شان ہونا مقید بند عزلت میں
نکل آ صبح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے
جمیلہ آتش میں گم ہو جا تو خاکستر سے ملتا ہے
لئے جاتا ہے کوثر سا تو صحرائے قیامت میں
ہمارے جرم سے پیا جز ہیں کیوں عفو ہو سکا
سکے ہے دیکھنا با دیدہ کثرت نور وحدت کو
نہ کیوں ہو زنگ دل آئینہ کا رہبر ہوئے روشن گہر
عبث کھاتا ہے فکر زر میں غم سخت انساں کیوں
بڑائیں تہر سے گروہ نہیں شکوہ ہمیں ان سے
بلا دیں مہربانی سے بڑائیں کچھ نہیں شکوہ
مثال جان و تن ہے تجھ میں اس میں نسبت دوری
نہ دونا شاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو غم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانی ہے
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے
کہ نوک خار پا کو نیش کژدم سے اٹھانی ہے
مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے
جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے
جو افکر ندامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہے
کہ آئینہ کو بدصورت سے کب ہوتی گرانی ہے
کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے
مجھے اس کشتی سے حاصل کعبۂ مقصود جانی ہے
کہ تا بے خود سے پتھر میں غذائے لعل کافی ہے
بلا دیں مہر سے اپنی تو ان کی مہربانی ہے
نہیں ان کی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے
نہیں کھلتا ہے اے امداد کیا سر نہانی ہے
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے ۱۳

غزل

رخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے
رات میں دن دکھا دیا کس نے
عرش و فرش جس کو پا نہ سکیں
میرے دل میں سما دیا کس نے
لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں
کرکے ظاہر چھپا دیا کس نے
ڈھونڈنے نکلے آپ کو کھویا
مجھ کو اس میں گما دیا کس نے

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ابر گریاں میں برق حسن دکھا	روتے روتے ہنسا دیا کس نے	منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اے	ہنستے ہنستے رولا دیا کس نے
ہے نہ عالم میں وہ تو عالم میں	شور اس کا مچا دیا کس نے	نغمۂ سرمدی سنا کے ہمیں	مست و بیخود بنا دیا کس نے
شعلۂ رخ دکھا کے اپنا ہمیں	سر سے پا تک جلا دیا کس نے	عشق معشوق عاشق اک کہکر	سر وحدت سمجھا دیا کس نے
میں تو نام و نشاں مٹا بیٹھا	شہرہ میرا اڑا دیا کس نے	اول آخر عیاں نہاں ہو کر	حرف شرکت مٹا دیا کس نے
شخص واحد ہے سینکڑوں ہیں نام	ایک کو سو بنا دیا کس نے	ہنستے ہنستے جو دم میں دینے لگی	شمع تجھکو جلا دیا کس نے
	حسن لیلیٰ دکھا کے اے امداد	تجھکو مجنوں بنا دیا کس نے	

غزلیات فارسی

اگرچہ بیخودم بستم ولے ہشیار میگردم	بباطن شاہ کونینم دلا ہر خوار میگردم	مرا از بلبست جانا چو تو خود بترص آں	بسوزد جدا من گرچہ بیدار میگردم
چو دیدم روئے خوبش لبہر جائے ہر رنگے	ازیں بحر و بر کوچہ و بازار میگردم	عجب بے خود و بیتم کہ طرفہ ماجرا ایں ست	کہ دلدارے برو دام بے دلدار میگردم
حشمت مے بہ میخواران ازاد ایشان قند	چو من یائش با آنم ز حرماں خمار میگردم	چو شد منظور قیس من تمنا فل چیست اے قاتل	کہ مرکب غمن فروش گرد دار میگردم
شراب شوق عالم را تو ساقی طلبی مے بخشی	اگر محرم گرد خانۂ خمار می گردم	مرا نافع نخواہد شد نصیحت ناصحی ہرگز	کہ سودا ایش لبسترا زہم من بیکار می گردم
	بیا نور محمد کن دل امداد را روشن	کہ عکس نور بے کیفم بے انوار می گردم	

جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبیٹھوی ۱۴

چو آمد ساقی مشکل کشا دشوار کار من	بیک جرعہ زمے بکشود عقد دلفگار من
صبا آورد چوں بوئے گل وصل نگار من	بر آمد بر ہوائے شوق ایں مشت غبار من
بحمد اللہ چہ راحت یافت جان بے قرار من	کہ آمد ناگہاں نامہ زکوئے شہریار من
خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد	دلم حیران یا شد کہ برکدامی جاں نثار من
بایں شکرانہ بر دیدہ نہادم پائے قاصد را	کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من
چو من منظور جذب اشتیاقم در جناب تو	بجرم دوستاں گویید وبس عز و وقار من
پس از مدت بر آمد آرزوئے جان و دل یعنی	سحر گردید از مہر طلعت شبہائے تار من
بدے ذوق حیات من بیاتلخ از غم ہجراں	خوشا ں اس لالہ خیریں کہ گشتے غمگسار من
بدیدہ گریہ نالاں بجانم سوز تن لرزاں	نہیں تسکین دل ہوتے نہیں صبر و قرار من
بعین گریہ من خنداں وہم در خندہ من گریاں	بہار اندر خزاں بود و خزاں اندر بہار من
کبھے گریاں و گہہ خنداں گہے حیراں گہے نالاں	بجز ایں شغل یک لحظہ نبودے روزگار من
نمی گردد بیان شوق وصل و شکوۂ ہجراں	غرض جز ذکر و فکر نبودے ہیچ کار من

کہ آمد نامہ خوش ناگہاں صل علی احمد	یکایک رفت غمہائے دل اندوہ گار من
ادائے شکر آں ساقی نگردد از زبان و دل	کہ از یک جرعہ عرفاں مے برد کل رنج و خمار من
بیا دخود نگہدارش ز مشغولی غیر حق	باحسانیکہ یادم کرد اے پروردگار من
ز لطف چشم آں دارم کہ دائم ہمچنیں جاری	بماند در دولت با دل امیدوار من
کنم تحریر اے امداد تا کہ شوق وصل او	رسد اسے کاش جائے نامہ آں نامی نگار من

غزل شوقیہ ارکان حج

زنم ہر گہ ہوس کوئے تو کردم	دیدم رخ کعبہ ذکر روئے تو کردم	محراب حرم گرچہ پیش نظرم شد	من سجدہ ولے در خم ابروئے تو کردم
چوں حلقہ در کعبہ بعید عجز گرفتم	در گردن خود سلسلہ گیسوئے تو کردم	سر سید ہر عالم پے بوسہ حجر اسود	من میل بخال سیہ ہندوئے تو کردم
در سعی و طواف و حطیم و مقامی	ہر سمت تمنا رخ نیکوئے تو کردم	لبیک دعا خواں مخلوق بعرفات	چوں تماماں دل نحو سوئے تو کردم
در عمرہ عرفات بپا حشر نمودم	چوں یاد من آں قامت دلجوئے تو کردم	قربانی حیواں بمنیٰ میکند عالم	قربان سر خود من بسر موئے تو کردم

عرضی عبد اللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت توشیح

شاہ باش اے شاہ اقلیم عرب	رحمت حق بر تو باد از روز و شب	یا الٰہی دار سایش را دراز	فیض بخش بر سر اہل حجاز
عون حق با تو بود اے ابن عون	باد خوش از تو غذائے ہر دو کون	دوستت خوش دشمنت برباد باد	اہل حرمین از تو بس دل شاد باد ۱۵
لنگر انعامت اے شاہ کرم	ہست جاری دائما بہر امم	ایں دعا گو ہم ز خوان عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
نیست تو لش شد کنوں رنج محتاج سخت	عین رحمت بر کشائے نیک بخت	درد ما کن جاری دہ لقمہ را	نعمت داریں بخشد حق ترا
	نام ممدوحت چو خواہی اے امیر	حرف اول از سر ہر مصرع گیر	

شجرہ قادریہ فیضیہ منظومہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد ہائے محبوب مطلق	بذات تو سزا وارست لایق	پس از حمد و ثنا صلوات بے حد	بدرگاہ تو بندہ عرض دارد
خداوندا بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم برحمت	خداوندا بحق شاہ لولاک	مرا کن از غم دنیا و دیں پاک
بانکہ اسمہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم	امام انبیا و سلطان سرمد	عطا فرما طریقت با شریعت	دلم روشن کن از نور حقیقت
بحق مرتضیٰ شاہ ولایت	خداوندا نما راہ ہدایت	بحق شیخ حسن بصری الٰہی	ز سر خویش کن آگہ کماہی
بحق شیخ حبیب عجمی شہ دیں	دعایم را بفضل خویش بگزیں	بحق حضرت داؤد طائی	مرا از قید ہستی دہ رہائی
بحق خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دار از شر چرخی	خداوندا بحق سری سقطی	ثباتم دہ براہ نیک بختی
بحق شاہ جنید آں شیخ بغداد	ز قید دو جہاں مارا کن آزاد	بحق خواجہ بو بکر شبلی	بکن بر عاشقان خود تجلی

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

بحق عبدواحد بوالفضل شاه	خداوندا کن ادا اسرار آگاه	بحق بوالفرح آن شاه طرطوس	بکن باز از رحمت خویش مایوس
بحق بوالحسن ہنکاری باحق	بہ تیغ عشق خود کن سینہ ام شق	بحق بوسعید آن شاه بوالخیر	بکن محو از دلم من الفت من
خداوندا بحق شاه جیلاں	محی الدین غوث قطب دوراں	بکن خالی مرا از ہر خیالے	دلیکن آنکہ زو مید ست حالے
بتاج الدین شاه عبدالرزاق	بده چالاکیم در راه عشاق	بحق شاه زین الدین والا	مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بحق شیخ یحییٰ زاہد حق	مشرف ساز از دیدار مطلق	خداوندا بحق شاه موسیٰ	بمانم بر ورت دائم جبیں سا
بآں عبدالوہاب بحر ثانی	مراکن غرق در موج معانی	بہ عبدالقادر راسی الہٰا	بملک معرفت کن شاد ما را
بحق احمد قدسی عاقل	نشان ماسوا مگذار در دل	بحق شاه مولانائے مغرب	بگرداں مدفنم در خاک یثرب
بحق شاه عبدالحق عالی	دلم را کن ز حبّ غیر خالی	خداوندا بحق شاه الیاس	پناه خواہم بتو از شر خناس
بحق حضرت قمیص الاعظم	بگم بیچشم راده عشق باہم	بحق بو محمد شاه محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بحق شاه محمد غوث ثانی	مده درد و غم و سوز نہانی	بحق شاه عبدالحق کامل	جمال خویش چشم ساز شامل
بحق شاه سید عبدرزاق	بوصل خویش مارا دار مشتاق	خداوندا بحق رحیم علی شاه	باسرار لدنی ساز آگاه
بشیخ عبدالرحیم آں شاه شہدا	شہیدم کن بہ تیغ عشق شاہا	بحق حضرت نور محمد	منور کن دلم از نور بے حد
خداوندا بحق جملہ پیراں	مراہم در طریق شاں بمیراں	بحق آل و ازواج و اصحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقطاب 14
بغوث و فرد و ابرار و اوتاد	بعشاق و علیاو و زہاد	ز در بت کافر کیش خونخوار	اکرم الماکین مارا نگہدار
بجود مشغول دارا اندر حیاتم	اگر میرم بده یارب نجاتم	بعصیاں می شوم برباد اللہ	بیاؤ جلد کن امداد اللہ
خداوندا بایں پیران عظام	بوقت مرگ کن بالخیر انجام	ہر آں شخصیکہ ایں شجرہ بخواند	مراہم از دعائے یاد آرد

رباعی

ہے برا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالا سب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ آمداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عید امدی

عیدگاہ ما غریباں کوئے تو	انبساط عید دیدن روئے تو
صد ہلال عید قربانت کنم	اے ہلال عید ما ابروئے تو

ملنے کا پتہ ۔ مکتبہ تھانوی ۔ دفتر رسالہ الابقاء متصل مسافر خانہ ۔ بندر روڈ ۔ کراچی ا

ماشاء اللہ لا قوة الا باللہ
الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ مفیدہ

درد غمناک

از تصنیف

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی ۔ دفتر الابقاء
متصل مسافر خانہ ۔ بندر روڈ ۔ کراچی ا

0300 9617495

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

رسالۂ دردِ غمناک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنو یارو عجب قصہ ہمارا	بیاں کرتا ہوں جو ہے غم کا مارا	سناتا ہوں تمہیں اسکو سراسر	گذرتا ہے جو کچھ اب میری جاں پر
گذرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال	نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال	پڑا سوتا تھا میں خوابِ عدم میں	نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں
سو آکر عشق نے مجھ کو جگایا	جگا کر سو مصیبت میں پھنسایا	کچھ ایسا اسنے پھر نقشہ دکھایا	کہ جس نے مجھکو سودائی بنایا
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی	کہ جس میں عقل تک بھی ہے گنوائی	مرا اک دلربا سے دل گیا مل	ہوا تیغ نگہ سے اسکے بسمل
۲ اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا	بلا میں عشق کی مجھکو پھنسایا	یکایک لے گیا وہ جانِ جاناں	قرار و صبر و ہوش جملہ ساماں
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو	کیا بیخود بھلایا مجھ سے مجھ کو	چھوئی زلف اسکی آ میری گلوگیر	کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسایا	گویا قید دو عالم سے چھڑایا	شراب شوق کا اک گھونٹ دیکر	کیا رسوا مجھے عالم میں در در
جنوں نے آ لباس تن کو کیا چاک	پنھائی مجھ کو عریانی کی پوشاک	خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر	رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر
غم و درد و الم کی فوج کر ساتھ	دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ	خراب آباد کے قلعے میں لاکر	بٹھایا بیخودی کے تخت اوپر
دو رنگ اک کر کے نادانی کا ہمراہ	بنایا عشق کی اقلیم کا شاہ	ہزاروں غم کی لا آتش لگائی	مری سب طلش کی پونجی گنوائی
گیا اُس دن سے سونا اور کھانا	ہوا میں غم کے تیروں کا نشانا	اجی جن کے ہو دل میں دردِ فرقت	اسے کب ہووے خواب و خور کی صحت
وہ کیا جانے ہے اس دردِ الم کو	نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو	اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جسکی	اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی
پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آ لوٹ	متاعِ صبر و تسکیں لے گیا لوٹ	تڑپنا کر کے غم میں شب کو صبح کرنا	صبح سے شام تک رو رو کے مرنا
وہ جن آنکھوں میں خالی ہجر ہووے	بھلا وہ عمر بھر کیونکر نہ روئے	گیا سب بھول کھانا اور پینا	بڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا
لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ	کسی نے درد کو میرے نہ جانا	سمجھ کر مجھ کو سودائی جہاں نے	کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جواں نے
غرض دیوانہ مجھ کو جان کرکے	ہوئے گرد آ مرے لڑکے شہر کے	مرا اک کھیل خلقت نے بنایا	تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا
کہوں میں آہ کس سے اس الم کو	سمجھتا ہے ہر اک سودائی مجھ کو	کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت	کوئی ہمدم نہیں جز دردِ فرقت

وہ کیا جانے ہے اس دردِ الم کو	نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو	وہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو	گذر جس دل میں حضرت عشق کا ہو
جو اپنے دل کے دلبر سے جدا ہو	وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو	وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت	کہ ہو جو مبتلائے دردِ فرقت
کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار	غمِ فرقت سوا کوئی نہ غمخوار	یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے	نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے
اگر ظاہر کروں حالِ درونی	بناؤں اک عالم کو جنونی	جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو	کروں شرمندہ دوزخ کے شرر کو
دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں اگر	تو اک ہلچل پڑے عالم کے اندر	جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر	پڑے آفت کا ٹکڑا اک جہاں پر
حقیقت دل کی گر اپنے دکھاؤں	ہنسوں میں اور عالم کو رلاؤں	نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں	نہ ہو سکتا ہے جو چپکا ہی ہوں میں
ہوئی ایسے ستمگر سے محبت	نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت	تڑپتا ہوں میں جس کے غم سے دن رات	خبر اس کو نہیں ہیہات ہیہات
ارے یارو کبھو ہو جس کو الفت	مصیبت ہے مصیبت ہی مصیبت	محبت نام جس کا یاں رکھا ہے	بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے
کہے ہے عشق جسکو ساری خلقت	قیامت ہے قیامت ہے قیامت	ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو	جو دو امید جینے کی نہ کیجو
کیا جب عشق نے بیتاب مجھکو	کہا میں نے یہ اس بیدرد رو رو	کہ صبر آئے دلِ غمگیں کو کیونکر	ہے بیکس عاشقِ مسکیں کو کیونکر
نہ دیکھے جب تلک دیدار دلبر	قرار اور صبر ہووے اسکو کیونکر	سو تیرے عشق میں او بے وفا دلبر	ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر
کہ اک تو سر پہ افلاکِ الم ہے	تلے پاؤں کے پھر دریائے غم ہے	ہے چاروں طرف فوجِ درد گھیرے	سدا آہوں کے اٹھے تیر میرے
یہ آکر ناتوانی نے کیا زور	کیا تابِ تواں کا مار کر چور	جنوں نے مجھ پہ کی آکر چڑھائی	مری سب ہوش کی پونجی لٹائی ۳
کیا وحشت نے آکر جب مجھے تنگ	گئے اسکے سبب ناموس و ننگ	جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا	لیا عزت کا سب اسباب میرا
بڑی یہ مجھ پہ فوجِ بیقراری	متاعِ صبر کی ہے لوٹ ساری	ڈبوتے ہیں ادھر اشکوں کے نالے	لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے
ہوا ہے ہاتھ سو غارت گریباں	ہے گریاں سیلِ اشکِ غم سے داماں	لگاتا ہو سدا سوزِ جگر آگ	میں پیارے بتاؤں کدھر بھاگ
بچوں کیونکر کہو ایسی بلا سے	میں ہوں اک راہ ہزاروں خوں کے پیاسے	کروں میں صبر اب کس کس بلا پر	ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر
کہ تیرے عشق نے مجھ کو ستایا	مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا	اجی جس کا ہو دشمن دل سا پیارا	بچے کیونکر کہو پھر وہ بچارا
خدا کے واسطے جلدی خبر لے	کہیں یہ آپ خون اپنا نہ کر لے	جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو	نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو
اگر آنے میں ہوگی دیر تجھکو	نہیں پاوے گا زندہ پھر تو مجھ کو	کہ بس جب پاس لینے دلربا ہو	فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو
طبیبِ دردِ دل رہیگا مرا تو	کروں کس سے علاج اپنا بتا تو	جو کوئی عشق کا بیمار ہووے	علاج اس کا نہ جز دلدار ہووے
میں دامِ زلف میں تیرے پھنسا ہوں	خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں	محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو	وہ جز دیدارِ دلبر کب رہا ہو
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ	تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ	لگائی تھی جو لو ہم سے پیارے	پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے
جو تھی منظور کرنی بیوفائی	تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی	کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیارے	تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے
اگر یہ بے وفائی جانتا میں	تو پھر کیوں خاکِ در دل چھانتا میں	بہت سر پیٹے رگڑا خاک سے	نہ گذرا تو گر اپنی ادا سے

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

ہر اک صورت سے میں نے غم اٹھایا ۔ ولے تجھ کو نہ مجھ پر ترس آیا ۔ ہوئی کیا خطا اب مجھ سے جانی ۔ جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی

اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو ۔ خدا کے واسطے تم بخش دیجو ۔ نظر مت رکھو مری تقصیر پر تو ۔ کرم پر اپنے پیارے کر نظر تو

میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھکو ۔ کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھکو ۔ دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار ۔ ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار

نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھکو ۔ کیا جینے سے اب ہے آس مجھ کو ۔ خدا کے واسطے اب مت ستم کر ۔ خدا کے واسطے اب تو کرم کر

اگر رونا مرا خوش آوتا ہے ۔ یہ درد و رنج تجھ کو بھاوتا ہے ۔ تو درد و غم سے بت روتا رہونگا ۔ تری الفت میں جی کھوتا رہونگا

جو ہوگا شعلہ رخ کا ترے دھیان ۔ تو ہونگا خاک جل بھنکر میں اس آن ۔ جو یاد آئیگی وہ زلف پریشاں ۔ تو پیچ و تاب کھائے گی مری جان

تصور تیری پیشانی کا گر ہو ۔ تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو ۔ جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان ۔ کروں میں گوہر اشک اس پہ قربان

خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو ۔ وہیں قربان اس پر مرا سر ہو ۔ تصور تیری مژگاں کا گر آئے ۔ ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے

در دنداں کو تیرے یاد کرکے ۔ بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے ۔ جو خال رخ کا ہو تیرے تصور ۔ سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پُر

جب آوے یاد تیرا قد و قامت ۔ کروں برپا وہیں شور قیامت ۔ ترے ناز و ادا کی یاد کر چال ۔ کروں میں خاک پر آپ ہی کو پامال

وہ ترا یاد کر آرام بستر ۔ گذاری عمر ساری میں تڑپکر ۔ میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا ۔ تو پروانے صورت جل مرونگا

جو ہو گلزار تن زخم جگر سے ۔ کروں سیراب اس کو چشم تر سے ۔ تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر ۔ نہ لاؤں اسکو میں ہرگز زباں پر

۴ غرض جور و جفا سارے سہونگا ۔ نہ گھبراؤنگا نے غمگین ہونگا ۔ ترے غم سے نہیں خالی رہونگا ۔ جو نالہ تھم رہا رو یا کرونگا

بیٹھوں چین سے تجھ بن کہیں میں ۔ سدا کرتا رہوں بس ہائے ہے میں ۔ اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آکر ۔ کہ کیا گذری ہے آدلوا تجھ پر

نہ ہرگز حال دل اپنا کہونگا ۔ ہنسونگا اور وگر چپ ہونگا ۔ نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری ۔ اسی میں جان جاویگی ہماری

ذرا اس ناز و ادا غمزے کو چھوڑو ۔ مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو ۔ رہو پردے میں تو باتیں بنالے ۔ نہیں صورت ولے اپنی دکھاتے

ذرا بہر خدا پردہ اٹھادے ۔ وہ مکھڑا چاند سا مجھ کو دکھادے ۔ بہت نزدیک ہوں دل سے تو آیا ۔ ولے تجھ تک پہنچنا ہی ہے دشوار

ہے بو و گل کی جوں مجھ تجھ میں قربت ۔ نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت ۔ میں ہوں سایہ نمط ہمراہ تیرے ۔ نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے

رہے دل میں مرے پیارے سدا تو ۔ ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو ۔ مجھے چھاتی سے ٹک اپنی لگاؤ ۔ یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ

ہو تو نزدیک میرے مجھ سے ایسا ۔ غضب ہے تس پہ بھی ملنا ہو دشوار ۔ ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا ۔ رواں ہووے بدن سے خون جیسا

اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری ۔ یہ کیسی ہے تڑپ اور بے قراری ۔ قریب اتنا ہوا اور پھر دوری ایسا ۔ نہیں کھلتا ہے یہ پردہ ہے کیسا

یہ پردہ دور ٹک اللہ کر تو ۔ مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو ۔ کہیں ہو کر کے بے پردہ پیارے ۔ ذرا تو روبرو ہو جا ہمارے

ٹک اپنے حسن کا جلوہ دکھادے ۔ کہ اب بیخود مجھے مجھ سے بنادے ۔ رہوگے کب تلک پردے میں پیارے ۔ کبھی تو سامنے ہوگے ہمارے

یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری ۔ کروگے جو اٹھاوینگے وہ ساری ۔ ولے اتنا تو کہہ جاوے گا ہے جانی ۔ کرو ہم پر کرم سے مہربانی

یہ جانو تم تڑپتا ہے بچارا ۔ نہیں تم بن اسے اک دم گذارا ۔ ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ ۔ پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ

کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت ۔ تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت ۔ میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا ۔ کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں ۔ سراسر محو ہوں اس جستجو میں ۔ تڑپتا ہے ترے غم سے مرا دل ۔ رہے افسوس پھر غیروں میں تو مل

رہو غیروں میں تم خوشیاں مناتے ۔ ہم اس حسرت خون دل ہیں کھاتے ۔ سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا ۔ نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا

کرو غیروں پہ تم لطف و مہربانی ۔ ہمارے نام سے نفرت ہو جانی ۔ نہیں تدبیر کچھ ملنے کی تیرے ۔ خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے

نہ جانوں ٹھوکریں کھاؤنگا کب تک ۔ یہ ایذا ہجر کی پاؤنگا کب تک ۔ ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا ۔ خدا جانے مقدر کیا کرے گا

نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے ۔ نصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے ۔ ہے تیرے وصل کی منزل بہت دور ۔ اثر ہے لنگ اور ہجر ہے رنجور

کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا ۔ گذر بیشک ادھر بھی تیرا ہوتا ۔ جو کرتا شوق میری رہنمائی ۔ تو ہوتی کیوں مری تجھ سے جدائی

کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت ۔ مصیبت پر مصیبت ہے مصیبت ۔ نہ میرے درد و غم کا کوئی غمخوار ۔ ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار

کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال ۔ کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال ۔ سُنے جو درد کا طومار میرا ۔ نہیں تجھ بن کوئی غمخوار میرا

سو تو نے غم مرا رکھا گوارا ۔ کہ یوں مجھ کو تپ فرقت نے مارا ۔ یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں ۔ سرشک غم سے منہ دھویا کروں میں

سُنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے ۔ کہے جاؤنگا پر میں عرض تجھ سے ۔ ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں ۔ رہے سب جستجو میں دن گنواؤں

مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں میں ۔ کروں دن رات تیری جستجو میں ۔ نشان عیش اور عشرت مٹاؤں ۔ تمامی محنتیں غم کی اٹھاؤں

کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں ۔ نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں ۔ یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا ۔ جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا ۵

جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر ۔ نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر ۔ کبھی آوے گا آخر رحم تجھکو ۔ چھڑا دیگا تو درد و غم سے مجھکو

دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا ۔ مٹا دے گا مرے دل کا یہ کھٹکا ۔ اگرچہ ہوں برا پر ہوں تمہارا ۔ نہیں بن تم مرا اک دم گذارا

تمام آمادہ کر یہ دردنامہ ۔ کہیں ایسا نہ ہو پھٹ جائے خامہ ۔ یہ درد اپنا بس اظہار مت کر ۔ خدا کے واسطے رکھ جی کے اندر

کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر ۔ پھٹا جاتا ہے دل عالم کا یکسر ۔ بس اب ہے ٹک شکر کر مت ہو دیوانہ ۔ کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا

نہ ہو ایسا تری گستاخیوں پر ۔ خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر ۔ وہ تیرے حال دل سے ہے خبردار ۔ نہ کر اب شور و شر زنہار زنہار

نہ کر غل صبر کر یہ مان میری ۔ کہ تا امید بر لاوے وہ تیری ۔ بس اب خاموش ہو گفتار کم کر ۔ ملال آجائے نہ شاید اسکے دل پر

اسی پر سونپ دے اب کام سارا ۔ وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارا ۔ رضا کم اپنی کر اس کی رضا میں ۔ نہ پڑ ہرگز خودی کی تو بلا میں

وہ مالک سب کرے جو کچھ کہ چاہے ۔ خلاف اس کے نہ تو دم مار ہے ۔ بس اپنا ہوش ہو گفتار کم کر ۔ تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے ۔ سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے

تمت

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

حیاتِ اشرف

سوانح حیات حضرت حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از مولانا غلام محمد صاحب خلیفہ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ و مولانا عبد الباری صاحب مدظلہم

اس کتاب میں حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور ان کے علمی و روحانی کمالات، ان کے مجددانہ کارنامے، اصول تصوف و سلوک، عارفانہ نکات، زریں اقوال دین و دنیا و آخرت کے سنوارنے کا مکمل لائحہ عمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ایک شیخ کامل اور شفیق مربی کی صحبت کا فائدہ عطا کریگا۔

مصنف نے **باب اول** میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نسب خاندان، حصول علم، طالب علمانہ حیثیت، افادہ علمی، حصول تعلیم، اکابر عصر کی خدمت میں ... دوران سے تعلق اور حج بیت اللہ شریف۔ حج ثانی اور صحبت شیخ واپسی اور قیام وطن علالت و رحلت اور وصال ... اور **باب دوم** میں آثار علمیہ، جامعیت آثار، تجوید و قرأت، متعلقات قرآنی ترجمہ و تفسیر قرآن مجید علوم القرآن، خادم الحدیث، علوم الفقہ، علم کلام، علم سلوک و تصوف اور اصلاح حیات۔ اور **باب سوم** میں نقوش عملیہ، خانقاہ ... کی حقیقت و اہمیت، خانقاہ امدادیہ، تبلیغ و اشاعت دین، مربیانہ شان، تربیت یافتگان اشرفیہ اور کرامات اور **باب چہارم** میں معالجات اشرفیہ ضروری تمہید، اختیار کا نسخہ، پریشانی کا علاج، بدنظری کا علاج، مبتلائے شہوت رانی کا علاج۔ غیبت کا علاج۔ کبر کی حقیقت اور اس کا علاج۔ حسد اور غبطہ کا فرق اور حسد کا علاج۔ کینہ اور طبعی انقباض کا فرق اور کینہ کا علاج۔ ریا کی حقیقت اور اس کا علاج۔ علاج کذب۔ وسوسوں کا علاج۔ حصول راحت کا نسخہ اکسیر اور پنج گنج اشرف وغیرہ وغیرہ غرض یہ کہ مصنف نے کوئی بات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں چھوڑی۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھنے والے شخص کے گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا نہایت ضروری ہے اور اس نعمت سے ہر مسلمان کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ۳۰۴ صفحات۔

قیمت تین روپے پچہتر پیسے علاوہ ڈاک خرچہ

پتہ ملنے کا } مکتبہ تھانوی متصل مولوی مسافرخانہ۔ بندر روڈ۔ کراچی ۱

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب واعظ دہلوی کی مقبول عام مشہور تصانیف

احسن المواعظ اس میں مندرجہ ذیل آٹھ وعظ آسان زبان میں ہیں انداز بیان نہایت دلچسپ ہے۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حمل میں تشریف لانے کا بیان۔ ایام حمل کا بیان۔ شب ولادت مبارک کا بیان۔ رضاعت مبارک۔ (۲) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا اور عرب کی اصلاح کرنا (۳) کلمۂ طیبہ کی حقیقت اور اس کے فضائل (۴) نماز کی حقیقت۔ نماز کے معنے اس کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید (۵) دعا قبول ہونے کے شرائط اور اس کا طریقہ (۶) تلاوت قرآن مجید ذکر الٰہی و فکر کے فضائل اور بیان (۷) علم کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب (۸) عشق مجازی کے مقابلہ میں عشق حقیقی کی ترغیب، صفحات ۱۴۴ کاغذ، طباعت عمدہ۔ قیمت صرف تین روپے علاوہ ڈاک خرچ

افضل المواعظ اس میں آٹھ وعظ مندرجہ ذیل ہیں انداز بیان دلچسپ اور عام فہم اور شستہ (۱) رضاعت مبارک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دوران رضاعت کے واقعات (۲) ابتدائے نبوت اور نزول وحی کے آثار نبوت کا بیان۔ نبوت کی ابتداء (۳) معراج شریف وغیرہ کا بیان معراج شریف کا عقلی ثبوت اور اس کے واقعات (۴) ہجرت کے بیان میں۔ ہجرت کے راز اور نکتے (۵) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و سیرت (۶) معجزات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۷) وفات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات۔ وفات کے راز (۸) شفاعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بشفاعت کبریٰ صفحات ۱۴۴ کاغذ، طباعت عمدہ قیمت صرف دو روپیہ۔ علاوہ ڈاک خرچ

اکرم المواعظ اس میں مندرجہ ذیل سات مواعظ ہیں (۱) توحید (۲) رسالت سچے نبی کی علامت (۳) ترک دنیا، دنیا کے معنی اور تحقیق (۴) موت کی یادگاری حضرت مریمؑ کی وفات، حضرت فاطمہؓ کا جنازہ، حضرت عثمان رضؓ کا واقعہ حضرت یوسفؑ کا عجیب واقعہ حشر کا واقعہ حسن بصریؒ کا دنیا کو ترک کرنا سکندر بادشاہ کا عجیب واقعہ حضرت دانیالؑ کا واقعہ، حضرت یحییٰؑ کی شہادت، حضرت زکریاؑ کی شہادت، یزید کا خواب، شہادت حضرت علیؓ، واقعہ عجیبہ علی اصغر (۵) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی وفات کے واقعات حکایت طبیب کی حضرت ابو بکرؓ کا خواب، حضرت ابوعبیدہؓ کا خواب عمرؓ کی وفات، حضرت عثمانؓ کی وفات، حضرت علیؓ کی وفات، حضرت علیؓ کا خواب۔ حضرت جرجیسؑ کا پورا واقعہ (۷) عشق فانی اور عشق باقی کا بیان، ایک مسترد کا واقعہ حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح کا واقعہ صفحات ۱۲۸ کاغذ، طباعت عمدہ۔ قیمت صرف دو روپے (۲/) علاوہ ڈاک خرچ۔

طب روحانی مولانا محمد ابراہیم صاحب کی مشہور تصنیف جس میں اسمائے باری تعالیٰ کے خواص اور قرآن مجید کی تمام سورتوں اور مختلف آیتوں کے مجرب عملیات تحریر ہیں۔ آخر میں طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط روئے زمین کے جنات کے نام صفحات ۱۲۸ کاغذ طباعت عمدہ۔ قیمت صرف دو روپے (۲/)

احوال الآخرہ یعنے قیامت کا پتا فوٹو قیامت کے علامات صغریٰ، قیامت کی متوسط اور بڑی علامتیں حضرت مہدی کا حلیہ شریف اور آپ کے اخلاق اور سیر۔ دجال کا ذکر دجال کا حلیہ دجال کی سیر حضرت عیسیٰؑ کا بیان اور آپ کا حلیہ سیر اور آپ کا محل نزول یاجوج ماجوج کا نکلنا اور دابۃ الارض کی سیر حلیہ دابۃ الارض۔ اول نفخہ صور جنت کی نعمتیں، دوزخ کا بیان قیمت ۷۵ پیسے

ملنے کا پتہ: مکتبہ تھانوی متصل مسافرخانہ بندر روڈ کراچی ۱

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat

www.nafseislam.com

مجموعہ خطب بارہ ماہی یعنی خطبات الاحکام لجمعات العام

اس میں جمعہ کے پچاس خطبے ہیں تاکہ سال بھر تک ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھا جا سکے۔ اس کے علاوہ عیدین و نکاح و استسقاء کے بھی خطبے درج ہیں اور سب خطبے نہایت سلیس ہیں۔ اور باوجود جامع ہونے کے نہایت مختصر اور سنت کے بالکل موافق ہیں۔ موجودہ خطبوں میں محض ترغیبی مضامین ہوتے ہیں حالانکہ ضرورت احکام کی بھی ہے۔ اس واسطے ان خطبوں میں خاص اہتمام کے ساتھ ترغیب و ترہیب کے علاوہ ضروری احکام بھی بیان کئے ہیں مثلاً علم کی فضیلت اور ضرورت، عقاید کی درستی، پاکی کی فضیلت، نماز کی تاکید اور فضیلت قرآن شریف پڑھنا پڑھانا اور اس پر عمل کرنا، ذکر اللہ اور دعا کی فضیلت، نوافل کی فضیلت، کھانے پینے میں اعتدال کا حکم، نکاح کے حقوق، کسب حرام سے پرہیز، حقوق عام و خاص، خلوت، سفر کے آداب، نیک کام کا امر کرنا اور برے کام سے روکنا، آداب المعاشرت باطن کی صلاح، تہذیب اخلاق، شکم اور شرمگاہ کی حفاظت، زبان کی حفاظت، مذمت غصہ، کینہ، حسد، مذمت دنیا، بخل اور مال کی محبت، حب جاہ اور ریاکاروں کی برائی، تکبر اور خود پسندی کی مذمت، دھوکہ کھانے کی مذمت، توبہ کی فضیلت اور ضرورت صبر اور شکر کی فضیلت، خوف و رجا، فقر و زہد، توحید اور توکل، محبت اور شوق اور انس و رضا، اخلاص و صدق، مراقبہ اور محاسبہ تفکر اور سوچنا، موت اور بعد موت کا ذکر، یوم عاشورہ کے متعلق ہدایتیں، صفر کے متعلق، ربیع الاول و ربیع الثانی کی رسوم ماہ رجب کے متعلق ہدایات، ماہ شعبان کے احکام، ماہ رمضان کی فضیلت، روزہ کی فضیلت، تراویح کی فضیلت، شب قدر اور اعتکاف کی فضیلت، عید الفطر کے احکام، عید الفطر کی فضیلت، حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کے احکام، ذی الحجہ کے احکام، عید الضحیٰ کی فضیلت نیز عید الفطر، عید الضحیٰ، استسقاء کے خطبے منجملہ خوبیوں کے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں تمام احکام قرآن و حدیث ہی سے ثابت کئے ہیں اور چونکہ خطبہ عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ غیر عربی میں مضمون بیان کرنا خلاف سنت ہے اس واسطے خطبہ کو محض عربی ہی میں لکھا ہے مگر عوام کے مطالعہ کے واسطے اس کی آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ بھی آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اگر اس کو نماز کے بعد یا خطبہ کی اذان سے پہلے وعظ کی جگہ سنا یا جائے تب بھی بیحد مفید ہے قیمت صرف دو روپے

فلاحِ دین و دنیا

یعنی حیاۃ المسلمین مع شرح مقدمہ جلید بزداضافہ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس کتاب کی تصنیف پر فرمایا تھا کتابیں تو بہت سی لکھیں لیکن شاید یہ کتاب میری بخشش کا ذریعہ بن جائے، قرآن پاک سے درستی اعمال و تہذیب و اخلاق سیاست بدنی وغیرہ کے بہترین حقوق درج کئے ہیں۔ اس میں حقیقی زندگی ضرر اللہ کو فرما نبرداری کا حصہ ہے کفار کیلئے دولت کی فراوانی کا راز، مسلمانوں کی ہر فلاح اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منحصر ہے، اسلام و ایمان کا بیان تحصیل و تعلیم علم دین، قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا، اعتقاد و تقدیر و عمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا، دعا مانگنا، نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا، سیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا، اپنی جان کے حقوق ادا کرنا، نماز کی پابندی کرنا، مسجد بنانا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مالداروں کو زکوٰۃ دینا، علاوہ زکوٰۃ نیک کاموں میں خرچ کرنا، روزے رکھنا، حج کرنا، قربانی کرنا، آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا، نکاح کرنا اور نسل بڑھانا، دنیا سے دل نہ لگانا، گناہوں سے بچنا، صبر شکر کرنا، مشورہ کے قابل امور میں مشورہ لینا اور باہمی محبت، ہمدردی و اتفاق رکھنا، اپنیا رقومی یعنی اپنا لباس اپنی وضع اپنی بول چال اپنا برتاؤ وغیرہ خود اور اپنے بچوں کو سبقاً سبقاً ضرور پڑھائیں

قیمت صرف دو روپے علاوہ ڈاک خرچ

ملنے کا پتہ:- مکتبہ تھانوی متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی ۱

مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمد للہ علی احسانہ کہ نسخہ مفیدہ

جہادِ اکبر

مع

نالۂ امداد غریب

قطب زماں غوث دوراں سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی نقشبندی سہروردی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد عبد المنان غفرلہ

مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء

چاند کتاب محل
اری مارکیٹ ڈسکہ
0300
9617495
پروپرائیٹر: وڑائچ برادرز

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

جہاد اکبر

اَللّٰہُ الصَّمَدُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٰہی تو ہے وحدہٗ لاشریک	بنایا ہے تونے ہر ایک سے کو ٹھیک	عدم سے تو ہستی میں لایا ہمیں	یہاں آب و گل میں بسایا ہمیں
ضعیفی سے ہم کو توانا کیا	تھے نادان ہم تو نے دانا کیا	کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب	کیا اس میں امر و نہی کا خطاب
دی نیک و بد میں ہمنے تمیز	رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز	رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر	وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور	ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور	عطا کر وہ بینائی ہم کو الٰہ	ملے جس سے ہم کو ہدایت کی راہ

مناجات بجناب قاضی الحاجات

الٰہی الٰہی الٰہی الٰہ	میں ہوں اپنے اعمال سے بد تباہ	الٰہی میں عاجز ہوں بندہ ترا	گنا ہوں سے ہے حال بد تر مرا
الٰہی سراپا ہوا میں گناہ	ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ	الٰہی مجھے ہے یہ شرمندگی	کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے	کہ غافل رہا جو رہ وصل سے	خرد وہ کہ جو بندۂ یار ہو	بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو ۲
خرد وہ کہ خوش تجھ کو رکھے مدام	رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام	کیا عمر بھر میں نے تیرے برخلاف	بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف
رہا میں صدا بحر غفلت میں غرق	نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق	الٰہی مری عمر دشمن نے لی	رہی شہوت اور حرص باقی وہی
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام	نہ افسوس کوئی کیا نیک نام	الٰہی میں کی گرچہ کوشش بڑی	ولے ساری تدبیر الٹی پڑی
الٰہی میں بھٹکا بہت دربدر	ترے در پہ آخر پڑا آن کر	کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے	کروں جس سے جا التجا کون ہے
الٰہی نہ تیرے سوا ہو جسے	نہ ڈھونڈے تجھے پھر ڈھونڈے کسے	الٰہی نہ جانی تری قدر آہ	کری عمر لہو و لعب میں تباہ
ہے افسوس عمر جوانی چلی	جوانی تو کیا زندگانی چلی	کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر	الٰہی میں لائق ہوں اسکے مگر
الٰہی ہے کیا تیری رحمت کا جوش	کہ دیکھے گناہ اور رہو پردہ پوش	الٰہی میں بر دین غفلت میں ہوں	الٰہی بہت اس سے خجلت میں ہوں
الٰہی ہر اک آن حاضر ہے تو	میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو	بیاں کیا کروں اپنی شرمندگی	کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی
الٰہی گنہگار شرمندہ ہوں میں	الٰہی بہت ہی برا بندہ ہوں	الٰہی خبر لے مری تو شتاب	ہوا حد سے زیادہ بس اب تو خراب
الٰہی ہوا ہوں سراپا خطا	نہ بخشے تو پھر ہو مرا حال کیا	ہوں گر نیک یا بد ترا بندہ ہوں	ترے در پہ آخر مرا فگندہ ہوں
ہوں اس بندگی سے میں شرمندہ سخت	شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت	نہ مجھ سا گناہگار شرمندہ ہو	خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو
الٰہی تو دیکھے ہے میرے گناہ	وہیں رزق دیتا ہے شام و پگاہ	کیے ہیں گناہ آہ بےخوف دوڑ	رہی وہ ہی رحمت کی مجھ پر نظر

الٰہی عجب تیری رحمت ہے واہ	عجب حلم ہے تیرا اے بادشاہ	میں غافل مجھے یاد کرتا ہے تو	کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو
کرم تیرا گر دستگیری کرے	تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے	الٰہی ہے تیرے کرم سے امید	سیاہی کو میری کرے تو سفید
گنا ہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر	الٰہی تری ہے نظر عفو پر	خس و خاک سی تیرہ ہو بحر و بر	ہو چشم فلک گرد سے خیرہ گر
تری عفو کے آگے میرے گناہ	شب تار جوں پیش خورشید و ماہ	تو وہ خود ہے تیری پڑے گر نظر	تو ہوں سنگ ریزے بھی رشک قمر
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا	ولے تیری بخشش کے آگے ہے کیا	گناہ میرا اور تیری بخشش بھلا	برابر کہاں ہو سکے اے خدا
الٰہی کہاں جرم و بخشش کہاں	کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسماں	کہاں ظلمت شب کہاں آفتاب	کہاں یہ سیاہی کہاں ماہتاب
مرا عذر ہو اب الٰہی قبول	مجھے خوار و رسوا نہ کر او ملول	بہت پھر پھرا کے میں آن کر	الٰہی ترے در پہ رکھا ہے سر
نہ سر کو جھکاؤں کہیں جا کے میں	سوا تیری درگاہ والا کے میں	کرے میں گنہ جہل اور سہو سے	اور اس حرص نفسانی و لہو سے
ولے تیری رحمت سے امید ہے	بدی کے عوض مجھ کو نیکی ملے	گنہ پھیر جانے ہے تو علم سے	کرے پردہ پوشی سدا حلم سے
نہ رسوا کیا ہے جو تونے یہاں	الٰہی تو رکھیو مری شرم واں	الٰہی ہمارا بد و نیک اب	ہے کیا چیز آگے ترے یا رب
بلا لے مجھے یا بلا دے مجھے	الٰہی نہ چھوڑوں گا در کو ترے	کہاں جائے اب بندہ تیرا بتا	کسے ڈھونڈے جو چھوڑ دے ترا بتا
ذرا تونے سنی گر مری التجا	الٰہی کروں عرض پھر کس سے جا	الٰہی برا یا بھلا ہوں ترا	سوا تیرے ہے کون بتلا مرا
ترے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا	مرا ہے کون تیرے سوا	نہ کی تو نے گر اب کرم کی نگاہ	تو بس ہو چکا میں الٰہی تباہ ۳
بلا لے مجھے اپنے در سے تو گر	الٰہی بتا پھر میں جاؤں کدھر	کیا جو میں لائق مرے کام ہے	تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے	کرم عفو و بخشش ترا کام ہے	بدی جہل و غفلت مرا کام ہے	تجھے عفو و بخشش سزاوار ہے
الٰہی بحق محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم	دعا ہو مرے امداد کی اب قبول	الٰہی یہ عاجز ہے تیرا غلام	الٰہی تو کر رحم اس پر مدام
الٰہی غنی تو ہے اور یہ فقیر	الٰہی قوی تو ہے اور یہ حقیر	تو فتاح و غفار و رزاق ہے	یہ بدکار و فجار و فساق ہے
الٰہی تری ذات ہے بس جلیل	الٰہی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل	الٰہی تو رزاق یہ مرزوق ہے	الٰہی یہ عاشق تو معشوق ہے
الٰہی تو ہے شاہ اور یہ گدا	الٰہی تو مولیٰ یہ بندہ ترا	الٰہی تو راحم یہ مرحوم ہے	تو ہے دادگر اور یہ مظلوم ہے
الٰہی یہ عبد اور تو معبود ہے	الٰہی تو ہی اس کا مقصود ہے	الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے	الٰہی محب یہ تو محبوب ہے
الٰہی تو کر اس کی حاجت روا	بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہ دوسرا	الٰہی دعا میری اس کی قبول	بحق صحابہؓ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نعت شریف

محمد ہے ممدوح ذات خدا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو وصف کس سے ادا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم سا مخلوق میں کون ہے	اسی کا طفیل ہے یہاں جو ہے
نہ پیدا اگر ہوتا احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور	نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور	محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلاصہ ہے کونین کا	محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہے دارین کا

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

محمد ﷺ کی طاعت جہاں کہے فرض
محمد ﷺ کی طاعت سے جا دل کا مرض

پڑے کفر اور شرک میں ہم تھے سب
محمد ﷺ سے ہم کو ملی راہ رب

گرفتار تھے نفس شیطاں کے ساتھ
محمد ﷺ نے دی ہم کو ان سے نجات

خبر دی رہ دین و ایمان سے
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے

بتائے ہیں ایسے وہ داؤ گھات
کیا ہم نے جس سے عدو کو مات

محمد ﷺ کی طاعت کر آٹھوں پہر
کہ تا وصل سے حق کی ہو بہرہ ور

محبت محمد ﷺ کی رکھ جان میں
محمد محمد ﷺ کہو ہر آن میں

محمد ﷺ کی الفت سوا اور جاہ سے
ملے گا تو امداد اللہ سے

محمد ﷺ کے ہیں خاص حق کے ولی
ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ

محمد ﷺ کے اصحاب ازواج و آلؓ
ہر اک ہے ہدایت کا برکمال

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تنبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو سرکشی حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اسکو طرف فرماں برداری معبود حقیقی اپنے کے اور جواب درجواب اس کے

سنو دوستو گوش دل سے ذرا
سناؤں تمہارا انہیں ماجرا

کہ اندر وجود آدمی کے سدا
ہے جنگ ہے نفس و روح کا

رہو تم خبردار دونوں سے اب
نہیں تو پڑے تم پر آکر غضب

علاج اسکا خوب ہی بتلاتا ہوں میں
تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں

کرو گے گر اس پر عمل جان سے
رہو گے بچے نفس و شیطان سے

بیاں حال اپنا کرتا ہوں میں
کہ جس فکر میں روز رہتا ہوں میں

مجھے آگیا جو خیال ایک رات
لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات

کہ افسوس غفلت میں جاتی ہے عمر
سدا کوس رحلت بجاتی ہے عمر

مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں
کہ کی دولت عمر برباد کیوں

نہ سویا شب اس فکر میں ایکدم
رہا رات بھر اس سے میں چشم نم

اسی میں گئی رات ساری گذر
شش و پنج کرتا رہا تا سحر

تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

کہا نفس کو آخرش میں نے رات
کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بدصفات

خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں
کہ آیا تھا یاں کس لئے اے لعین

کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا
کدھر جاتا ہے کس پہ شیدا ہوئے

بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا
یہاں آکے کیا کام تو نے کیا

تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا
بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا

کیا حق نے پیدا تجھے کس لئے
نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے

تجھے آہ اپنی کچھ خبر نہیں
مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں

جواب دینا نفس کا

کہا اس نے وہ تھا خزانہ چھپا
یہی آدم آئینہ اس کا ہوا

یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے
محبت کا جامہ پہنایا مجھے

میں ایمان اس کے رکھوں ہوں مدام
ہے توحید سے اسکی دل شادکام

کہا میں کہ اے نفس بدسرشت خو
ہے دشمن حقیقی مرے دل کا تو

بتاتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ
تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ

محبت کہ ہو جس سے شاد ماں
کہاں ہے وہ تجھ میں مجھے دے نشاں

جو ایمان و الفت میں صادق ہے تو
تو پھر کیوں ہو یہ گناں عاشق ہے تو

تو کیسے ہو کر عاشق حق طبیعت
نہیں تجھ کو اس کی محبت نصیب

کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور
گنہ بخشنے میں ہے بخشندہ [illegible]

کروں میں گناہ پھر توبہ کروں
وہیں پل میں مقبول درگاہ ہوں

کہا میں نے یہ بات تجھ سے کیا
دغا کی ہو توبہ سے کیا فائدہ

گناہوں کی ہے دل میں الفت بھری
فریب حق کو دیتا ہے تو اے شقی

تو اس جہل اور گمرہی سے نکل
طریق شریعت میں چل اے دغل

کہا تا کجا مت کر تو اتنا مجھے
میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے

کہا حق نے مجھکو ظلوما جہول
نصیحت سے تیری ہو اب کیا حصول

کہاں میں وہ حجت ہے بے فروغ
مرے سامنے لاتے ہو اے دروغ

ظلوما جہول حق نے تجھ کو کہا
کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا

کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے
کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے

مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر
نہ مغرور ہو کام کا کار کر

کسی کو اگر کہئے جاہل ہے تو
تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں
پڑھوں کس طرح علم کامل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب سخت
تو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست

اور ہووے اگر اسپ نیکو نہاد
اشارے سے چلتا ہے وہ مثل باد

یہ سنکر وہ شرمندہ ایسا ہوا
کہ گویا اس کے تن سے ہوئی جان جدا

جو اس بات سے اسکو دیکھا خموش
میں جانا کہ کچھ اسکو آیا ہے جوش

اب اور ایک چابک لگا جلد تر
کہ شاید یہ آوے کہیں راہ پر

کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست
تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست

وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا
ہے اب اس میں دخل عقل تدبیر کا

کری حق نے مجھ تجھ سے پہلے نوشت
نصیبوں میں ہر ایک کے دوزخ بہشت

لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے
مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے

نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا
جو چاہے سو کر اب برا یا بھلا

کہے گر چہ شیطاں کی چالوں سے بچو
جو تقدیر بد ہو تو کیا ہووے سود

کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا
یہ مکر و فریب اور لایا نیا

نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حیلہ گر
اٹھا یاد میں پھر غفلت سے سر

عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جان
مقدر کا ہووے عمل ہی نشان

عمل نیک پر جس کو قائم رکھا
سمجھ لے کہ حق اس سے راضی ہوا

دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا
خدا کا غضب اس پہ نازل ہوا

ہوا دور رحمت سے وہ بر ملا
عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا

نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو
رضا کا نشاں ڈھونڈ گمراہ ہو

کہا حق نے کب تجھ سے اے بد شعور
کہ دوزخ میں کھونگا تجھ کو ضرور

کہا ہے ولے حق نے یہ بے خلل
رضا کی نشانی ہے اچھے عمل

کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یاد
ہوا اس سے گمراہ تو زینہار

ہے تف تیری عقل اور فہمید پر
خیال عبث پر جو باندھی کمر

کہا سنکے دونے عمل خوش کرے
جو تقدیر بد تھی سو کافر مرے

گرا ابلیس و بلعم کے اوپر دیا اس
اسی سے مرے دل میں ہے ہراس

اگر عمر ساری عبادت کرے
جو آوے قضا بد تو شقاوت کمے

مرے کفر میں اور عمل ہوں حبط
اسی فکر سے عقل ہے میری خبط

کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر
کہ کی تو نے دوزخ پہ ہی نظر

ہوا عمر بھر ان سے جو اک قصور
کیا حق نے درگاہ سے انکو دور

نہ کی کچھ عبادت پہ ان کے نگاہ
کیا اک گناہ سے انہیں یوں تباہ

سمجھ لے تو ہے بے نیازی کی شان
کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان

ہزاروں نبی اور ولی بے حساب
عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب

کروڑوں مسلمان طاعت کریں
ہوئے حق کے مقبول اور بہتریں

بہت عابد و زاہد و متقی
ہوئے نیک اعمال سے جنتی

نہ ان سب کی خامی پر نظر
گیا تو دو عابد کے نقصان پر

پکڑ کے دو لعین کی تو سند
لگا کرنے ہے خوف اعمال بد

کرے تو گناہ اور نہ چاہے نجات
عجب ہے حمق تیرا اے بدصفات

ہزاروں کرے جرم شام و سحر
سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اگر اسکی ہے بے نیازی کی شان
نہیں تجھ کو پھر کس لئے خوف جان

نہ رے آگے در نہ ہو شیر گر
نہ بھاگے تو دے جان اسکو مفر

خفا ہو کے بولا وہ غفار ہے
غفور اور رحیم اور نکو کار ہے

ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم
وہ بیشک ہے رب الرؤف الرحیم

گنہ میرے ہوں گرچہ بے پناہ
پر اس سے ہے سو درجہ رحمت سوا

گناہوں سے اپنے مجھ کو نہیں ڈر
وہ غفار ہے بخشدیگا مگر

www.nafseislam.com

کہا میں تو نادل نہو اے لعین ٭ کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم ٭ ولیکن ہے قہار بھی اے لئیم
کرے بخشش اور قہر بھی بیگیاں ٭ جمال اور جلال اسکی ہیں دونوں شان
کرے سہو غفلت سے گر تو گناہ ٭ اور ہو جاوے تجھ سے خطا گاہ گاہ
تو بخشے سمجھ وہ کہ غفار ہے ٭ نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو ٭ نہ سمجھا دلے اس کے انجام کو
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو ٭ گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو
کرے ہے گناہ آئے نہ خوف ڈر ٭ نہیں عجز و زاری کا تجھ میں اثر
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں ٭ خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں
ذرا کر کے توبہ کر اچھے عمل ٭ خدا کے لئے مت پڑا رہ خلل
کر اچھے عمل یاد شام و پگاہ ٭ اگر ہو گیا کوئی تجھ سے گناہ
یقین جان اس وقت ہو وہ کریم ٭ کہ یہ اسکی عادت ہی جاری قدیم
ملاک کو گر خزانہ میں گنج ٭ تو کب اور کھیتی کا چھوڑینگے رنج
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کیسے ٭ بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے
کہا اس نے مجھ پہ نہ کر تو جفا ٭ تری خود ہے اسمیں سراسر خطا
میں نیک عادت اسکی کو ہوں جانتا ٭ ہوں عفو و کرم اس کا پہچانتا
گنہ گرچہ میرے ہیں کوہ گراں ٭ ولے اسکی بخشش ہے جوں آسماں
گناہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں ٭ وہ اللہ ہے اکرم الاکرمیں
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ ٭ وہ مجھ سے بھی بڑھ کے بخشے گناہ
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ ٭ ولے ایسے باطل ارادہ پہ بچ
بلا شک وہ ایسا ہی غفار ہے ٭ کریم اور رحیم اور ستار ہے
گنہ تیرے اور اسکی بخشش میاں ٭ برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں
ولے حیف ہے ایسے غفار کو ٭ کیا تو نے آزردہ از زشت خو
جو ہو ایسا حسن ارحم الراحمین ٭ وہ آزردہ کرنیکے قابل نہیں
جو جانے تو حق ہے نیکو صفات ٭ نکو دوست عافی ہے اور نیک ذات ٦
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ ٭ خطا بے خطا یہ تو کرتا ہے آہ
جو ہو ذات ایسی غفور و حلیم ٭ وہ لائق عبادت کے ہے اے لئیم
کرے ذات ایسی کو آزردہ جو ٭ وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نفس عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

جو دیکھا کہ ہے اسکی حجت قوی ٭ گیا آخرش میں طرف روح کی
پہنچ بہر حق میری فریاد کو ٭ تجھے ملک و تن کا ملا تاج و تخت
خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو ٭ پہنچ بہر حق میری فریاد کو
کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے ٭ پکڑ جلد اور مار گردن اسے
کہا یہ کمینہ کہاں میں کہاں ٭ مقابل ہو اسکے مری کیا ہے شاں
کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو ٭ کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو
رعیت سے محصول لیوے بزور ٭ زمیں بدن میں کرے شر و شور
کرے ہفت اقلیم تن میں مرے ٭ تصرف تسلط بہت ظلم سے
اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ ٭ رعیت کو کر دیگا دم میں تباہ
دکھا کر دلاسے تو تیرے امیر ٭ کرے قتل یا رکھے ان کو اسیر
ترے سب امیروں کو بہکا کو وہ ٭ کرے ملک تن میں عمل آ کے وہ
رہے پھر یہ کب شان و شوکت تجھے ٭ دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے
تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ٭ یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا
تو ملک بدن کا ہو حاکم اگر ٭ ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر
وزیر خرد کو بلا کر کہیں ٭ کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں
کہ ہو دور جس سے یہ فتنہ فساد ٭ رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد
مری عجز و زاری کو سنکر بہوش ٭ شہ روح کو آ گیا وہیں جوش
بدن میں لگی اسکے غیرت کی آگ ٭ کہا میں مٹاتا ہوں میں اسکا راگ

کیا حکم تا جلد آوے وزیر ٭ کہ تدبیر اس کی بتاوے وزیر
یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا ٭ سب آداب شاہانہ لایا بجا
مرا حال سن اور افسوس کر ٭ وزیر خرد بھی ہوا چشم تر
یہ سلطان روح سے کہا اسنے جا ٭ کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا
کہ ہو شہ کے اقبال سے دم میں کم ٭ رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم
یہ ہو حکم آویں امیران فوج ٭ کہ ہوں مستعد جنگ کے مثل موج
کریں قتل لیں اسکا اسباب لوٹ ٭ غرور اس لعین کا وہیں جاوے ٹوٹ
جو ہو جاوے عاجز تو پھر لوگ کریں ٭ رکھیں شرع کی پابند زنجیر میں

خبر کرنی جاسوس وسواس کی کہ نفس کی طرف سے ملک تن میں رہتا ہے نفس کو

تھے اس میں کہ جاسوس وسواس نام ٭ کہ تھا نفس سے ملک تن میں مدام
سنی چھپ کے جو یہ حکایت تمام ٭ کری نفس سے جا شکایت تمام
کہا کیا تو سوتا ہے کہ سلطان روح ٭ شہ ملک دل وہ مہ پر فتوح
کرے ہے ترے قتل کیواسطے ٭ تمام اپنے لشکر کو آراستے
کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ ٭ شریعت کی زنجیر میں لے جکڑ
یہ سنکر خبر نفس نے رو دیا ٭ اسی فکر میں جان کو کھو دیا
کہا ہائے تدبیر اب کیا کروں ٭ کہ تا ہاتھ سے اسکے جیتا رہوں
ولیکن بقدر و کوشش کروں ٭ کہ تا اسکے صدمے سے بچتا رہوں
کروں میں بھی اب اس سے لڑنے کا فکر ٭ عدو سے اپنے جھگڑنے کا فکر
کروں اس طرح میں بھی سامان جنگ ٭ جسے دیکھ فوج اسکی ہو جائے دنگ
جو اپنی شجاعت دکھاؤں اسے ٭ عدم کا میں رستہ بتاؤں اسے
بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں ٭ ہیں روز ازل سے ہوں قابض یہاں
ستو رہزنی کا ہے میرا شعار ٭ فساد اور فتنہ مرا کار و بار
٧ غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں ٭ کہ میں چھوڑ رکھا ہے اسکو جو یوں
جو اس وقت لینے پر آجاؤں میں ٭ تماشا اسے دم میں دکھلاؤں میں
مچاؤں فساد ایسا اور شور و شر ٭ کروں ملک کو اسکے زیر و زبر
کیا ہے اگر اس نے سامان جنگ ٭ تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ درنگ
یہ کہکر لگا سوچنے پھر وہ خام ٭ پڑا میرے ذمہ اب یہ سخت کام
کہ سلطان روح کی بڑی شان ہے ٭ نہیں لڑنا اس سے کچھ آسان ہے
جو شیطان سنگھ ہے قدیمی وزیر ٭ کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر
بلا کر کے اس سے کرو وہ صلاح ٭ کہ جس بات میں ہے ہماری فلاح
یہ سنتے ہی ابلیس آیا ادب ٭ بجا لایا آداب شاہانہ سب
کہا لطف سے تیرے اے نامدار ٭ ہماری ہو مشکل سب آسان کار
یہ اتنا نہ کچھ کار دشوار ہے ٭ کہ جس سے تمہارا دل افگار ہے
ہوا آسان سب تیرے اقبال سے ٭ پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے
ترے پاس لا کر کے اے ارجمند ٭ کروں حرص کی قید میں اس کو بند
امیر ہے تری فوج میں حرص نام ٭ کرے کام سلطان روح کا تمام
وہی بخشی ملک کا فی ہے بس ٭ خرابی کو اسکے وہ وافی ہے بس
نہیں کچھ بھی اسے تو اتنا ہی کہہ ٭ سپہ دی کہ اسکے سپاہی کرے
شہ نفس نے دیکھے ذلت اسے ٭ روانہ کیا ملک کو روح کے
جو تھے ملک تن کو نگہبان جنگ ٭ کیا ہر طرف راہ کو اس کی بند
وہ چشم سے آگیا ناگہاں ٭ لئے ساتھ غصہ کی فوج گراں

خبر ہونی وزیر عقل کو اس کے سر اور بھیجنا امیر قناعت کو مقابل حرص سنگھ کے اور حلم کو غصے کے اور فتح ہونی اسکی

وزیر خرد نے سنا جو یہ حال ٭ ہوا فکر کا اسکے اس کو خیال
امیروں کے لشکر کو لیکر کے تمام ٭ گیا روح کے پاس با احترام

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

کہا حال حرص اور غصے کا سب
کہا عقل نے لے شہ نامدار
اگر فوج غصے کی ہو اس کے سنگ
جو ہونے لگی دونوں جانب سے جنگ

کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم اب
مقابل میں ان کے سپاہ کارزار
کرے لشکر حلم جا اسکو تنگ
ہوا حرص و غصہ پہ میدان تنگ

کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں
امیر قناعت کو تم بھیج دو
کرو مستعد ایسی جنگی سپاہ
امیر قناعت سے اور حلم سے

کہ جو قتل ان عدو کو کریں
کرے حرص کو دم میں ناپید جو
کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسد تباہ
غضب حرص مغلوب دونوں ہوئے

آنا شہوت سنگھ کا بمقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر
وہ اب چاہیے بھیجیں فوج سخت
جمع کرکے سب فوج فسق و فجور
کرے عقل کو جا کے زیر و زبر

بتہ دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر
کہ جو لے شہ روح سے تاج و تخت
کرو اسکے ہمراہ تم بے قصور
ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر
کہا لاؤ دیکے خلعت اسے

کہا نفس سے ان کی ہو کے مدد
ہے تجویز شہوت کی جا دے دیا
لگا بے حیائی کے ہتھیار سب
جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ
روانہ کریں ملک کو روح کے

کہ ان دو سے ہوگا نہ یہ فتنہ رد
کرے عقل کے ملک کو جا تباہ
چلے شہوت سنگھ بہر حرب
تو ہو روح کا ملک سارا تباہ

۸ بھیجنا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر پر ہنر نے شہ روح کو
ہے فوج صلاحیت اسکی مدد
حیا جنگ اس کا جو ہوا کے وکیل
غرض آکے میدان میں قائم ہوئے
کبھی یہ تھے غالب وہ غالب تھے گاہ

خبر پہنچی اس حال کی یار جو
کہ ہو فوج فسق و فجور اس کے
کرو اسکے ہمراہ اسے بے دلیل
لڑائی کو آپس میں برہم ہوئے
لگا مٹنے یوں ملک تن کا تباہ

کہا خاص اس بخشی ملک کو
سپر تیغ شرم و نقاہت کی لی
شہ روح کا حکم پھیران کو ہو
لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ
پھر ہوئی غالب عقل بصیر

کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو
خبر جا کے اہل شقاوت کی لی
کریں لشکر نفس کو قتل جو
زمیں آسماں رہ گئے دیکھ رنگ
کیا لا کے شہوت کو اپنا اسیر

غصہ کرنا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہونا نفس کا واسطے لڑائی سلطان روح کے سب لشکر لے کر

سنی نفس نے یہ خبر جس گھڑی
کہا تجھ کو لعنت ہوئے اے ستمگار
کر اب ایسی تدبیر تو اے وزیر
جوان میرے ہوں سخت زیر پلنگ

وہیں جان پر اسکے آفت پڑی
کیا تو نے لشکر مرا خوار و زار
شہ روح کو جس سے کرلیں اسیر
شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ

بلایا وزیر تبر کار کو
کری تو نے سستی جو دے دیا
بلا پہلوانوں کو لشکر کے اب
وزیر خرد اور شہ روح کو

سیہ کار شیطان مکار کو
ہوئی فوج شہوت کی ساری تباہ
پھیران میں سے لے چھانٹ اہل حرب
پکڑ کر کے لاؤ مرے پاس جو

میں دیکر بہت خلعت و مال و زر
اگر ہو شہ نفس بھی خود سوار
ہے کیا روح کیا عقل ان کو میں
لی گردن میں تلوار ظلمت ڈال

بٹھاؤں برابر اسے تخت پر
میں ہوں اور ہو لشکر بے شمار
کروں قتل یا قید دیکھو تو میں
رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال
وہ مستی کے گھوڑے پہ ہو کر سوار

عزازیل بولا کہ اس جنگ میں
تو پھر دیکھنا اس صف جنگ کو
یہ سنکر شہ نفس خوش ہو کے یار
لیا نیزہ گمرہی اپنے ہاتھ
چلا مستعد ہو سپہ کارزار

کروں گا نہ ہرگز قصور ایک میں
کروں پانی میں اس دل سنگ کو
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
ہوئی فوج فسق و فجور اسکے ساتھ

آگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملے سے اور بھیجنا وزیر عقل کا مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

جو سلطان روح نے خبر یہ سنی
وزیر خرد کو بلا جلد تر
ہے تکلیف میں نفس ملک تن
کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو
مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا ضرور
کہ یہ کام لائق نہیں شاہ کے
جو ہوا ایک بندے سے دشمن تباہ
یہ سنکر ہوا خوش بہت شاہ دیں
سپہ نیک بختی کی لا اس کو دی
کری ساتھ تقویٰ دیں کی سپاہ
نکل کرکے آیا جب میدان میں
ہوئی ہر دو جانب صف آراستہ
مقابل دو لشکر ہوئے جس زماں
ہوئے جب مقابل دلیران جنگ
لگی ہونے جس وقت آپس میں جنگ
پلید و سیہ جمع آکر ہوئے
کبھی فوج زنگی نفس لعیں

کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی
کہا کھول دے سب خزانوں کے در
وزیر اس کا شیطان ہے راہزن
کرو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو
کہ تا ملک تن سے ہو یہ فتنہ دور
جو ایسے کمینوں سے جا کر لڑے
عدو کے مقابل ہو کیوں بادشاہ
دیا اس کو پھر خلعت آفریں
دیا ہاتھ میں نیزہ راستی
چلا دھوم سے لشکر دیں پناہ
خلل آیا شیطان کے اوسان میں
کھڑی مستعد جنگ کے واسطے
پڑا شور اندر زمین و زماں
ہوا پانی پانی دل کوہ سنگ
زمیں ہو گئی خون سے سرخ رنگ
جوں حبشی و رومی برابر ہوئے
نکالے تھے دل سے وہ بغض و کیں

اور ہے لشکر بیکراں اسکے سنگ
نکل آوے سب لشکر دین و داد
کسی طرح ان دو کے کٹ جائیں سر
جمع کرکے سب فوج و لشکر تمام
وزیر خرد نے زمیں چوم کر
رہو ملک میں تن کے تم کامراں
میں ہوں آپکا ایک ادنیٰ غلام
کئے ہوشیاری کے خنجر عطا
غرض زہد کے اسپ پر ہو کر سوار
وزیر خرد جنگ کو جب چلا
جو خورشید خاور نے لی تیغ علم
امیروں نے لشکر کے با عز و شاں
زمیں بدن گرد لشکر سے آہ
لگی چلنے جو تیغ و تیر و تبر
تھی اس طرف خورشید روح و جگر
کبھی کار نیک و کبھی کار بد
کبھی رومی روح سے با وقار

لئے خنجر و تیغ و تیر و تفنگ
زمین جسد سے اکھاڑے فساد
جہنم میں داخل کرو سر بسر
لڑائی کا تم بھی کرو اہتمام
کیا عرض شاہ والا قدر ۹
میں لیتا ہوں انکی خبر اس زماں
کروں دم میں سب دشمنوں کو تمام
ریاضت کا خود اسکے سر پر دھرا
دیا حکم اسکو سپہ کارزار
پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ
ہوئے ابر کے جوڑا لشکر بہم
کئے آکے میداں میں قائم نشاں
ہوئی ایسی تیرہ غذا کی پناہ
ہوا خون کوہ و زمیں کا جگر
ادھر ظلمت نفس با شور و شر
کبھی زہد و تقویٰ و گاہ حسد
زمیں بدن ہوتا باغ و بہار

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اسی جنگ میں سب جوانی گئی	بدا ور نیک میں زندگانی گئی	اس عرصہ میں یہ جنگ قائم رہا	ہوا نفس کا مفسدہ جا بجا

طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے اور شامل کرنا اسکا صلاح جنگ وغیرہ میں

شہ روح نے حال دیکھا یہ جب	کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب	کہا اور تدبیر اب کیجئے	عدو کو کسی طرح زک دیجئے
ہوا ہے ترقی پہ نفس شریر	گیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ	وزیر خرد کو کہا پھر بلا	کیا تو نے ہر چند جنگ و دغا
وہ لے فتنہ تن سے نہ بیرون ہوا	نہ دل نفس ملعون کا خوں ہوا	شریک اب تو ہو لے دبیر کبیر	ہے جس کا لقب پیر روشن ضمیر
مرے ملک کا ہے وہ دیوان کل	مدد سے مٹے اسکے یہ شور و غل	صلاح اسکی چل کر کے اب کیجئے	کہے وہ جو اس پر عمل کیجئے
رکھو اس کو شامل لڑائی میں تم	کہ ہو دشمن شوم تا یاں سے گم	رہو دل سے مصروف اسلام کو	کر دو جی فدا اپنا اس کام پر
کرو ایسی ہمت کہ ہو زیب دیں	کہ روشن ہو جس سے بدن کی زمیں	مٹا کے کفر اور بدعات کو	شریعت کی ظاہر کرو بات کو
بہم ہو کے جا کر لڑو اس قدر	کہ ہو نفس کا کار زیر و زبر	نہ چاہوں کہ ہوں قتل وہ زشت خو	پکڑ لاؤ زندہ مرے روبرو
مرے پاس لاؤ اسے تم پکڑ	شریعت کی زنجیر میں یوں جکڑ	رکھوں اسکو تابع میں اپنے مدام	میں دوڑاؤں جس طرف ہو جاں مدام

۱۰ آگاہ کرنا جاسوس نفس کا شیطان وزیر کو اس سے اور بھیجنا سلطان کا طول امل سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دیکر اور نا امید ہونا اس کا

جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا	تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا	کہا جا کے بیٹھا ہے کیا آ وزیر	لو کوئی دم میں ہو تو اسیر
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	ہے دیوان کل پیر ہے [illegible]	وزیر خرد کو کیا اسکے سنگ	[illegible] دشمن [illegible] کا رنگ
شہ نفس کو جا کے کہہ یہ خبر	کہ اس فتنے کا تو بھی کچھ فکر کر	یہ شیطان نے سنکر دلاسا دیا	کہا شہ سے کہنے کی حاجت کیا
ہے لشکر میں اس کے وزیر خرد	میں بھیجوں اسے جو کرے اسکو رد	مقابل میں اس کے میں بھیجوں اسے	کہ جو کاٹ سر اس کا لا دے مجھے
نہ دیوان پر ہے سو مطلب مجھے	ہے منظور قتل عقل کا اب مجھے	خرد اپنے قابو میں ہووے اگر	تو خود پیر بیکار ہو سر بسر
وزیر خرد اور دیوان تن	کروں قید دونوں کو بے محن	میں بھیجوں ہوں طول امل جسکا نام	کہ ہو پیر کا کام جس سے تمام
وہ دیکے وعدہ بہت خوب تر	کرے پیر کا کام زیر و زبر	کرے قتل پیر عقل کو وہ ضرور	کہ مرنے سے جن کے یہ فتنہ ہو دور
چھپا کر کے ایسا اسے زہر دے	کہ شیطان و نفس اس کے منت پذیر	ہو ہمت اس سے جو طول امل	پڑے پیر کے کام میں تا خلل

مطلع کرنا جاسوس دین کا کہ جو مفتیان یقین کے ہیں سلطان روح کو اس امر سے اور نگہبانی پیر اور عقل کی اور روح کو طول امل کے شر سے

جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا	تو جاسوس دیں نے سنا بر ملا	ہیں جاسوس دیں مفتیان یقین	خبر دی یہ جا کر کے اے شاہ دیں
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے	اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے	خبر رکھیو اس کی تم ہر حال میں	عدو کے نہ پھنس جا کہیں جال میں
وزیر اور دیوان تن کو مگر	نہ پہنچا دے صدمہ کوئی حیلہ گر	نہ دیکر کے زہر ان کو مارے کہیں	پھر اس وقت لیں ملک تیرے چھین
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر	طول امل نام ہے اس سے ڈر	ہے کار اس کا پوشیدہ دشمن کشی	کرے غم الم واں جہاں ہو خوشی
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا	نگہبان رہیو تم ان کے سدا	شہ روح نے جب یہ قصہ سنا	تو اس بات کی فکر میں وہ لگا
کہ اب کوئی تدبیر کرنی ضرور	کسی طرح یہ فتنہ ہو یاں سے دور	تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد	بلا کر کہا اس کو اے خوش نہاد
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی	وزیر خرد اور دیوان کی	رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم	کرو اس سوا اور نہ کچھ بات تم
کیا حکم تا چار شخص پاسبان	نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں	رہے ایک یاد نزع جنگ خواں	اور ہو دوسرا یاد مرگ آئے جواں
رہے تیسرا یاد تنگی گور	خرد پیر کے ہو نگہبان بغور	ہے چوتھی رہے یاد روز قیام	یہی چار کافی ہے در انتظام
نزع موت اور قبر روز حشر	رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر	یہ چاروں ہیں جس کے ہمراز یار	نہ طول امل کا ہو اس پر گذار
رہیں جو کہ یہ چار جس کے حضور	رہے اس سے طول امل دور دور	غرض آیا چھپ کر کے طول امل	کہ تا ڈالے اندر خرد کے عقل
بہت گرد راہ حسد سے پھرا	کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا	جو چاروں طرف تھے نگہبان چار	عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گذار
	طرف پیر کے پھر گیا عزم کر	کہ تالے حسد سے کچھ اسکی خبر	

۱۱ نا امید ہو کے پھرنا طول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس حسد سنگھ اور بخل سنگھ اور ریا سنگھ اور عجب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول امل	گیا پاس شیطان کے بے عمل	کہا گرچہ میں خوب کوشش کری	چھری میری لیکن نہ خوں میں بھری
کئے سینکڑوں حیلے اور داؤں میں	نہ آیا مرے کوئی بر داؤں میں	میں کہیں پر چھپ چھپ کے تدبیر سے	ولے میرا ان پر چلا کچھ نہ بس
نہ آیا ان دو سے آیا میرا ایک ہاتھ	کہ تھے ہر گھڑی پاسباں انکے ساتھ	نہیں مار سکتے انہیں چھپ چھپ کے پر	لو میدان میں چل کے ان کی خبر
میں کرتا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا	ولے میرا بس کچھ نہ ان پر چلا	نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر	تو تدبیر سے اپنی چاہے سو کر
جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ	کرو جا کے روح و خرد کو تباہ	جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی	گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی
حسد سے تھا پر وہ وزیر سیاہ	یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ	کہ بے رنج اور جانفزی کے اب	ہماری بھلا جان کیسے ہو کب
جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اکر دخل	مجھے اور تجھے شر کرے یوں ذلیل	گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں	جدھر چاہے وہ ڈالے ہم کو لیوں
ہے ملک تن میں نوبت کا مر اہل	مرا اور ترا کچھ نہ ہووے نشاں	یہ سن کر خبر نفس رونے لگا	غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا
کیا نفس باغی نے پھر انتظام	بلائے مددگار اپنے تمام	کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں	لڑائی بغیر اب تو چارا نہیں

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

اکھٹے ہوں میدان میں اہل حرب	لڑائی کا سامان ہو جمع سب	حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں	ریا سنگھ اور عجب خاں پہلوان
غرور اور طمع اور فضول کلام	ہوئے جمع میدان میں آکر تمام	ہوا حکم سب کو کہ اے جنگ جو	لڑائی میں شیطان کے ساتھ ہو
لڑائی کو تیار سارے رہو	بنو جیت کامل نہ ہارے رہو	نکلکر کے شیطان وزیر عدو	ہوا آکے میدان میں جنگ جو
حسد بخل قائم کئے اک طرف	ریا کو کہا کر عمل تو تلف	کہا عجب کو مستعدیاں رہو	رہے اس سے باقی تو اس کو کہو
رہے روح کے جب نہ حسن عمل	تو پھر ملک میں اسکے ڈالو خلل	یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ	خرد پر ہر اک سے برسا دیں سنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھیجنا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے اور نصیحت اولیا کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجا خدا کو عجب کے اور فتح ہوئی ان کی۔

وزیر خرد نے سنی یہ خبر	کہ پھر مفسدوں نے اٹھایا ہے سر	جمع ہو کے سب دشمنان دغل	لگے ڈالنے ملک جاں میں خلل
غرض سوچ کر اس نے با اہتمام	کیا جمع لشکر کو اپنے تمام	امیروں سے اپنے کیا انتخاب	یہی چار سردار والا جناب
امیر سخا کو کہا لے جوان	بخل سنگھ کی لے خبر اس آن	سخاوت سے ہو تو حبیب خدا	اور ہو بخل سے رنج میں مبتلا
نصیحت کہ ہے خصلت اولیا	حسد سنگھ پر اس کو قائم کیا	نصیحت سے مردوں کی ہو فتحیاب	اور ہو خانما سب حسد سے خراب
۱۲ ریا سنگھ مردود کے قتل کو	جواں صدق و اخلاص تیار ہو	ریا سے ہو تو خوار اور مستمند	کرے صدق و اخلاص درجہ بلند
کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ	کرے جا کے خوف و رجائے الٰہ	اگر قہر حق سے تو ڈرتا رہے	تو پھر عجز کا کار کرتا رہے
اگر ہووے خوف خدا کی تجھے	تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے	سمجھ لے کہ حق سے ہیں کام سب	جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب
خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں	جو نیک توفیق تجھ کو یہاں	تو کیوں عجب پر پھر مرتا ہے تو	عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو
خدا نے دی توفیق طاعت تجھے	ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے	نہ کر کار حق کو قیاس آپ پر	خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر
غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ	چلے دونوں جانب سے تیر و تفنگ	شجاعت کو اپنی دکھانے لگے	ندی نالے خوں کے بہانے لگے
شجاعان دیں جب ہوئے جنگجو	پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو	ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں	لگا بہنے ہر طرف دریائے خوں
یہاں تک تو لڑ لڑ کے کشتہ ہوئے	کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتے ہوئے	غرض غالب آیا وزیر خرد	ہوئے مغلوب دونوں بغض و حسد
جو ایک لشکر دیں نے حملہ کیا	گئے بھاگ یکسر عجب و ریا	کیا ادر حب لشکر پاک نے	لگی کفر کی فوج سب بھاگنے
کیا جبکہ مردان دیں نے ہجوم	گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم	لڑے ایسے میدان میں ڈٹ گاڑ	دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ
شکست ایسی دشمن نے پائی تمام	نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام	جو دیکھا یہ شیطان ملعون نے حال	لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال
	چھپائی گو اسنے بہت یہ خبر	ولے اس کا شہرہ ہوا دربدر	

خبر ہونی نفس کو اس شکست کی اور بھیجنا ہراول طمع کو اور حب جاہ اور حب دنیا اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا	تو سنکر کے حسرت سے سر کو دھنا	کہا لاؤ دستور بے نور کو	کہ تا دوں سزا خوب اس دور کو
غضب سے کہا شہ نے ای خود پرست	کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست	کیا کار کیا تو نے اے روسیاہ	کیا فوج ساری کو آخر تباہ
نہ تجھ سے ہوا کام کوئی درست	ہمیشہ رہی تیری تدبیر سست	اگر ہے یہی سستی اے سست رائے	میں جا کر پڑوں روح کے زیر پائے
تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں	میں اب حکم میں اسکے ہر دم رہوں	شہ روح ہے شاہ والا جناب	کہ جس کی اطاعت سے ہو فتحیاب
یہ سن بولا شیطان وزیر لعیں	ہیں لڑنے سے اے شاہ عاجز نہیں	مرے پاس حاضر ہیں سردار اور	بہت انکو آتے ہیں لڑنے کے طور
شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں	مرے تیرے وہ سب مددگار ہیں	نہ کھا غم نہ ہو جا کے اسکا مطیع	کروں لاکے اسکو ہی تیرا مطیع
شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے	اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے	کروں لشکر عقل و روح کو تمام	ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام
زمیں چوم کر الغرض عرض کی	عدو پہ مجھے حکم ہو اس گھڑی	کہ لڑ کے کہے اے نفس والا حسب	ہیں دو عقل اور روح کو جا ادب
غرض پھر آیا بمیدان جنگ	کرے تا خرد روح پر عرصہ تنگ	ہراول طمع کو بلا کر کہا	سواروں کو اپنے تو لے جا چلا
کہ کر سارے لشکر کے آگے چلا	طمع کی غبار ان کی آنکھوں میں ڈال	طمع کرتی ہے عقلمندوں کو کور	طمع سے پڑیں جال میں مرغ و مور
کیا پیچھے قائم غرور لعیں	کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں	طرف دہنے ہو لشکر حب جاہ	اور ہو حب دنیا کے بائیں سپاہ ۱۳
فضول کلام اب بدر کو رہے	جدھر چاہیے جا ادھر دوڑ کے	جدھر دیکھے لشکر کی ہوتی شکست	ادھر جلد جاوے وہیں کے جست
	غرض اس طرح سے کیا بندوبست	شہ روح کو تاکہ دیوے شکست	

بھیجنا وزیر عقل کا امیر توکل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زہد و تقوی کو حب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

وزیر خرد سن کے یہ بے ہراس	کہا مصلحت کو شہ روح کے پاس	کہ جنگ عظیم آیا ہے پیش اب	عدو نے سپہدار بھیجے ہیں سب
شہ نفس نے فوج سے چھانٹ کر	لڑائی کو بھیجے ہیں سب نامور	کہ جو جو تھے اسکے چھٹے پہلواں	وہ آئے ہیں لیکر کے فوج گراں
کہا شاہ نے اس کی تدبیر کیا	کہا جلد تر اب ہے تاخیر کیا	بجا لاکے آداب بولا وزیر	یہی عرض اے شاہ روشن ضمیر
کہ لو لشکر خاص سے چھانٹ اب	شجاع اور دلیر اور اہل حرب	علیحدہ کرو ان میں جو مرد ہوں	شجاعت کے احکام میں فرد ہوں
نکال اپنے لشکر سے تم پہلوان	مقابل کرو ایک کے اک جوان	کرو مستعد جنگ کو بے دلیل	نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کے ڈھیل
کہا شاہ نے ہے یہ رائے صواب	امیروں سے اپنے تو کر انتخاب	کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو	ہراول کو جو سخت مضبوط ہو

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

امیر توکل سپہدار کو ۔ طمع کے مقابل میں آگے کرو
امیر خضوع کو ہو حکم حضور ۔ کرے دفع پیچھے سے فوج غرور
طرف بائیں جا زہد و تقوی کی فوج ۔ کہ تا دے مٹا حب دنیا کی کھوج
طرف داہنے جا شے امیر کبیر ۔ کرے جا کے جو حب جاہ کو اسیر
کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ۔ کرے جاہ و عزت کو دم میں تمام
فضول کلام اس طرف ہو اگر ۔ ہے تمہیر اس کی لیس وقت پر
امیر خموشی کو قائم کرو ۔ سخن بے ہودہ کو کرے قتل جو
ملے جس جگہ پر فضول کلام ۔ کرے جا کے خاموشی اسکو غلام
شجاعت کی جا کر کے سب داد دیں ۔ عدو کو پکڑ کے کشتہ کریں
ہوا آ کے میدان میں پھر زد و بد ۔ لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام
جوانا شجاعت دکھانے لگے ۔ امنگ اپنے دل کی مٹانے لگے
لگے کرنے مردان جاں کو نثار ۔ سمجھتے تھے زخموں کو باغ و بہار
لڑائی تھی مردوں کو سیر چمن ۔ گل و غنچہ ہوگئے تھے زخم بدن
نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ ۔ قدم بر قدم آگے دھرتے تھے وہ
ہوا حملہ جب لشکر دین کا ۔ گیا پاؤں اٹھ فوج بے دین کا
گئی بھاگ فوج عدو اس زماں ۔ لبوں تک ہوئی اسکو دشمن کی جاں

بھیجنا نفس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا۔

شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا ۔ وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا
بلا بخشی کبر کو بھیر دیا ۔ سپر تیغ و زر مال بے انتہا
١٤ کہا اب تو امداد کرنی ضرور ۔ تو خود جا کر لشکر میں آیا فتور
ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کر ۔ مرے حکم کی اب اطاعت تو کر
تکبر اٹھا جیسے غرندہ شیر ۔ کہ فوج خرد کو کرے تا کہ زیر
ادھر لشکر روح سے باسپاہ ۔ امیر تواضع ہوا جنگ خواہ
ہوا واقع جس وقت دونوں میں جنگ ۔ تکبر پہ آخر ہوا عرصہ تنگ
کمند اک گردن میں ڈال اور جکڑ ۔ تکبر کو لایا تواضع پکڑ
خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو ۔ ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو
کہا لشکر اسلام کیبارگی ۔ کرے حملہ جس سے ہو آوارگی
کرتا ہوئے آوارہ دشمن تمام ۔ کریں جیسا چاہیں پھر ہم انتظام
غرض کر کے ہر طرف سے ازدہام ۔ مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام
کیا حملہ ہر طرف سے آن کر ۔ برسنے لگے ان پہ تیر و تبر
چھری گرز و شمشیر و تیر و کمان ۔ تبر خنجر و نیزہ و ہم سناں
برسنے لگا مینہ سا چاروں طرف ۔ عدو کا لگا ہونے لشکر تلف
ہوئے قتل سردار لشکر فرار ۔ عزازیل بھی بھاگا ہو بیقرار
پکڑ لائے نفس تباہ کار کو ۔ سیہ بخت مکار و غدار کو
گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال ۔ بنا کر کے اس کا بہت شکستہ حال
شہ روح کے لا کے آگے کیا ۔ کری عرض حاضر یہ بیحیا
یہ حاضر ہے جو چاہے کیجئے ۔ کرو قتل یا قید میں دیجئے
برائی کا بدلہ برائی ہے یار ۔ نہ کر ظاہر و باطن اک تو شمار
بدی کی بنا کر کے صورت بھلی ۔ دکھاوے اگرچہ یہ نفس دلی
نہ کر تو خیال اس پہ اے نیک خو ۔ چلا یا طریق شریعت پہ تو
یہ مکر شیاطین نہ آوے بکار ۔ ہو تو حشر میں آخرش خوار زار

حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھڑانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

غرض آیا جب نفس پکڑا ہوا ۔ شہ روح کے پاس جکڑا ہوا
شہ روح جا کر کے پیش خدا ۔ لگا سجدۂ شکر کرنے ادا
خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا ۔ کہ یہ دشمن بد پشیماں ہوا
ہوا قید نفس اور لشکر تمام ۔ ہے شکر خدا دی فتح ہمکو عام
وزیر خرد نفس کو زیر کر ۔ ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر
ہوا شرع کے حکم کا خوب زور ۔ گیا کفر اور فسق کا شر و شور
وزیر خرد کے مردوں کا کام ۔ شہ روح کے یاں ہوا ایک نام
غرض نفس کو جب آگے کیا ۔ تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا
کہ حاضر ہو جلاد تقوی شتاب ۔ کرے قتل اس بد کو با صد عذاب
وجود ایسے مفسد کا اندر جہاں ۔ فساد اور فتنے کا ہے گا نشاں
رہا زندہ گر یہ تو پھر وقت پا ۔ کریگا فساد اور فتنہ بپا
تو پھر دفع کرنا ہوا اسکا محال ۔ ہے بہتر کہ دو مار کر یاں سے ٹال
وزیر خرد نے بجا کر ادب ۔ کیا عرض اے شاہ والا حسب
ہے قرآں میں فرما دیا جا بجا ۔ خدا عفو کے حکم کو برملا
نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے ۔ نہ قتل اسکا اب خوب ہے
کرو اب معاف اسکی تقصیر کو ۔ مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو
ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند ۔ رہے حکم کے طوق میں روز چند
رکھو اپنی خدمت میں اسکو صدا ۔ سفر کیلئے اپنا خادم بنا
جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی ۔ نہیں مارنا اسکو بہتر کبھی
مگر گھاس اور دانہ کم اسکو دے ۔ کہ تا حکم میں تیرے ہر دم رہے
جو مارے اسے تیرا نقصان ہے ۔ وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے
کرے پہلے اسکی عطا شہر یار ۔ تو پھر پشت پر ہووے سوار
غرض اس کی تقصیر کر کے معاف ۔ دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف
ریاضت کی زنجیر پاؤں میں کر ۔ گلے عجز کا طوق ڈالو مگر
١٥ زہد جنگ اور بندگی بیگ کی ۔ ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی
لگا رہنے زنداں میں درد و سوز ۔ ہوا اس میں یہ اتفاق ایک روز
کہا عقل نے نفس سے اے عدو ۔ پھرا یا ہے کیوں تو نے جنت سے تو
ترے حق میں تو وعدہ وصل تھا ۔ گنہ کر کے کیوں دور عقل سے ہوا
بس اب تو پکڑا دو ہوش کیسا ۔ کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات
تو کر ساتھ ہو کر کے اب شاہ کی ۔ عبادات و طاعات اللہ کی
رہ حق میں ہو جیت تو اے غبی ۔ چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی
وگرنہ ہمیشہ رہیگا تو قید ۔ نہ ہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید
شہ روح دے تجھکو تکلیف سخت ۔ ہمیشہ ہے تیرا برگشتہ بخت
یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر ۔ ہوا قید میں روح کے ناگزیر
تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا ۔ وزیر خرد سے کہ اے خوش لقا
ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام ۔ رہا شاہ کا لطف مجھ پر مدام
عزازیل نے مجھکو بہکا دیا ۔ مرے کام سیدھے کو الٹا کیا
جو نیکی کا میں نے ارادہ کیا ۔ وہیں اس نے آ مجھ کو گمرہ کیا
اسے چھوڑ کر اب تو حاضر ہوں میں ۔ تھا لطف ہمدم گر شاہ کا قدر تھیں
ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع ۔ لیکن کروں تجھکو اپنا شفیع
کہ سلطان سے مجھ کو کچھ ملک ایسا ۔ کہ اس صوبے میں ہی رہوں با طرب
مجھے ملک سے شاہ کے با فراغ ۔ ملے قلعہ ہے نام جس کا دماغ
جو ہو یہ عنایت تو پھر میں مدام ۔ رہوں شہ کی خدمت میں مثل غلام
اگر یہ شہنشہ نہ رکھے قبول ۔ تو ملک جگر میں کروں میں نزول
کہ روح طبیعی کا ہے وہ مکاں ۔ مجھے حکم رہنے کا ہووے وہاں
جو روح طبیعی ہو تابع مرے ۔ تو کچھ کام میرا نکلتا رہے
مجھے شاہ ان دو سے دے ایک مقام ۔ کروں جا کے واں اپنا میں انتظام
اطاعت کروں در رہوں اس جگہ ۔ یہ پیغام جا کر مرا شہ سے کہہ
کہا عقل نے نا بکار دروغ ۔ سخن کو نہیں تیرے ہر گز فروغ
مقید ہے تو سیر بھی اندر دماغ ۔ رکھے بادشاہی کی بولے کلاغ

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

کہا نفس نے اے وزیر خرد ۔ تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کد
بھلا شاہ سے عرض کو کیجیے ۔ جو ہو حکم مجھ کو خبر دیجیے
وزیر خرد نے کیا عرض جا ۔ یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا
لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر ۔ کدھر ہے تری عقل اب اے وزیر
کیا سو مصیبت سے قید اسکو لا ۔ امیری لے سے ہی پھر اب بھلا
کہ تا ملک میں جا شرارت کرے ۔ پکڑ کر قلعہ پھر بغاوت کرے
ہے بہتر کہ رکھیں سدا قید ہم ۔ اسے پانی اور دانہ دیں بیش و کم
ضرورت کے وقت اس سے لیں خوب کام ۔ سفر اور حضر میں رہے بن غلام
مددگار ہو میرا طاعت کے وقت ۔ جدھر جا ہوں دوڑاؤں میں اسکو سخت
وہ ملکوت و جبروت و لاہوت میں ۔ رہے میری خدمت میں بالراس و عین
نہ یہ کہ کبھی نفس کا جب چلا ۔ تو ناچار یاد حق کی کرنے لگا
لگا کرنے طاعات صوم و صلوٰۃ ۔ قبولا بدل راہ حج و زکوٰۃ
غرض قیدیوں کی طرح سے سدا ۔ وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا
ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ ۔ طرف دوسرا اپنی کرتا نگاہ
کبھی داؤ لگتا تھا اس کا اگر ۔ تو کرتا شرارت کچھ اس وقت پر
اسی واسطے ہے نبی ﷺ نے کہا ۔ کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا
کرو نفس کے ساتھ اپنے جہاد ۔ کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد
جو مومن کریگا فرو تن جہاد ۔ کہیں اس کو شرع میں اصغر جہاد
یہاں سے نبی ﷺ تو رجعنا کہا ۔ بیاں کر دیا اس کا میں مدعا
میں تفصیل اور شرح اس کی تمام ۔ بیاں کی ہے کر غور لے نیکنام
کری عمر تفصیل میں صرف میں ۔ نبی ﷺ نے کہا اسکو اک حرف میں
کہا میں جو کچھ کر عمل اس پہ تو ۔ کہ تا روز محشر میں ہو سرخرو
یہ جو میں نے تجھ سے بیاں کر دیا ۔ نہاں راز کو اب عیاں کر دیا
کیا کر تو اس پر ہمیشہ عمل ۔ چلا جاوے جنت میں تا بے خلل
سدا اپنے دشمن سے ہشیار رہ ۔ نہ سو خواب غفلت میں بے اختیار ۔ ۱۶
رہے تیرا دشمن تیری گھات میں ۔ تو رہ تو بھی اسکی خرابات میں
کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے ۔ تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے
رہیں ان لشکر کی تو رکھ خبر ۔ کہ تا پاوے دشمن کے اوپر ظفر
کہ جو شاہ لڑتے میں کاہل ہوا ۔ وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہوا
نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر ۔ کہ ہے مستعد وہ ترے قتل پر
تو ہوشیار رہ ہر لحظہ رہنا ضرور ۔ محاسب ہو اس نفس کا بے قصور
لیا نفس سے کر حساب ہر گھڑی ۔ نہیں تو سمجھ تجھ پہ آفت پڑی
امیروں سے تو نفس اور روح کے ۔ خبردار دونوں کے رہ حال سے
جوان دو سے تجھ کو نہیں کچھ خبر ۔ اس جنگ میں تو ہے عاجز مقر
جو غفلت میں تیری گئی عمر سب ۔ ہو دشمن کے اوپر تجھے فتح کب
یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب ۔ ڈر اس خواب غفلت سے اے جان خراب
حساب اس سے ہر آن لیتے رہو ۔ بدی پر سزا اس کی دیتے رہو
کرو ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد ۔ رہو نفس پہ کرتے ہر دم جہاد
تو کر یاد میں حق کی ہر سانس صرف ۔ مٹا دل سے تو خواب غفلت کا حرف
کسی کو ہو بیش دشمن سے جنگ ۔ رکھے مستعد فوج کو بے درنگ
رہے موت ہر دم تری گھات میں ۔ تو مشغول اسکی ہے بات میں
جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے ۔ اس عالم سے آخر گذرنا تجھے
تو غافل ہے پھر کس لئے اے عزیز ۔ نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز
یہ سب ہوگا معلوم کہ نکلے وقت ۔ تجھے اس جہاں سے گذرنے کے وقت
سوا حسرت افسوس کے اے میاں ۔ نہ آویگا کچھ کام اس وقت واں
تجھے چار و ناچار مرنا ضرور ۔ سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور
اسی واسطے ہی نبی ﷺ نے کہا ۔ جہاد اپنے نفس سے کر سدا
رہے یہ دشمن تری گھات میں ۔ تو غافل کیوں اس سے دن رات میں
مخالف ہو جو یار کی راہ میں ۔ اسے ڈال دے قہر کی چاہ میں
تو کر قتل نفس بدکار کو ۔ اور اس کے تمامی مددگار کو

لڑائی میں رہ اس کی دن رات چست ۔ نہ غافل ہو اک دم نہ اک آن سست
بس ایک نکتہ پر ختم کی میں کلام ۔ بقول محمد علیہ السلام
کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو ۔ کبھی مکر دنیا پہ مائل نہ ہو
ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف ۔ کہ اس خار سے ملک کو حق کی صاف
الٰہی بحق نبی ﷺ پاک ذات ۔ مجھے بھی اس نفس بد سے نجات
اٹھا کر لب امداد دست دعا ۔ یہ مانگ حق سے بصد التجا
الٰہی الٰہی الٰہی الٰہ ۔ مری نفس شیطاں نے ماری ہے راہ
لیا گھیر اب فوج اغیار نے ۔ لعین نفس و شیطان مکار نے
ذرا لشکر عشق کو حکم ہو ۔ کرے قتل جو فوج اغیار کو
مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے ۔ ہو آباد جانان کی سیر سے
الٰہی میں عاجز ترا بندہ ہوں ۔ ملاقات کا تیری جویندہ ہوں
ترے در سے ہے سبکو عجز و نیاز ۔ کرم تیرا ہر اک کا ہے چارہ ساز
ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے ۔ ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے
ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام ۔ شراب محبت کا پیتا ہے جام
نہ کیونکہ ہم ہوں تیری جانب رجوع ۔ ترا مہر وحدت ہے رتبہ طلوع
سوا تیرے تبلا یہاں کون ہے ۔ عیاں اول آخر یہاں کون ہے
الٰہی الٰہی برائے الٰہ ۔ طرف اپنے کو جی کر دے مجھکو راہ
الٰہی گنہ سب کے اب بخشدے ۔ چھپے یا کھلے سب کے سب بخشدے
خصوصاً گنہ مجھ گنہگار کے ۔ فقیر اور حقیر اور تبہ کار کے
کہ مجھ سے ہوا کچھ نہ اچھا عمل ۔ رہا خواب غفلت میں بے خلل
نہیں نیک عمل کچھ میرے پاس آہ ۔ سوا تیرے فضل و کرم کے الٰہ
کرم سے مرے کام آسان کر ۔ نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر
شراب محبت کا دے مجھ کو جام ۔ تو راضی ہو جس میں لے مجھ سے کام
مئے عشق سے اپنے اک جام دے ۔ اسی درد سے مجھ کو آرام دے
مرا دل غم عشق سے ریش کر ۔ یہ درد و الم بیش سے بیش کر
کرے عشق آ مجھ میں جوش و خروش ۔ کہ دل سے قرار اور جا سے ہوش ۔ 17
رہے دل میں یوں آتش عشق یار ۔ کہ گرمی سے اسکی نہ پاؤں قرار
مرے دل کو رکھ اپنی جانب رجوع ۔ کرے مہر و نیر اس میں طلوع
ہو روشن ترے نور سے شمع جاں ۔ کہ دیکھوں ترا تا جمال ہر زماں
مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر ۔ رہے مجھکو اپنی نہ اصلا خبر
میں دیکھوں نظر کو اٹھا کر جہاں ۔ سوا تیرے آوے نہ کوئی نظر
الٰہی دعا میری ہووے قبول ۔ بحق نبی ﷺ اور آل رسول
بحق ابوبکر صدیق دیں ۔ بحق عمرؓ شاہ دار الیقیں
بحق علیؓ اور عثمانؓ پاک ۔ رہے محو تجھ میں مری جان تک
پڑھ ان سب پہ امداد تو صبح و شام ۔ ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

خاتمۃ الرسالہ

پس اب ہو چکا یہ رسالہ تمام ۔ پڑھے جو اس کو لے دوست صبح و شام
پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل ۔ بچے نفس و شیطاں سے وہ بے خلل
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا ۔ کہ ہوں نفس شیطاں کے شر سے رہا
غرض جب ہوا یہ رسالہ تمام ۔ جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام
یہ مضمون تھا فارسی میں لکھا ۔ کسی مرد حق نے بصد مدعا
کیا میں نے ہندی اگر کچھ اور ۔ کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور
سن و سال ہجری خیر الانام ۔ تھے بارہ سو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہو جب تمام
مولف و کاتب و خوانندہ پر ۔ الٰہی تو کر رحم شام و سحر

تمت

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

نالۂ امداد غریب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

اے ذات تو با رحمت و الطاف قریب	دے رحمت و لطف بمناجات مجیب
اکنوں بطفیل احمد و یا ـ انش	مقبول شود نالۂ امداد غریب

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا
جہاں لطف گل ہے وہیں خار غم ہے	ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ بے رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن سب انوار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یارب	ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے	کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں تو ہے	تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا
تو اول نہیں ابتدا تیرا یا رب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا
نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
نہیں دیکھتا کچھ و لے دیکھتا ہوں	ہر اک جا پہ نقشہ طرحدار تیرا
الٰہی میں ہوں بس خطا وار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا
عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
الٰہی بتا چھوڑ سرکار تری	کہاں جاوے یہ بندۂ ناچار تیرا
درگاہ کرم تک بھی کافی ہے تیری	اگرچہ ہوں بندہ بہت خوار تیرا
دوا بے رضا کیا کروں میں الٰہی	کہ دارو بھی تیری اور آزار تیرا
مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں	تو شافی ہے میرا میں بیمار تیرا

۱۸

میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو	تو مختار میرا میں ناچار تیرا
الٰہی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	لیا ہے پکڑ اب تو دربار تیرا
سوا تیرے کوئی نہیں میرا یا رب	تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا
کہاں جاوے جس کا نہ ہو کوئی تجھ بن	کسے ڈھونڈھے جو ہو طلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور مجھ کو	کدھر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا
نہ پوچھے سوا نیک کاروں کے گر تو	کہاں جا بتا بندہ ناچار تیرا
گنا ہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا	سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا
رہے گا کہ نہ کچھ نقد عصیاں سو میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیرم گنا ہوں پہ کیونکر نہ ہو دیں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا
سدا خواب غفلت میں سوتا رہا میں	نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطاں کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم زنہار تیرا
برے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ رسوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
مری مشکلیں ہوئیں آسان اکدم	جو ہووے کرم مجھ پہ اک بار تیرا
خبر لیجیو میری اس دم الٰہی	کھلے جبکہ بخشش کا اخبار تیرا
ہوں ظلمات عصیاں سے حسنات روشن	جو ہو ابر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں خس کہاں بحر زخار تیرا
لگیں کرنے کافر بھی امید بخشش	لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب	مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا
نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے زباں پر رہا ذکر تیرا
ترا نام شیریں حلاوت ہے دل کی	ہر اک بات سے خوش ہے تکرار تیرا
الٰہی رہے وقت مرنے کے جاری	بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا
نہ کوئی ہے میرا نہ میں ہوں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افگار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تیرا تو میرا	ترا فعل میرا مرا کار تیرا

۱۹

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا
الٰہی بچا قہر سے اپنے مجھکو	کہ ہے عفو و بخشش کرم کار تیرا
یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یا رب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا
بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایمان	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا
حکومت ہوئی اس کو حاصل جہاں کی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
فنا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا
دو عالم خریدار ہوا اس کا بیشک	جو ہو نقدِ جاں سے خریدار تیرا
کھلیں اُس کی آنکھیں کریں بند جس لے	عیاں ہو نہاں اُس پہ اسرار تیرا
رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا	الٰہی ہوا جو کہ ہشیار تیرا
الٰہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سدا مست و میخوار تیرا
٢٠ تو کر بے خبر ساری خبروں سے مجھ کو	الٰہی رہوں اک خبردار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو ہووے محبت کا آزار تیرا
بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو سویا سو جاگا جو جاگا سو سویا	سلا مجھ کو تا ہوں میں بیدار تیرا
بھکاری ترا جائے محروم کیونکر	کہ ہے خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پہ	ہے شاہ و گدا ہر نمک خوار تیرا
بھکاری کروڑوں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یا رب طلبگار تیرا
نہیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلوب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر	میسر ہوا اے کاش دیدار تیرا
مرے دل میں ٹک جلوہ فرما الٰہی	کہ تجھ بن ہے ویراں یہ ابدار تیرا
نہیں وصل افسوس قسمت میں میری	میں سایہ نمط گرچہ ہوں جار تیرا

تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے	و لے آہ ملتا ہے دشوار تیرا
ہوں با وصف اس قرب کے دور ایسا	ستاتا ہے یہ ہجر خونخوار تیرا
یہ قرب و معیت ہے پھر بُعد ایسا	نہیں کھلتا یا رب یہ اسرار تیرا
حجابِ خودی میرا یا رب اٹھا دے	کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
ذرا آپ اپنے میں آ مرد آ تو	کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے	کہ تا جلوہ گر اس میں ہو یار تیرا
زباں سے طرف دل کے مشغول ہو تو	وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا
اٹھا غم رکھ امیدِ امدادِ حق سے	تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا
نہ ڈر فوجِ عصیاں سے گرچہ بہت ہے	کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا
اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہردم	تو جا کر ہے اُس کا وہ سردار تیرا
تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی	کہ جاوے ہر غم ہر آزار تیرا
الٰہی قبول ہو مناجات میری	کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا

٢١ **خمسہ بر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال	عقل بحث و علت و معلول ہیں وارد علیل
انت کافی فی مہمات و فی رزق کفیل	جذب لطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل

مفلسٌ بالصدق یاتی عند بابک یا خلیل

دوسرا ایسا نہیں کوئی سیہ کار و اثیم	ہے وفورِ جرمِ عصیاں سے سزاوارِ جحیم
وہ سراپا عاصی و خاطی تو غفار و رحیم	ذنبُہٗ ذنبٌ عظیمٌ فاغفر الذنبَ العظیم

انہ شخصٌ غریبٌ مذنبٌ عبدٌ ذلیلٌ

حیف پیری و جوانی سب ہوئے مصروف لہو	روز و شب وقفِ جہالت ہی رہا غفلت میں محو
یا الٰہ العالمین دے مستی عصیاں سے صحو	منہ عصیانٌ و نسیانٌ و سہوٌ بعد سہوٍ

منک احسانٌ و فضلٌ بعد اعطاءٍ جزیل

خواب و خور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام و دد	ہیں عمل سارے نکوہیدہ سبھی افعال بد
دیکھ کر انبارِ عصیان و جرائم بے عدد	قال یا ذنبی ذنوبی مثل رملٍ لا تعد

فاعف عنی کل ذنب واصفح الصفح الجمیل

www.nafseislam.com

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat
www.nafseislam.com

ہیں سب افعال ذمیمہ زندگی کا ماحصل — یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل
کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل — کیف حالی یا الٰہی لیس لی خیر العمل
سوء اعمالی کثیر زاد طاعاتی قلیل

غم الم اندوہ و حسرت یاس و دوری بیکسی — ناتوانی اضطرابی بے قراری بے کلی
ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بڑی — خائفی من کل وارد واقض عنی حاجتی
ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل

خود بخود ہو جائیں گے یہ درد سارے دل کے دور — جتنے مقصد ہیں بر آئیں گے الٰہی بالضرور
یہ تڑپ یہ بے قراری نکر بیجا ہے قصور — انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراط مستقیم — کر دیا ازدیاد مرض نے زار و سقیم
جس طرح خاشوں پہ جو پڑیں سے مجھ دیکھ کر لطف عمیم — رب ہب لی کنز فضلک انت وہاب کریم
اعطنی مانی ضمیری دلنی خیر السبیل

صورت شبنم ہوں گریاں روز و شب صبح و مسا — غنچۂ خاطر بزنگ گل نہ اک دم بھی ہنسا
جیتے جی ہر وقت خوف آتش دوزخ رہا — قل لنا پر ابروی یا رب فی حقی کما
قلت للنار کونی انت فی حق الخلیل

عمر بھر کرتا رہا فرمانِ حق سے انحراف — وہ ہوا مجھ سے جو شانِ عبدیت کے تھا خلاف
جرم و عصیان و خطا یک لخت سب کر دیجے معاف — ہب لنا ملکاً کبیراً نحتنا مما نخاف
ربنا اذ انت قاضی المنادی جبرئیل

ہوش میں آئے غریب سر خوش جام صبوح — گر عمل اچھے برے ہوتے ہیں افعال قبوح
کیا بھروسا زندگی کا ہے مسافر تن میں روح — این موسیٰ این عیسیٰ این یحییٰ این نوح
انت یا صدیق عاصی تب الی المولی الجلیل

غزل در شوق زیارت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

سبز و شاداب گلستانِ تمنا ہووے — کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے
ہند میں گرم تپش یوں دلِ مضطر ہے مدام — دام میں جیسے کوئی مرغ تڑپتا ہووے
مجھکو بھی روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو نصیب — زہے قسمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے

جب کبھی نکلا قافلے والے کہ مدینے کو چلو — شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے
ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤں میں اٹھ کر ہمراہ — تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے
یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا — جیسے جنگل میں بگولا کوئی اڑتا ہووے
گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں — پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے
کانٹے تلووں میں چبھیں برگِ گلِ تر سمجھوں — خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے
ایسی صورت سے در شاہ عرب پر پہنچوں — حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے
گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرے پر — ایک تہ بند پھٹا سا کوئی کرتا ہووے
خار پاؤں میں چبھیں بال ہوں سر کے بکھرے — فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے
باندھ کر ہاتھ کو دوں عرض بصد عجز و نیاز — خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے
یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو — وصل کا آج اشارہ شہ والا ہووے
مری بے تابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور — خود در حجرۂ والا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہووے
دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا — دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے
کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم — خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے ۲۲۳
گوہر اشک نثار قدم پاک کروں — جز تہیدستی کوئی اور نہ تحفہ ہووے
اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں — جلوۂ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے
سن کے اس شوق کو کہتے ہیں ملائک بھی غریب — فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

مناجات

اے رسول کبریا صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے — یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے
آپ کی الفت میں گھبرایا نبی — حال یہ ابتر ہوا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں میں — اے مرے مشکل کشا صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے
درد ہجراں سے ہے لب پر جاں مری — اب تو کیجئے کچھ دوا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم ملے اے نور خدا فریاد ہے
گردن دل سے مرے زنجیر و طوق — یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیجے جدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے — یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے
یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد کو در پر لو بلا — اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

www.nafseislam.com

مناجات دیگر

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی ﷺ — دل ہوا غم سے دوبارا یا نبی
طالب دیدار ہوں دکھلائیے — روئے نورانی خدا را یا نبی

حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو — کون ہے ہمسر تمہارا یا نبی
درد ہجراں کے سبب مجھ سے کیا — صبر و طاقت نے کنارا یا نبی

باغ جنت سے زیادہ ہے عزیز — مجھ کو وہ کوچہ تمہارا یا نبی
مرتے دم گر دیکھ لوں روئے شریف — زندگی ہووے دوبارا یا نبی

لیجئے در پر بلا کب تک پھروں — دربدریاں مارا مارا یا نبی
چین آتا ہے مرے دل کو تمام — نام لیتے ہی تمہارا یا نبی

مناجات دیگر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم

سب دیکھو نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد ﷺ کا — جبرئیل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا
جس مسجد میں سنتا ہوں تو ہے مذکور محمد ﷺ کا — نا ہے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدور محمد کا
وہ منشا سب اسمار کا ہے وہ مصدر سب اشیا کا — وہ سر ظہور و خفا کا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں روح مثال کہایا ہے کہیں جسم میں جا سمایا ہے — کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا — کہیں صابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا راز قدیم علیم ہوا — کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیم خلیل ہوا سن راز قدیم علیل ہوا — کہیں صادق اسمٰعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ رہا کہیں شمع کہیں پروانہ رہے — کہیں دانا کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہایا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے — کہیں دین امام کہایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

مناجات دیگر

مرا طالع خفتہ جاگے یقیں ہے — اگر خواب میں منہ دکھائے محمد ﷺ
میں اس پر فدا جان اور دل سے قربان — مرا جان و دل سب فدائے محمد ﷺ
محمد ﷺ کی مرضی ہے مرضی خدا کی — خدا کی رضا ہے رضائے محمد ﷺ
خجل ہو سکے خورشید کا رنگ فق ہو — اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمد ﷺ
نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقیں ہے — ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمد ﷺ
تمنا یہ ہے رنج کی یا الٰہی — عطا ہو اسے خاک پائے محمد ﷺ

بالخیر

ختم

مجموعہ خطب بارہ ماہی

یعنی

خُطبات الاحکام لجمعات العام

اس میں جمعہ کے پچاس خطبے ہیں تاکہ سال بھر تک ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھا جاسکے۔ ان کے علاوہ عیدین [illegible] کے بھی خطبے درج ہیں۔ سب خطبے نہایت سلیس ہیں اور بوجہ جامع ہونے کے نہایت مختصر اور سنت کے بالکل موافق ہیں۔ [illegible] خطبوں میں [illegible] ترغیبی مضامین ہوتے ہیں [illegible] احکام [illegible] اس واسطے ان خطبوں میں [illegible] ترغیب و ترہیب کے علاوہ ضروری احکام بھی بیان کئے ہیں مثلاً علم کی فضیلت [illegible] کی فضیلت [illegible] فضیلت قرآن شریف کو پڑھانا [illegible] زکوٰۃ اور روزہ کی فضیلت [illegible] حقوق [illegible] آداب المعاشرت [illegible] [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

شفاء العلیل

اردو

مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

عملیات و تعویذات میں نہایت مستند و کارآمد کتاب [illegible] اشغال نقشبندیہ، اشغال چشتیہ، طریقہ مراقبہ، اشغال مجددیہ، اور مضامین اعمال مجربہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور دیگر ضروری عمل و مضامین اور تعویذات نہایت مجرب [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] کراچی

The Natural Philosophy Of AhleSunnat Wal Jamaat www.nafseislam.com

دینی اور مذہبی اور تبلیغی شوق پیدا کرنے والی کتابیں

- احسن المواعظ
- افضل المواعظ
- اکرم المواعظ
- طب روحانی
- قیامت کا سماں فوٹو
- معلم الحجاج مجلد
- اصلاح الرسوم للمسلمین مجلد
- بیان الامداد ترجمہ تاریخ الخلفاء مجلد
- فروع الایمان
- تبلیغ دین مجلد
- زاد السعید
- حیات المسلمین
- شفاء العلیل
- اعمال قرآنی کامل
- المہند
- فضائل حج
- فضائل نماز
- شوق وطن
- فضائل ذکر
- فضائل قرآن
- فضائل رمضان
- فضائل تبلیغ
- حکایات صحابہ
- چھ باتیں
- فردوس آسیہ کامل
- بیان المشید ترجمہ برہان المؤید
- موج البحرین فی ذکر شہادت الحسنین
- صحیح بہشتی زیور مکمل مجلد گیارہ حصہ
- خطبات الاحکام
- مصیبت کم
- مواعظ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی متفرق
- حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے مواعظ کا رسالہ الابقاء سالانہ چندہ

ملنے کا پتہ: محمد عبد المنان غفرلہٗ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء متصل مسافرخانہ بندر روڈ کراچی

www.nafseislam.com